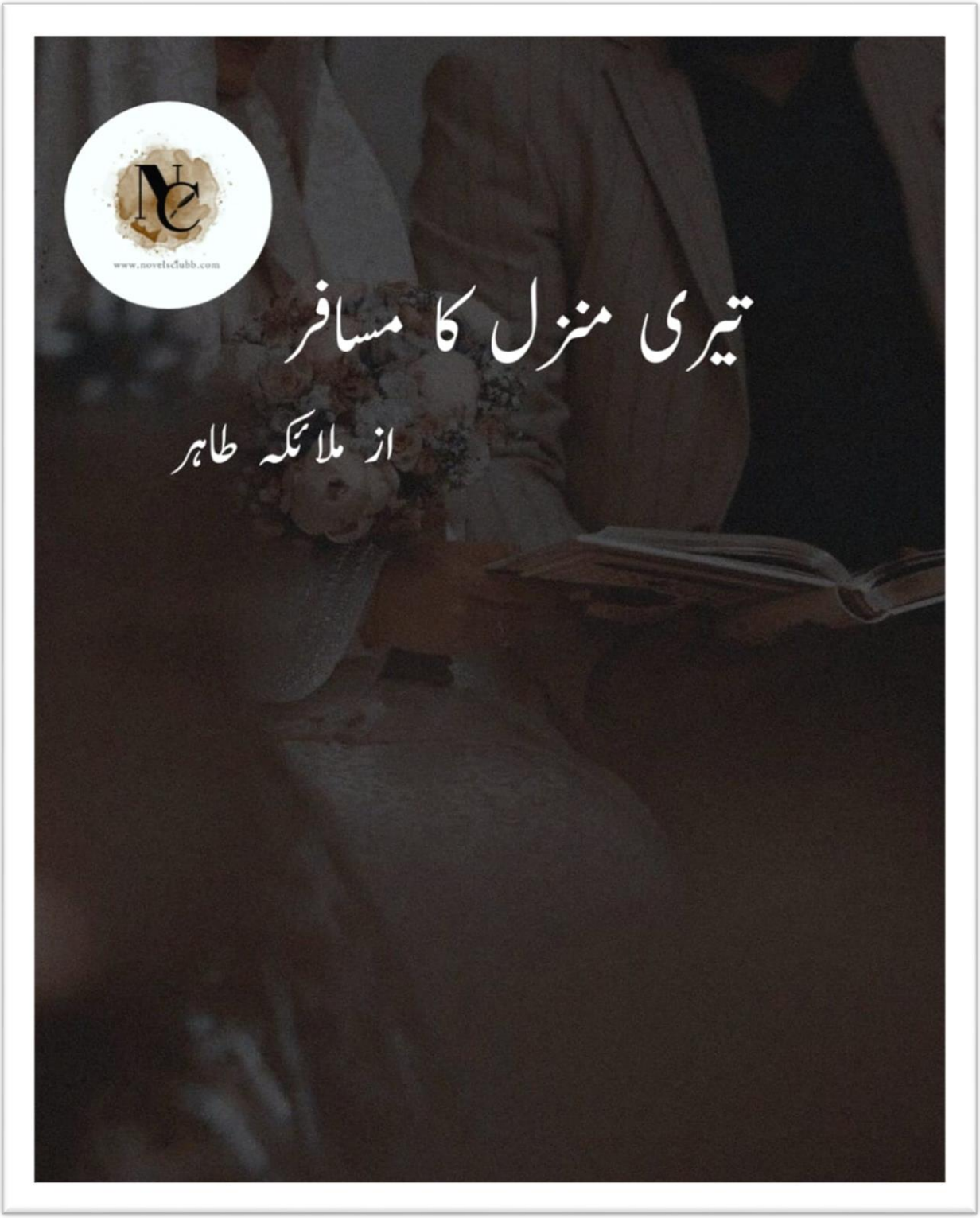
www.novelsclubb.com
تیری منزل کا مسافر
از ملائکہ طاہر

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

تیری منزل کا مسافر از ملائکہ طاہر

ریڈ پینٹ پہنے،اوپر ریڈ کلر کی ٹوپ پہنے،ریڈ ہی کلر کی ہیلز پہنے وہ کلب میں اینٹر ہوئی۔ براؤن ڈائی ہوئے بال اِس وقت پونی میں مقید تھے۔ مغرور سی چال چلتی وہ کلب میں موجود اپنی مخصوص جگہ کی طرف بڑھی۔ایک بے زار نظر ڈانس فلور کی طرف دہرائی۔ جہاں لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ ڈانس کرنے میں مگن تھے۔ ویٹر نے اُس کے آگے وائن کا گلاس رکھا جسے ایک نظر دیکھتے ہی اُس نے سائیڈ پر دے مارا۔ جس کا مطلب تھا اُسے وائن نہیں پینی۔ ویٹر فوراً وہاں سے چلا گیا۔ وہ کوفت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی

www.novelsclubb.com

شاید کسی کا انتظار کر رہی تھی۔ایک نظر گھڑی کو دیکھتے اُس نے وہاں سے جانے کا فیصلہ کیا کہ سامنے سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اُس کی طرف بڑھے۔وہ دونوں دور سے ہی سوری کرتے ہوئے آرہے تھے۔کیونکہ وہ دونوں اُس کے غصے سے واقف تھے۔

"پورے دس منٹ لیٹ ہو تم دونوں۔"

اُس نے گھڑی پر دیکھتے دونوں کو آگاہ کیا جواب اُس کے ساتھ بیٹھ چکے تھے۔

"سوری یار یہ روحا کی وجہ سے لیٹ ہوئے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

سبحان نے روحا کی طرف اشارہ کیا۔

"پہلی بات ڈانٹ ٹاک ٹو می لائک دِس۔آئی ہیٹ چیپ ورڈز۔دوسری بات روحا کیوں لیٹ تھی تم۔"

پہلی بات سبحان سے کرتے ہوئے وہ روحا کی طرف مڑی جو اُس کے مخاطب کرنے پر اُچھلی تھی۔

"وہ میرا ڈریس نہیں مل رہا تھا۔"

روحا سر جھکا کر بولی۔

www.novelsclubb.com

"ڈیٹس ناٹ مائے پرابلم۔خیر اب جس کام کیلئے ہم ایسی جگہ پر موجود ہیں وہ کر لیں۔"

دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنساتی وہ تھوڑا آگے ہو کر بیٹھی۔

"ہاں کیا کھاؤ گی تم۔میں آرڈر کر دیتا ہوں آخر ہماری منگنی کی خوشی میں یہ ٹریٹ دے رہا ہوں میں۔"

سبحان روحا کو دیکھ کر شوخ لہجے میں بولا۔

"اپنی شوخیاں بعد میں مارنا میں زنگر کھاؤ گی۔اینڈ لِسن آئیندہ ایسی جگہ کا انتخاب کرتے ہزار بار سوچنا۔"

www.novelsclubb.com

اُس نے انگلی اُٹھا کر دونوں کو وارن کیا۔

"ہیلو بیوٹیفل لیڈی۔ میرے ساتھ ڈانس کرو گی۔"

ایک لڑکا نشے میں دُھت ڈانس فلور سے اُس کی طرف بڑھا۔ جس کے چہرے پر ناگواری آ گئی تھی۔

"یہ کسی کے ساتھ ڈانس نہیں کرتی جاؤ تم یہاں سے۔"

سبحان نے اُس لڑکے کو بھگانا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"اے تو چپ کر سالے۔ میں تو اِس خوبصورت لڑکی سے بات کر رہا ہوں۔"

اُس لڑکے کے کہتے ہی اُس کی آنکھیں غصّے سے لال ہوئی۔ایک جھٹکے سے وہ کھڑی ہوئی اور اپنا ہیل والا پاؤں زور سے سامنے والے لڑکے کے پاؤں پر مارا۔وہ لڑکا کراہ کر پیچھے ہوا لیکن اُس نے بالوں سے پکڑ کر ایک زوردار تماچہ اُس لڑکے کے منہ پر مارا۔جس کے باعث وہ زمین پر گرا۔

"جب میں کچھ نہیں بول رہی ہوتی تو اِس کا مطلب ہوتا ہے مجھے بات نہیں کرنی۔مگر تم جیسے لوگ باز نہیں آتے۔جانتے نہیں ہو مجھے میں کوئی عام لڑکی نہیں ہوں۔میں ذیمل نور ہوں۔فہد میر کی اکلوتی اولاد۔میر انڈسٹریز کی وارثہ۔آئیندہ مجھ سے دور رہنا۔ہنہہ۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل حقارت سے اُسے دیکھتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔

"ذیمل....."

"ذیمل....."

"پلیز سنو تو۔"

سبحان اور روحا اُس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اُسے آوازیں دے رہے تھے۔ مگر وہ اَن سنی کر کے اپنی بریںڈ نیو گاڑی کی طرف بڑھی جو اُس کے ڈریس کی طرح ریڈ کلر کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"رُکو ذیمل پلیز ہمیں معاف کر دو آئیندہ ایسی جگہ کا انتخاب نہیں کریں گیں۔"

روحا اُسے روکتے ہوئے بولی۔

"پیچھے ہو جاؤ روحا۔ ہم صبح بات کریں گیں۔"

بِنا روحا کی طرف دیکھے ذیمل گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے تیزی سے وہاں سے نکلی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

اپنے محل نما گھر کو ایک نظر دیکھتی ذیمل گاڑی زن سے اندر بھگا گئی۔اندر آتے ہی اُس نے گاڑی پارک کی اور سیدھا اپنے روم کی طرف بڑھی۔سارے گھر والے تو اِس وقت سو رہے تھے۔

صرف وہ ہی ایک امیر زادیوں والے شوق رکھتی تھی۔فہد میر کی اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ ذیمل بہت ضدی اور مغرور ہو گئی تھی۔بن کہے ہر چیز مل جانے پر وہ بہت بگڑی ہوئی تھی۔اور کچھ ذیمل اُس کی ضد میں بھی کرتی تھی۔

ذیمل بُرے کام نہیں کرتی تھی بس لیٹ نائٹ گھر آنا اور پارٹیز میں جانا اُس کا شوق تھا۔اپنی بات منوانا تو اُس کی ضد تھی اور وہ حد سے زیادہ مغرور بھی تھی۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں پہنچتے ہی اُس نے بیگ صوفے پر پھینکا اور اپنی ہیلز اُتاری۔کیبرڈ سے کپڑے نکالتی وہ چینج کرنے چلی گئی۔ چینج کر کے وہ باہر نکلی چہرہ دُھلا ہوا میک اپ سے پاک تھا۔جائے نماز بیچھا کر تہجد کی نماز پڑھی۔دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے تو بے ساختہ وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو تکنے لگی۔پھر بنا دعا مانگے ہی اُٹھی اور بستر پر سونے کیلئے لیٹ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"ذیمل بی بی ذیمل بی بی دروازہ کھولیں۔بڑے صاحب ناشتے پر انتظار کر رہے ہیں۔"

ملازمہ کے مسلسل دروازہ پیٹنے پر ذیمل کوفت سے اُٹھی۔

"کیا مصیبت آگئی ہے؟آرہی ہوں ناشتے پر۔اب دفعہ ہو یہاں سے۔"

ذیمل دروازے سے ہی ملازمہ کو فارغ کرتی فریش ہونے چلی گئی۔

بلیو ٹاپ اور بلیک جینز پہنے، بالوں کو پونی ٹیل بنا کر ایک نظر خود کو شیشے میں دیکھ کر وہ مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"گڈ مارننگ ایوری ون۔"

سیڑھیاں اُترتی وہ سیدھا فہد میر کی طرف بڑھی۔

"گڈ مارننگ بچے صبح کی دس بج رہے ہیں۔اتنی دیر سوتے ہیں کوئی۔"

فہد میر مسکرا کر بولے۔

"ڈیڈ رات کو لیٹ ہو گئی تھی میں بس اِسلیے آنکھ نہیں کُھلی۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل فہد میر کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی۔ سربراہی کرسی پر حیدر میر بیٹھے تھے۔اُن کے لیفٹ سائیڈ پر اُن کی بیوی فریحہ میر بیٹھی تھی۔فریحہ کے ساتھ دانیہ میر بیٹھی تھی۔(حیدر

میر کی بیٹی ذیمل سے ایک سال چھوٹی)اور رائیٹ سائیڈ والی کرسی پر فہد میر۔ فہد میر کے ساتھ ذیمل اور ذیمل کے ساتھ اقرا فہد میر بیٹھی تھی (فہد میر کی بیوی اور ذیمل ماں)۔

سارے گھر والی ناشتے ہی موجود تھے بس وہ ہی نہیں تھا۔ذیمل نے شکر کیا صبح صبح اُس منحوس انسان کا چہرہ نہیں دیکھنا پڑے گا۔

"فہد آپ اِس کو سمجھانے کی بجائے مسکرا کر اِس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ لڑکی ذات ہے پوری پوری رات گھر سے باہر رہتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

اقرا میر نے گھور کر دونوں باپ بیٹی کو دیکھا۔جو مسکرا کر ناشتہ کر رہے تھے۔

"چھوڑو اقرا بچی ہے سمجھ جائے گی۔"

حیدر میر نے بھی اُن دونوں کا ہی ساتھ دیا۔

"یہ چیز تایا ابو۔"

ذیمل ہنسنے لگی۔اُس کے باقی سب بھی ہنسنے لگے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا میٹنگ روم کی طرف بڑھا۔اُس کا سیکرٹری ساتھ ساتھ اُسے مین پوائنٹس بتا رہا تھا۔میٹنگ روم کے باہر پہنچ کر اُس کے قدموں کو بریک لگی۔اپنے سیکرٹری کو باہر رہنے کا اشارہ کرتا وہ اندر داخل ہوا جہاں سب اُس کا انتظار کر رہے تھے۔

"ہیلو ایوری ون۔میں زیان حیدر میر ہوں۔حیدر میر کا بیٹا اور اُس کمپنی کا نیو باس۔"

زیان اپنا مختصر تعارف کرواتا اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"میرا خیال ہے میٹنگ سٹارٹ کی جائے۔"

زیان نے ثبات میں سر ہلایا۔

"ایک منٹ میرے بغیر کیسے میٹنگ سٹارٹ ہو سکتی ہے۔"

وائٹ شرٹ، بلیک جینز، لانگ شوز پہنے، بالوں کی پونی ٹیل بنائے، بازو میں بلیک ہی بیگ ٹکائے ذیمل نے طنزیہ مسکراہٹ سے زیان کو دیکھا۔ زیان نے ایک نظر ذیمل کو دیکھا اور اپنا غصہ ضبط کرنے کیلئے اپنی مٹھی کو زور سے بند کیا۔

"میں ذیمل نور فہد میر ہوں۔ فہد میر کی بیٹی اور اِس کمپنی کی نیو باس ہوں۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل کہتی ہوئی زیان کے سامنے والی سیٹ پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھ گئی۔

"ویلکم مِس نور۔"

خان انڈسٹری کا بڑا صاحب زادہ اکمال خان ذیمل کو پُر شوق نظروں سے دیکھتا بولا۔

"مجھے سب ذیمل بُلاتے ہیں۔آپ بھی ذیمل ہی کہیں۔ورنہ یہاں سے دفعہ ہو جائیں۔"

ذیمل اپنے مینرز سائیڈ پر رکھ کر دوٹوک انداز میں بولی۔

"تواب ہم میٹنگ سٹارٹ کرتے ہیں۔تو جیسا کہ پچھلی میٹنگ میں ڈیڈ اور چاچو نے بتایا تھا کہ اِس نیو برانچ کو ہینڈل وہ دونوں نہیں بلکہ ہم دونوں کریں گیں تو آج سے اِس برانچ کا اونر میں اور مِس ذیمل ہیں۔تو یہ میٹنگ بھی اِس لیے رکھی ہے کہ آپ سب جان لیں اب

سے آپ سب کو صرف میرے بنائے رولز فالو کرنے ہیں۔"

"مسٹر زیان کا مطلب ہے ہمارے بنائے رولز فالو کرنے ہوں گیں۔رائٹ مسٹر زیان۔"

زیان کی بات کاٹتے ذیمل بڑے سکون سے بولی۔

"رائٹ مِس ذیمل۔"

www.novelsclubb.com

زیان دانت پیس کر بولا۔

"تو آج سے آپ سب ہم دونوں کے بنائے رولز فولو کریں گیں اینڈ مسٹر اکمال خان آپ جو ایگریمنٹ سائن کروانے آئے ہیں وہ ہم سائن نہیں کریں گیں۔ کیونکہ آپ کی کمپنی بہت گھاٹے میں جا رہی ہے۔ تو ہم آپ کے ساتھ ڈیل کر کے اپنی کمپنی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ دا میٹنگ اِز آور۔"

زیان نے کہتے ہوئے ٹیبل سے موبائل اُٹھایا۔ ذیمل نے بھی اپنا بیگ اُٹھایا اور دونوں ایک ساتھ ہی میٹنگ روم سے باہر نکلے۔ بہت سی نظریں اُن کی طرف اُٹھیں مگر وہ دونوں بِنا کسی کی پرواہ کیے حیدر میر کے آفس کی طرف بڑھے۔ کیونکہ حیدر میر نے ہی اُنہیں بُلایا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آ گئے بچوں کیسی رہی میٹنگ؟"

فہد میر دونوں کو دیکھ کر بولے۔حیدر میر بھی مسکرائے۔

"چاچو آپ اِسے کیوں لائے ہیں آفس؟اب کیا میر خاندان کی لڑکیاں باہر نکل کر کام کریں گیں؟"

زیان غصّے سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ واہ بابا یہ شخص میری کامیابی سے جل رہا ہے۔میں کوئی عام لڑکی نہیں ہوں۔میں فہد میر کی اکلوتی بیٹی ہوں۔تم زیان میر اپنی اوقات میں رہو یہ کمپنی جتنی تمہاری اُتنی میری

بھی ہے۔"

ذیمل زیان کو آگ برساتی نظروں سے دیکھتے بولی۔

"بس کرو ہر جگہ شروع ہو جایا کرو تم دونوں۔"

حیدر میر کی آواز پر دونوں چُپ ہوئے۔ایک وہی تو تھے جن کی ایک آواز پر دونوں تیر کی طرح سیدھے ہوتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"پہلے تو ایسے نہیں تھے تم دونوں اب ایسا کیا ہو گیا ہے جو ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے ہو؟"

فہد میر تشویش سے بولے۔دونوں کے چہرے پر ایک سایہ آکر گزرا۔

"پہلے کی بات نا ہی کریں تو بہتر ہے بابا۔میں شاپنگ پر جا رہی ہوں۔کل سے آفس جوائن کرو گی۔شام میں ملتے ہیں۔"

ذیمل سنجیدگی سے کہتی باہر چلی گئی۔

"زیان کیا تم دونوں اب تک اُس بات کو نہیں بھولے؟"

www.novelsclubb.com

حیدر میر نے زیان سے پوچھا۔زیان نے سر جھٹکا اور بِنا جواب دیے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"بھائی مجھے لگتا ہے یہ دونوں ابھی تک اُس بات کو بھول نہیں پائے۔"

فہد میر نے پریشانی سے حیدر میر سے کہا۔

" صحیح کہہ رہے ہو فہد۔ایک حادثے نے کیسے ہمارے بچوں کی خوشیاں چھین لی ہیں۔"

حیدر میر نے ٹھنڈی سانس خارج کی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ذیمل نے اپنی گاڑی شاپنگ مال کی بجائے سنسان سڑک پر موڑ لی۔ تھوڑا آگے جا کر اُس نے اپنی گاڑی روکی۔اور باہر نکل کر ایک گہرہ سانس لیا۔ جتنا وہ اپنے ماضی کی تلخ یادوں سے نکلنے کی کوشش کرتی تھی۔اُتنا ہی اُسکا حال اُسے ماضی میں دھکیلتا تھا۔ صرف ایک حادثے نے اُس کی پوری زندگی تحس نحس کر دی تھی۔

www.novelsclubb.com

بظاہر وہ ایک مغرور شہزادی لگتی تھی مگر اندر سے وہ ماضی کی زنجیروں میں قید ایک کنیز تھی۔

ابھی وہ اور کچھ سوچتی کہ ایک گاڑی زن سے اُس کے ساتھ سے گزری۔ مگر تھوڑا آگے جا کر وہ گاڑی ریورس ہو کر پیچھے آئی۔ ذیمل نے ایک نظر اُس گاڑی کو دیکھتے منہ پھیر لیا۔ ابھی وہ کم از کم اِس انسان کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

زیان گاڑی سے باہر نکلا اور ذیمل کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ ذیمل بِنا اُسے دیکھے واپس اپنی گاڑی کی طرف مڑی۔

www.novelsclubb.com

"تم تو شاپنگ پر نہیں جا رہی تھی۔ یہاں کیا کر رہی ہو؟ اوہ کہیں کسی کا انتظار تو نہیں ہو رہا؟

زیان نے "کسی" پر زور دیا۔

"افسوس مسٹر زیان میں آپ کی طرح گھٹیا نہیں ہوں۔"

ذیمل مڑی۔

"تم کتنی گھٹیا ہو یہ میرے سے بہتر کون جانتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

زیان نے طنز کیا۔

"تم اگر جانتے ہوتے مجھے تو پھر کیا ہی بات ہوتی زیان صاحب۔"

ذیمل کہتی کوئی گاڑی کی طرف بڑھی۔

"میں کسی بھی بے حیا لڑکی کو جاننا بھی نہیں چاہتا۔"

زیان کی بات پر گاڑی کا ڈور کھولتے ذیمل کا ہاتھ رُکا۔

"سہی کہا مجھ جیسی بے حیا سے دور ہی رہیں۔"

ذیمل کہتی کار میں بیٹھ کر کار بھگا گئی۔زیان کی نظروں نے دور تک اُس کا پیچھا کیا۔

ذیمل کے جانے کے بعد زیان نے بھی گاڑی سٹارٹ کی اور فائق کے گھر کی طرف موڑ دی۔فائق زیان کا بچپن کا دوست تھا۔دونوں ایک دوسرے پر جان چِھڑکتے تھے۔زیان

جب بھی پریشان ہوتا وہ فائق کی طرف چلا جاتا۔فائق اکیلا رہتا تھا اُس کے ماں باپ دونوں کا انتقال ہو چکا تھا۔فائق زیان کے ہر راز سے واقف تھا۔

"ارے آج تو بڑے بڑے لوگ میرے گھر تشریف لائیں ہیں۔"

فائق نے زیان کو دیکھتے میٹھا میٹھا طنز کیا۔

"اچھا بس اب زیادہ آور نا ہو پانی پِلا مجھے۔"

www.novelsclubb.com

زیان نے کوٹ اُتارا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا صوفے پر ریلکس ہو کر بیٹھ گیا۔

"ناتو یہاں پہلی دفعہ آیا ہے اور نا ہی میں تیرا نوکر ہوں۔جا خود جا کر پی لے۔"

فائق منہ بنا کر بیٹھ گیا۔

"دوست نہیں ہے۔"

زیان نے اُسے بلیک میل کرنا چاہا پر وہ بھی زیان کا دوست تھا۔

"میں تیرا دوست ہوں محبوبہ نہیں۔اپنی بیوی کو دکھانا ایسے نکھرے۔"

فائق ہاتھ جُھلا کر بولا۔

"یار آج میں نے اُسے پھر ہرٹ کیا۔"

زیان آنکھیں بند کر کے بولا۔فائق سیدھا ہوتا اُس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔کیونکہ اب صرف اُس نے سننا تھا اور زیان نے بولنا تھا۔

"دیکھ اُسے بے حیا کہہ بھی کون رہا تھا جو خود ایک نمبر کا گھٹیا انسان ہے۔جو آج تک انصاف ہی نہیں کر سکا۔"

زیان تلخی سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"تواب کوئی فیصلہ کر ہی لے زیان۔کب تک تو خود کو اور ذیمل کو تکلیف دیتا رہے گا؟ایک سال ہو گیا ہے اُس حادثے کو۔"

فائق نے اُسے سمجھانا چاہا تھا۔

"کل گھر میں دانیہ کی سالگرہ ہے تم ضرور آنا۔"

زیان اُس کی بات نظر انداز کرتا ہوا اپنا کوٹ اُٹھاتا کھڑا ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"کر لے اگنور لیکن ایک بات کہو گا زیان میر جلد ہی کوئی فیصلہ کرو کہیں یہ نا ہو بہت دیر ہو جائے اور تو ساری زندگی پچھتاتا رہے۔"

فائق نے پیچھے آواز دی۔زیان پھر سے ان سنی کرتا باہر کی طرف بڑھا۔اب اُس کا ارادہ مال جانے کا تھا دانیہ کیلئے گفٹ جو لینا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زیان مال میں داخل ہوا۔لیڈیز شاپنگ کا اُسے اندازا نہیں تھا پھر بھی وہ ایک دکان میں داخل ہوا۔اور دانیہ کیلئے ڈریسز دیکھنے لگا۔زیان کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا لینا چاہیے اور کیا نہیں ؟اِسی کشمکش میں کھڑا تھا جب اپنے سے کچھ فاصلے پر ذیمل کو کھڑا دیکھا۔ذیمل بھی

www.novelsclubb.com

ڈریسز دیکھ رہی تھی وہ ابھی تک زیان کی موجودگی سے بے خبر تھی۔

زیان کان کی لو مسلتے اُسے ناچاہتے ہوئے بھی فولو کرنے لگا۔وہ ایک کے بعد ایک ڈریسز ریجکٹ کر رہی تھی۔زیان اپنی شاپنگ چھوڑے اُس کی حرکتیں دیکھنے لگا۔بے چارہ دکاندار ایک ڈریس اُسے دیکھاتا مگر ذیمل رنگ دیکھتے ہی ریجکٹ کر دیتی۔

"تم جانتے نہیں ہو میں ذیمل نور ہوں۔کوئی عام لڑکی نہیں جو یوں فضول ڈریسز دیکھا رہے ہو۔ایک کام کرو کچھ نیو ڈریسز لاؤ ڈارک کلر میں۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل بال جھٹکتی ہوئی بولی۔

"(مغرور شہزادی بننے کی کوشش میں ہے مہرانی صاحبہ)"

زیان نے دل میں سوچا۔

"نا یہ بھی نہیں تم لوگوں کے پاس کچھ بھی ڈھنگ کا نہیں ہے۔اب میں کل کیا پہنو گی۔ایک کام کرو ساڑھیاں دیکھاؤ مجھے۔"

ذیمل بے زاری سے بولی۔

www.novelsclubb.com

دکاندار بہت ساری ساڑھیاں ایک ساتھ ہی لے آیا تاکہ اِس مغرور شہزادی کو کچھ تو پسند آ ہی جائے۔ذیمل ساڑھیاں دیکھنے لگی۔کوفت سے نظریں گھماتے اُس کی نظر ایک سمپل بلیک فراک پر ٹھہری۔جو سامنے کھڑا تھا۔ذیمل سب کو کچھ چھوڑتی اُس فراک کو دیکھنے

لگی۔

"یہ پیک کر دو۔"

ذیمل نے دکاندار سے کہا۔

"یہ کلر آپ پر اچھا لگے گا۔آپ اِس میں بہت خوبصورت لگیں گیں۔"

فراک پیک کرتے آدمی نے اُس کا جائزہ لیتے کہا۔مگر اُس کو یہ نہیں پتا تھا اُس نے کس ظالم لڑکی سے پنگا لیا ہے۔دکاندار نے ڈریس پیک کر کے اُس کی طرف بڑھایا۔

ذیمل نے وہی بیگ گُھما کر دکاندار کے منہ پر مارا۔سارے اپنا اپنا کام روکے یہ منظر دیکھنے لگے۔زیان آدمی کی بات سنتا غصے میں مٹھیاں بھینچ گیا۔اور وہ آدمی غصے اور شرمندگی سے ذیمل کو گھورنے لگا۔

"آنکھیں نیچے کرو۔ورنہ یہ آنکھیں نکال کر تمہارے ہاتھ میں رکھ دوں گی۔تمہیں تو ایسا سبق سیکھاؤ گی آئیندہ کسی لڑکی سے بات کرنے سے پہلے ہزار بار سوچو گے۔"

ذیمل یہ کہتے ہی پاس پڑی قینچی سے وہاں موجود کپڑے کاٹنے لگی۔وہ آدمی اپنا نقصان ہوتا دیکھ کر بوکھلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"میم مجھے معاف کر دیں۔اب نہیں کروں گا۔پلیز یہ ساری ڈریسز بہت مہنگی ہیں۔مت کریں۔اوہ نہیں یہ والی تو تیس ہزار کی ہے۔میم مت کریں خراب۔"

آدمی ذیمل کی منتے کرتے بولا۔ذیمل آٹھ دس مہنگے ڈریسز کا حال خراب کرتی سکون سے دکان سے باہر چلی گئی۔باقی سب حیرانی سے اُسے جاتا دیکھتے رہے۔فہد میر کی اکلوتی نواب زادی کو روکنے کی کس میں جُرات تھی۔

زیان جو آدمی کی بات پر غصہ تھا۔ذیمل کا ردِ عمل دیکھ کر تھوڑا حیران ہوا پھر مسکرا کر دانیہ کیلئے ڈریسز لینے لگا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کا دوسرا پہر تھا۔میر ہاؤس میں سارے سو رہے تھے۔مگر ایک وجود ایسا تھا جو اپنی مغرور چال چلتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔کمرے میں پہنچ کر ہمیشہ کی طرح اُس نے پہلے ڈریس چینج کیا اور پھر تہجد کی نماز ادا کی۔وہ ساری نمازیں پڑھنے کی کوشش کرتی تھی۔اُس حادثے کے بعد تو ذیمل نے نماز اپنی عادت بنالی تھی۔اب بھی وہ تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی خالی ہاتھوں کو گھورنے لگی۔پھر ہر بار کی طرح بِنا دعا مانگے ہی اُٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

وہ بیڈ پر سونے کیلئے لیٹی۔آنکھیں بند کیے وہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔مگر ایک لفظ بار بار اُس کے کانوں میں گونجنے لگا۔

"بے حیا بے حیا بے حیا۔"

ذیمل چیخ کر اُٹھی۔

"نہیں ہو میں بے حیا۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل نے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔آج کی رات اُس کی پھر ایسے ہی گزرنی تھی۔چند لمحے بعد وہ آنکھیں صاف کرتی کھڑکی میں آکر کھڑی ہو گئی۔اُس کا ماضی اُس کیلئے عذاب بن چکا تھا۔ذیمل خاموشی سے باہر اندھیرے کو دیکھنے لگی۔جتنا سناٹا رات کے

اِس پہر باہر تھا اُس سے کہیں زیادہ ذیمل کو خود کے اندر محسوس ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح ناشتے کے وقت سب موجود تھے۔ذیمل بھی فریش سے بیٹھی تھی۔اور تو اور آج زیان بھی موجود تھا۔دانیہ خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔سارے خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"زیان بھائی آج آپ کا اور ذیمل آپی کا کیا پلان ہے؟میرا مطلب آج میری برتھ ڈے ہے نا۔"

دانیہ خاموشی کو توڑتے بولی۔

"ڈیئر دانیہ پہلے تو ہیپی برتھ ڈے۔دوسرا میرا پلان میری مرضی۔میں کسی دوسرے کو بتانے کی روادار نہیں ہوں۔اور تیسرا میں تمہاری پارٹی میں آؤ گی بے فکر رہو۔"

ذیمل نے ٹشو سے اپنے ہاتھ صاف کیے۔بیگ اُٹھایا اور آنکھوں پر گوگلز لگاتی اپنے آفس جانے کا کہتی باہر کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"میں شام کو یہی ہوں گا تم فکر مت کرو۔خدا حافظ میں بھی آفس جا رہا ہوں۔"

زیان بھی کہتا ہوا باہر کی طرف بڑھا۔حیدر میر نے افسوس سے فہد میر کو دیکھا۔

"ذیمل ویٹ۔تم آفس جا رہی ہو؟"

ذیمل جو اپنی گاڑی سٹارٹ کر رہی تھی۔چونک کر گاڑی کے کُھلے شیشے میں سے اُس کی طرف دیکھنے لگی۔

"نہیں تمہارے ولیمے میں جا رہی ہوں چلنا ہے؟"

ماتھے پر بل ڈالے ذیمل سنجیدگی سے بولی۔

"میرا مطلب تھا اگر آفس جا رہی ہو تو مجھے بھی ساتھ لیتی جاؤ میری گاڑی مکینک ٹھیک کر رہا ہے۔کچھ ٹائم لگ جائے گا اور میں آفس سے لیٹ ہو جاؤں گا۔"

زیان گھڑی دیکھتا بولا۔اُسے لگا کہ ذیمل آرام سے اُس کی بات مان جائے گی۔

www.novelsclubb.com

"سوری ٹو سے مسٹر زیان میری طرح میری گاڑی بھی ناپاک ہے۔اِس میں بیٹھنے سے آپ گندے ہو جائیں گیں۔"

ذیمل کہتے ہی زن سے گاڑی بھگا کر لے گئی۔زیان سُن کھڑا اُسی جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں ذیمل کی گاڑی کھڑی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ذیمل آفس پہنچی تو سارے اپنی مغرور میڈم کو دیکھتے الرٹ ہو گئے۔ذیمل بِنا کسی کی پرواہ کیے اپنی ہیل سے ٹک ٹک کرتی اپنے روم کی طرف بڑھی۔پورے روم کی تھیم وائٹ تھی۔جو فہد میر نے خاص اپنی شہزادی کے حکم پر بنوایا تھا۔ذیمل ایک نظر پورے روم پر

ڈالتی اپنی چیئر پر جا کر بیٹھ گئی۔

"مومنہ مجھے آج کی ساری ڈیٹیلز بتاؤ۔اور ایک کپ بلیک کافی بھی لانا۔"

ریسیور اُٹھا کر اپنی سیکٹری کو حکم دیا۔پھر لیپ ٹاپ کھول کر میلز چیک کرنے لگی۔

تھوڑی ہی دیر میں مومنہ کافی کے ساتھ حاضر ہوئی۔کافی ٹیبل پر رکھتی وہ ذیمل کو ڈیٹیلز بتانے لگی۔

www.novelsclubb.com

"واٹ دی ہیل..."

ایک گھونٹ کافی کا بھرتے ہی ذیمل نے کپ زمین پر دے مارا۔ ساری کافی اب زمین کی زینت بن چکی تھی۔اور کپ ٹکرے ٹکرے ہو گیا تھا۔

"ککککیا ہوا میم؟"

مومنہ ڈر کر بولی۔

"یہ کافی تھی۔اتنی بدذائقہ۔مجھے شوگر ہے کیا جو چینی نہیں ڈالی اِس میں۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل نے مومنہ کو گھورا۔

"سسوری میم مجھے لگا...."

"جو بھی لگا ہو۔مجھے کچھ نہیں سننا۔یو آر فائر ناؤ۔گیٹ لاسٹ اور دوبارہ اپنی شکل مت دیکھانا۔"

ذیمل غصے سے سُرخ ہو چکی تھی۔

"پر میم..."

www.novelsclubb.com

"آئی سیڈ دفعہ ہو جاؤ۔گیٹ آؤٹ۔"

ذیمل چیخی۔ مومنہ فوراً روتے ہوئے باہر چلی گئی۔ذیمل نے ایک نظر فرش پر گری کافی دیکھی اور غصے سے باہر کی طرف بڑھی۔ سامنے ہی رفیق کھڑا تھا۔ جسے فہد اور حیدر صاحب نے دونوں کی مدد کیلئے یہاں چھوڑا تھا۔

"رفیق کیسے بدلحاظ لوگ ہیں یہاں؟اور کس قسم کی سیکٹری رکھی تھی تم نے میری؟"

رفیق زیان سے بات کر رہا تھا۔ذیمل غصے سے اُس کے سر پر کھڑی اونچی آواز میں بولنے لگی۔زیان نے ناگواری سے اُسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ککیا ہوا میم کوئی پرابلم ہے؟"

رفیق جلدی سے بولا۔

"پرابلم مائی فٹ۔اُس نے میری کافی میں چینی نہیں ڈالی تھی اور سب جانتے ہیں میں پھیکی کافی نہیں پیتی۔ خیر میں اُسے فائر کر چکی ہوں۔ جلد از جلد نئی سیکٹری ارینج کرو۔اور کسی کو بھیجو میرا روم صاف کر جائے۔"

ذیمل جیسے آئی تھی ویسے ہی واپس چلی گئی۔زیان نے سر جھٹکا اور اپنے روم کی طرف بڑھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام میں سارے مہمان میر ہاؤس پہنچ چکے تھے۔ساری اریجمنٹ باہر لان میں ہوئی تھی۔سارے گھر والے باہر موجود تھے۔دانیہ نے وائٹ کلر کی فراک پہنی تھی۔زیان بھی یہی موجود تھا۔اُس نے بلیک کلر کا کرتا پہنا تھا۔اور بازو کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"فہد یہ ذیمل کہاں رہ گئی ہے؟ حد کرتی ہے یہ لڑکی بھی۔سب آ گئے ہیں مگر یہ ہے جو مجال ہے کمرے سے باہر بھی نکلی ہو۔"

اقرا بیگم نے فہد میر سے کہا۔جو سر جھکائے مسکرا رہے تھے۔

"آجائے گی بیگم کیا جلدی ہے۔وہ بھی آپ کی ہی بیٹی ہے۔"

فہد میر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اتنے میں ذیمل سیڑھیاں اترتے دیکھائی دی۔بلیک کلر کا سکرٹ اور شرٹ پہنے،گلے میں باریک مگر لمبا لاکٹ ڈالے،بال اوپر سے سٹریٹ اور نیچے سے کلر کیے۔دوپٹے سے بے نیاز وہ مسکراتے ہوئے اُن کی طرف آئی۔

www.novelsclubb.com

"ماشاءاللہ ہماری بیٹی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔"

فہد میر نے اُسے گلے لگایا۔ پھر ذیمل نے اقرا میر کی خفگی کے باوجود اُنہیں بھی گلے لگایا اور دانیہ کی طرف بڑھی۔

"ہیپی برتھ ڈے پرنسس۔"

ذیمل دانیہ کی گال کھینچ کر بولی۔

"ذیمل آپی میں کوئی چھوٹی بچی نہیں ہوں جو آپ ایسے میرے گال کھینچتی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

دانیہ منہ بنا کر بولی۔

"اومیری کیوٹی پائے۔"

ذیمل نے پھر سے اُس کے گال کھینچے۔پھر دونوں ہی ہنسنے لگی۔زیان بھی اُن دونوں کے قریب آکر کھڑا ہوا۔اُس پر نظر پڑتے ہی ذیمل کی ہنسی کو بریک لگی۔

"میرا گفٹ ذیمل آپی۔"

دانیہ نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔

www.novelsclubb.com

"جمعرات کو آنا ابھی بھاگو شاباش۔"

ذیمل نے مزاق سے اُس کے ہاتھ پر مارتے ہوئے کہا۔

"دانیہ تمہیں کس نے کہا تھا مغرور لوگوں سے گفٹ کا مطالبہ کرو۔رہنے دو میں تمہیں بہت سارے گفٹس لادوں گا۔"

زیان کے کہنے پر ذیمل نے ایک نظر اُسے دیکھا پھر دوبارہ دانیہ کو دیکھنے لگی۔

" صحیح کہا دانیہ مجھ جیسی مغرور سے دور رہنا تمہارے بھائی کا حکم ہے۔میں اپنی فرینڈز کے پاس جارہی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل کہتی ہوئی روحا اور سبحان کی طرف بڑھی۔

"بھائی وہ مزاق کر رہی تھی۔ کیا ہو گیا ہے؟"

دانیہ نے زیان کو گھورا۔ اُس نے کندھے اُچکا دیے۔

"شکر ذیمل تم نظر تو آئی ورنہ میں تو ڈر گئی تھی کہ ذیمل میڈم ناراض ہو گئی ہیں۔"

روحا نے اُسے دیکھتے شکوہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"تم تو جانتی ہو روحا مجھے کلب وغیرہ نہیں پسند اور اوپر سے اُس کمینے کی بات نے میرا میٹر گھما دیا۔بس پھر چلی گئی میں واپس۔"

ذیمل اپنی انگلیوں سے بال پیچھے کرتی بولی۔

"میری غلطی تھی ذیمل میں نے ہی وہ جگہ ڈیسائیڈ کی تھی۔آئی ایم سوری۔"

سبحان نے معافی مانگی۔

www.novelsclubb.com

"مار کھالو گے تم سبحان کے بچے۔انسان بن جاؤ۔بس آئندہ دیہان رکھنا۔"

ذیمل نے اُسے آنکھیں دیکھائی۔ پھر تینوں ہی ہنسنے لگے۔ یہ منظر دو آنکھوں نے بہت غصے سے دیکھا۔

"ہمم جلن ہو رہی ہے کسی کو۔"

فائق زیان کو ذیمل پر نظریں جمائے دیکھ کر بولے۔

"بکواس نا کر۔"

www.novelsclubb.com

زیان ابھی بھی ذیمل کو دیکھ رہا تھا۔

"ہائے بڈی۔"

آریان کی آواز پر فائق اور زیان دونوں نے ایک ساتھ اُس کی طرف دیکھا۔

"یہ کہاں سے آگیا؟"

فائق ہلکی آواز میں بڑبڑایا۔ زیان بھی ناسمجھی سے آریان کو دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ وہ کم از کم اِس وقت آریان کی آمد کی توقع نہیں کر سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سالوں ایسے کیا دیکھ رہے ہو پورے سال بعد واپس آیا ہوں۔ مل تو لو مجھ سے۔"

آریان دونوں کے سامنے آکر بولا۔دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھااور زبردستی کی مسکراہٹ سے آریان سے ملنے لگے۔

"اور کیسا ہے یہاں سب؟"

آریان بولا۔

"سب سہی ہے تم بتاؤ کیسے ہو؟"

www.novelsclubb.com

زیان نے مروتاً پوچھ لیا۔ورنہ فائق نے تو اِس کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔

"یار اُس حادثے کے بعد بہت مشکل سے سنبھلا ہوں۔"

آریان افسردگی سے بولا۔

"بھائی آئیں پکچر بن رہی ہیں۔آپ بھی آجائیں اور فائق بھائی آپ بھی آئیں۔"

دانیہ فائق اور زیان سے بولی۔فائق میر خاندان کا ایک فرد ہی تھا۔

بڑوں نے پکچر بنوانے سے منا کر دیا۔اب درمیان میں دانیہ کھڑی تھی اُس کے ایک طرف زیان ایک طرف ذیمل کھڑی تھی۔اور زیان کے ساتھ فائق کھڑا تھا۔دانیہ نے شرارت سے ذیمل کو زیان کے ساتھ کھڑا کر دیا۔اب درمیان میں ذیمل اور زیان تھے۔ایک طرف فائق اور دوسری طرف دانیہ تھی۔کیمرہ مین نے جلدی سے پکچر

بنائی۔ذیمل دونوں بہن بھائی کو گھورتی ہٹنے لگی تھی کہ جب سامنے نظر پڑی۔وہ وہیں پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھنے لگی۔جہاں سے آریان اُن کی طرف آرہا تھا۔

"میرے بغیر ہی پِک لے لی۔اوہ ہائے نور کیسی ہو تم؟بہت خوبصورت ہو گئی ہو تم تو۔"

آریان ذیمل سے مخاطب ہوا۔ذیمل نے ایک شکوہ کرتی نظر سے زیان کو دیکھا۔

"کم آن یار اب تم بات بھی نہیں کرو گی نور۔"

www.novelsclubb.com

آریان پھر سے بولا۔

"اپنی حد میں رہو کمینے انسان۔ ورنہ مجھے لوگوں کو اُن کی حد دیکھانا اچھی طرح آتا ہے۔ ذیمل نام ہے میرا۔ نور نہیں ہوں میں سمجھے۔"

ذیمل لال انگارہ بنی آنکھوں سے آریان کو گھورنے لگی جس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

"مگر پہلے تو تم نور تھی نا۔ ویسے بہت بدل گئی ہو تم۔"

آریان ابھی بھی باز نہیں آیا۔

www.novelsclubb.com

"بس کرو آریان خبردار جو تم نے ذیمل کو کچھ کہا۔"

جب زیان کچھ نا بولا تو فائق آریان کے سامنے آتے بولا۔

"اوہ تم کیوں بیچ میں بول رہے ہو۔ میں نور سے بات کر رہا ہوں۔ تم نور کے کیا لگتے ہو جو اتنی حمایت کر رہے ہو اس کی۔"

آریان طنزیہ مسکراہٹ سے بولا۔ فائق نے اُمید بھری نظروں سے زیان کو دیکھا شاید اب ہی وہ کچھ کہہ دے۔ مگر زیان نظریں جھکا گیا۔

"کہیں اب تم اور ذیمل....."

"چٹا خنخنخ۔"

www.novelsclubb.com

آریان کی بات تھپڑ پڑنے سے ادھوری رہ گئی۔ذیمل نے پوری قوت سے اُسے تھپڑ مارا۔

"اپنی حد میں رہو مسٹر آریان۔اب میں پہلی والی ذیمل نہیں ہوں جو تمہاری بکواس خاموشی سے سنو گی۔ابھی تو صرف ایک تھپڑ مارا ہے۔آئیندہ بکواس کی تو بولنے کے قابل نہیں رہو گے۔گوٹ اِٹ۔"

ذیمل کہتی ہوئی روحا اور سبحان کی طرف بڑھی۔زیان بھی بِنا کسی سے نظریں سائیڈ پر چلا گیا۔باقی سب واپس باتوں میں مشغول ہو گئے۔جبکہ آریان غصے سے واپس چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"ذیمل تم ٹھیک ہو؟"

روحا فکر مندی سے بولی۔

"ہمم۔"

ذیمل نے پانی پیتے مختصر جواب دیا۔اُسکی آنکھیں لال ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ یہاں کیا کر رہا تھا؟"

اقرا بیگم ذیمل کے قریب آکر بولی۔

"اپنے لاڈلے سے پوچھیں بتادے گا۔"

ذیمل سر جھٹک کر بولی۔اقرا بیگم بھی خاموش ہو گئی۔

"مجھے تجھ سے یہ اُمید نہیں تھی زیان تجھے کچھ تو بولنا چاہیے تھا اُس کمینے کو۔"

فائق زیان کا رُخ اپنی طرف کرتا بولا۔

www.novelsclubb.com

"میں کیا بولتا مجھے ابھی تک سچ نہیں معلوم۔میں فیصلہ نہیں کر پا رہا کس کی سائیڈ لوں اور کس کی نہیں؟"

زیان اُلجھے انداز میں بولا۔

"کیسا سچ؟ کوئی بچہ بھی ایک سال میں دیکھ سکتا ہے کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔اور تو بس ابھی تک فیصلہ ہی نہیں کر پایا۔تُف ہے تجھ پر زیان میر تُف ہے۔"

فائق کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک آدھ جڑ ہی دے زیان کو۔

www.novelsclubb.com

"چل اب کیک کٹ رہا ہے۔"

دونوں دانیہ کی طرف بڑھے۔جواب کیک کاٹ رہی تھی۔زیان نے ذیمل کی تلاش میں نظریں گھمائی تو وہ ایک سائیڈ پر کھڑی نظر آئی۔ذیمل بے تاثر چہرے سے خاموشی سے دانیہ کو کیک کاٹتا دیکھ رہی تھی۔زیان کو ایک دم افسوس ہوا اُس کی حالت پر۔کیک کاٹنے کے بعد ذیمل دانیہ کے قریب زبردستی کی مسکراہٹ سجائے آئی۔اور ایک خوبصورت سی بریسلٹ اُسے پہنائی۔پھر ویسے ہی خاموشی سے گھر کے اندر چلی گئی۔زیان اُس کے اندر جانے تک اُسے دیکھتا رہا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دانیہ کتابوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔جب زیان اُس کے پاس آیا۔زیان بلکل خاموشی سے آیا تھااِس لیے دانیہ کواُس کے آنے کا پتہ نا چلا۔زیان نے ایک دم سے اُس کی بُک چھین لی۔

"بھائی....."

www.novelsclubb.com

دانیہ چیخی۔

"اچھا میں سمجھا تم پڑھ رہی ہو پر یہاں تو لوگ ناول پڑھ رہیں ہیں۔ ویسے تم کب سے ناول پڑھنے لگی؟"

زیان کی حیرت بجا تھی۔ کیونکہ دانیہ نے کبھی ناول نہیں پڑھے تھے۔ ناولوں کی دیوانی تو کبھی ذیمل ہوا کرتی تھی۔

"جب سے ذیمل آپی نے چھوڑیں ہیں۔"

"یہ بھی اُسی کا ناول ہے؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں اُنہوں نے تو اپنے سارے ناول سٹور روم میں رکھ دیے ہیں۔پہلے تو وہ ناولوں کے بغیر رہتی ہی نہیں تھی اب پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے؟"

"تم نے اُس سے پوچھا نہیں کہ اُس نے ایسا کیوں کیا؟"

زیان دانیہ کے ساتھ بیٹھتا ہوا بولا۔

"پوچھا تھا۔"

www.novelsclubb.com

"پھر کیا کہا اُس نے؟"

"کہتی دانیہ ڈیئر جس کو زندگی اپنا اصلی روپ دیکھا دے نا وہ پھر اِن خوابوں کی دنیا میں بھٹکنا بھول جاتا ہے۔ پھر کہاں کے ناول اور کہاں کے خواب..... ویسے زیان بھائی آپ اور ذیمل آپی کے ساتھ جو بھی ایک سال پہلے ہوا آپ دونوں اُسے بھول کر آگے کیوں نہیں بڑھتے۔"

"تم لگتا ہے بڑی ہو گئی ہو۔"

"بات مت بدلیں جواب دیں۔"

www.novelsclubb.com

"دیکھو دانی بس یہی سمجھ لو کہ ہم دونوں ایک ایسی منزل کے مسافر ہیں جہاں ہم نا آگے بڑھ سکتے ہیں نا پیچھے مڑ سکتے ہیں۔ اب بس یہی دیکھنا ہے کہ یہ منزل ہم دونوں کو کیسا

مسافر بناتی ہے؟"

زیان گہری سانس لے کر بولا۔

"اُففففف بھائی اتنی مشکل باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی۔میں جا رہی ہوں مائیکرونی بنانے۔آپ کھائیں گیں تو نیچیں آجائیں۔"

"تمہیں مائیکرونی بنانی آتی ہے؟"

www.novelsclubb.com

زیان پوری آنکھیں کھول کر دانیہ سے بولا۔

"میرا مطلب تھا بنوانے۔"

دانیہ منہ بسور کر بولی۔زیان نے ہلکا سا قہقہ لگایا۔

"چلو ایک ساتھ چل کر مائیکرونی بناتے اُوپس سوری بنواتے ہیں۔"

"بھائی....."

"اچھا سوری اب نہیں کہتا۔"

زیان دانیہ کے ساتھ ہی نیچے اُترا۔

سامنے ہی صوفے پر ذیمل بیٹھی تھی۔ جس کے گود میں لیپ ٹاپ تھا۔ کانوں میں ہینڈ فری ڈالے وہ پوری توجہ سے کوئی موؤی دیکھ رہی تھی۔ ساتھ ہی باؤل میں مائیکرو ونی پڑی تھی۔ جو وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کھا رہی تھی۔

"ذیمل بہنا۔"

دانیہ زیان کو زبان چڑاتی ذیمل کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ذیمل نے مسکرا کر ساتھ بیٹھی دانیہ کو دیکھا۔ زیان پر اُس کی نظر نہیں پڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی بہنا کی ڈائن۔"

"یار ذیمل آپی میں کوئی ڈائن نہیں ہوں۔ میں دانیہ ہوں دانیہ۔"

"اوکے دانیہ ڈائن۔"

"آپی....."

"ہاہاہاہا اچھا بابا سوری اب نہیں کہتی ڈائن کو ڈائن۔"

www.novelsclubb.com

ہنسنے سے ذیمل کی گالوں کے دونوں طرف خوبصورت سے گڑھے بنیں۔زیان مبہوت سا اُنہیں دیکھنے لگا۔

"آپییییییی۔"

دانیہ کی چیخنے پر وہ ایک دم چونکا۔پھر خود کو نارمل کرتا مسکراتا ہوا ذیمل کے ساتھ پڑا مائیکرونی کا باؤل اُٹھا کر اُس میں سے مائیکرونی کھانے لگا۔ذیمل جو دانیہ سے لڑ رہی تھی۔زیان کے مائیکرونی کھانے پر ایک دم سے اُس کی طرف مڑی۔

www.novelsclubb.com

"ذی...میری مائیکرونی۔"

ذیمل بِناسوچے سمجھے یک دم بولی۔ پھر اپنے الفاظ پر غور کرتی ہونٹ بھینچ گئی۔ چہرے پر واپس سے سنجیدگی سجائے وہ اُٹھ کر کھڑی ہوئی۔ اور کیچن میں چلی گئی۔

خود تو وہ چلی گئی مگر اپنے الفاظوں کے اثر میں زیان کو چھوڑ گئی۔ آج پورے ایک سال بعد ذیمل نے اُسے بے خیالی میں ذی کہہ کر پکارا تھا۔ کاش زیان کے پاس اختیار ہوتا تو وہ یہ وقت یہی روک لیتا۔ یا اپنے اور ذیمل کے درمیان ساری تلخیوں اور نفرتوں کو نکال کر پھینک دیتا۔ یا پھر وہ ایک سال اپنی زندگی سے غائب کر دیتا۔ یا پھر وہ حادثہ نا ہوتا۔ یا پھر...

اِس سے پہلے اُس کا دماغ مزید اُلجھتا زیان گاڑی کی چابی اُٹھاتا باہر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ذیمل کیچن میں کھڑی اپنے کہے الفاظ پر پچھتا رہی تھی۔ سُرخ آنکھوں میں آنسو لیے وہ مسلسل فرش کو دیکھ رہی تھی۔ آہ یہ لفظ اُس کے منہ سے نکلا بھی کیسے۔ ایک سال پہلے اُس نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ زیان میر کو دوبارہ اِس نام سے نہیں پکارے گی۔ مگر آج کیسے یہ عہد ٹوٹا۔ ذیمل نے غصے سے پاس پڑا کانچ کا گلاس سامنے فرش پر دے مارا۔

گلاس ٹوٹنے کی آواز پر دانیہ بھاگ کر کیچن میں آئی۔

www.novelsclubb.com

"آپی آپ ٹھیک تو ہیں؟ یہ گلاس کیسے ٹوٹا؟"

"میرا غلطی سے ہاتھ لگ گیا تھا۔میں ٹھیک ہوں۔ تھوڑی دیر سونا چاہتی ہوں۔"

ذیمل کہہ کر اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔دانیہ نے اُداسی سے اُسے جاتے دیکھا۔کاش وہ اپنے اِن انمول رشتوں کو اُس طوفان سے بچا سکتی۔یہی کاش تو ہم سب کی زندگی میں ہوتا ہے۔مگر کوئی اِس کاش کا کچھ نہیں کر سکتا۔

دانیہ سر جھٹکتی ملازمہ کو گلاس کے ٹکرے اُٹھانے کی ہدایت دینے لگی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آج ہم ذیمل سے ملنے چلیں گیں ٹھیک ہے نا سبحان۔"

روحاکال پر سبحان سے بولی۔ جبکہ دوسری طرف سبحان کے دماغ میں کچھ اور ہی چل رہا تھا۔

"تم سُن رہے ہو سبحان ہیلو۔"

"آہستہ بولو بہرہ نہیں ہوں سُن رہا ہوں۔ذیمل کی طرف ہم آج نہیں کل چلیں گیں۔"

"کیوں آج کیوں نہیں؟"

"وہ اِسلیے کیونکہ کل جو اُس گندے جراسیم آریان نے اپنی بو تھی دیکھائی تھی نا تو ذیمل اپ سیٹ ہو گی۔اِس لیے کل چلیں گیں۔"

"تو اچھا ہے نا ہم آج جا کر اُس کا موڈ ٹھیک کر دیں گیں۔"

"روحابے بی تم بھری جوانی میں مجھے پِٹتا ہوا کیوں دیکھنا چاہتی ہو۔ذیمل کو جانتی نہیں ہو۔ خراب موڈ ہونے کا سارا غصّہ مجھ پر نکال دینا ہے اُس نے۔وہ کلب والی بات پر پتہ نہیں کیسے معاف کر دیا تھا مگر اِس بار وہ ہر گز معاف نہیں کرے گی۔"

www.novelsclubb.com

"تو تم نا کرنا اُلٹے کام پِٹنے والے۔ تمہیں کون کہتا ہے کہ شوخے بن کر اُلٹی سیدھی حرکتیں کیا کرو۔اگر تم آرام سے بھی بات کرو گے تو اُس کا موڈ ٹھیک ہو جائے گا پر نہیں تم نے تو

پچھلی بار کی طرح کلب میں اُس کو بلوا کر اُس کو اور غصّہ دلانا ہوتا ہے۔"

"یار وہ تو میں اُس کا موڈ چِل کرنا چاہتا تھا۔ مجھے کیا پتہ تھا وہ غصّہ کرے گی۔"

"ہاں ہاں تم اور تمہارے اُلٹے آئیڈیاز سے میری توبہ۔ تم بس مجھے معاف رکھو۔"

"ارے یار تم ابھی سے توبہ کیوں کر رہی ہو۔ ابھی تو فیوچر میں تم نے میرے ساتھ بلاسٹ کروانے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"توبہ کرو سبحان اگر کوئی ہماری کال سُن رہا ہو گا تو سوچے گا ہم دہشت گرد ہیں۔ میں کال بند کر رہی ہوں۔ تم خود بھی مرو گے اور مجھے بھی مرواؤ گے۔"

"جانِ من اچھا ہے نا ہم ایک ساتھ جنت میں جائیں گیں۔"

"سبحان جنت میں تو میں جاؤ گی تم تو اپنے آئیڈیاز کی وجہ سے دوزخ میں جاؤ گے۔"

"شرم تو نہیں آتی ہو گی اپنے ہونے والے مجازی خدا کو دوزخ میں پہنچاتے ہوئے۔"

"ہائے اللہ شرم تو بہت آتی ہے مگر تمہاری شکل دیکھ کر شرم بھی کہتی ہے۔ باجی میں اِس بے شرم کے سامنے نہیں جاتی ورنہ یہ مجھ سے بھی پنگے لے گا۔"

www.novelsclubb.com

"بہت بُرا جوک تھا۔ مزا نہیں آیا۔"

"ہاہاہا مجھے بہت مزا آیا ہے۔ ویسے میں ایک بات سوچ رہی تھی پتہ نہیں کیوں میرے گھر والوں نے مجھ جیسی معصوم کو تم جیسے شیطان کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ ہائے میری قسمت پھوڑ دی سب نے۔"

"بیٹا تمہارے گھر والے مجھ میں چُھپے فرشتے کو پہچان چکے تھے۔ کیونکہ ہیرے کی پہچان اصل جواہری کو ہوتی ہے۔"

آئے بڑے فرشتے۔ تم فرشتے نہیں بلکہ فرشتے نما شیطان ہو۔ بلکہ شیطان کے بھی دادا کے دادا کے دادا کے دادا ہو۔"

www.novelsclubb.com

"بس بس اب کیا شیطان کا اہل وایال جمع کرنا ہے؟"

"تم یہی موجود ہو تو شیطان کو اور کسی کی کیا ضرورت ہے۔"

"ہو گیا تمہارا؟"

"ہاں ہو گیا۔اب میری بات سنو ہم ذیمل کے گھر جا رہے ہیں اور تم مجھے پِک کرنے آ رہے ہو میں اور کوئی بات نہیں سنو گی۔خدا حافظ۔"

"ارے روحا کی بچی میری بات تو سنو۔ہیلو۔اُففففف مجال ہے جو یہ لڑکی کسی کی پوری بات سنے۔ویسے میں بھی تو کسی کی نہیں سنتا۔چلو یہ سہی ہے رب نے بنائی جوڑی ایک ٹیڑھا دوسری اُس سے بھی زیادہ ٹیڑھی۔واہ کیا مثال بنائی ہے میں نے۔"

www.novelsclubb.com

سبحان خود کو شاباشی دیتا بولا۔

سبحان اور روحاد دونوں ذیمل کے بچپن کے دوست تھے۔اور اُن کے والد بھی فہد میر اور حیدر میر کے دوست تھے۔ذیمل کے گھر کے سامنے روحا کا گھر تھا۔اور اُس کے دو گھر چھوڑ کر سبحان کا۔روحاذیمل کی طرح اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی۔جبکہ سبحان اپنے گھر کا سب سے چھوٹا اور لاڈلا بیٹا تھا۔جس کی وجہ سے وہ تھوڑا بہت شرارتی تھا۔سبحان کا ایک بڑا بھائی اور ایک بہن تھی۔اور دونوں ہی شادی شدہ تھے۔سبحان کی بہن کنزا باہر ملک میں اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھی۔جبکہ بڑا بھائی آفان اپنی بیوی نازیہ اور بیٹی انیقہ کے ساتھ اُسی گھر میں رہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زیان سی ویؤ کے قریب گاڑی روکے کھڑا تھا۔پاس ہی فائق کھڑا اُسے گھور رہا تھا۔جسے وہ گھر سے اُٹھالایا تھا۔

"اب بک بھی دے کیا نیا چاند چڑھا آیا ہے؟جو یوں دیوداس بنا ہوا ہے۔سچ بتاؤ تو دیوداس بھی تجھے دیکھ کر ڈر جائے گا۔"

www.novelsclubb.com

فائق نے ہنستے ہوئے زیان کو تالی مارنی چاہی جو اُسے ہی گھور رہا تھا۔فائق نے دانت نکالتے اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔

"کرلی بکواس۔مل گیا سکون۔پڑ گئی کلیجے کو ٹھنڈ۔اب میری سُن۔"

"ہاں تو بول نا تجھے سننے کیلئے تو اِس دنیا میں آیا ہے یہ بندہ بشر۔"

"تو پہلے اپنی ہانک لے۔"

www.novelsclubb.com

"اچھا بول اب نہیں کہتا کچھ۔"

"مجھے اُس رات کی فوٹیج چاہیے۔"

"کس رات.... تو پاگل تو نہیں ہے۔ایک سال پہلے کی اور وہ بھی فوٹیج کہاں سے آئے گی۔"

فائق آنکھیں پھاڑ کر زیان کو دیکھنے لگا۔

"جہاں سے مرضی لا پر مجھے وہ چاہیے۔میں اب چاہتا ہوں کہ اصل گناہگار کا پتہ چلے۔میں اب کوئی فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"باقی سب ٹھیک ہے پر یہ فوٹیج ہوٹل والے پتہ نہیں دیں گیں بھی یا نہیں۔"

"دیں گیں سب دیں گیں تو بس اُنہیں وہ دے جو وہ چاہتے ہیں۔یعنی پیسہ۔جتنا پیسہ لگے گا میں دوں گا پر اب میں انتظار نہیں کر سکتا۔"

"اچھا تو فکر نا کر میں کرتا ہوں کچھ۔ویسے آج کچھ ہوا ہے کیا؟جو تو یوں فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔"

"جانتا ہے آج ذیمل نے بے خیالی میں مجھے ذی کہہ کر پکارا ہے۔"

"پر ذی تو وہ تجھے پہلے کہتی تھی نا۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں پورے ایک سال اُس نے مجھے ذی نہیں کہا۔آج جب اُس نے کہا تو مجھے یقین نہیں آیا کہ میں نے یہ نام دوبارہ ذیمل نے منہ سے سنا ہے۔"

"اِس لیے تو سچ پتہ کرنا چاہتا ہے۔"

"ہاں سہی کہا تو نے۔"

"چل میں کچھ کرتا ہوں۔بس تو اُداس نا ہو۔"

www.novelsclubb.com

"نہیں ہوں۔اچھا چل میں آج تجھے ڈنر کرواتا ہوں۔"

"بھائی طبیعت تو ٹھیک ہے نا تیری۔ تو مجھے ڈنر کروائے گا۔"

"اگر بِنا بکواس کے ڈنر کرنا ہے تو پانچ منٹ میں گاڑی میں پہنچ۔"

زیان گاڑی میں بیٹھ گیا۔اور ڈنر کا نام سنتے فائق بھی جلدی سے گاڑی میں بیٹھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ذیمل اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی دور خلاؤں میں نجانے کیا تلاش رہی تھی۔یادوں کا ایک جھونکا اُس کی آنکھوں کے آگے سے گزرا۔

"نور چلو آئسکریم کھانے چلتے ہیں۔"

"آپ کیا کہہ رہیں ہیں ذی۔رات کے اِس وقت ہمارے ابّا ہمیں کبھی نہیں جانے دیں گیں۔"

"لواُن سے پوچھ کون رہا ہے؟"

زیان کے کہنے پر ذیمل نے اُسے گھورا۔

"میں تو نہیں جارہی اُن سے پوچھے بغیر۔"

"پتہ تھا مجھے چھوٹی کاکی۔اپنے بابا کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جائے گی۔اِس لیے پہلے ہی پوچھ کر آرہا ہوں۔ چلواب اور یہ بھی بتادوں کہ ہم اکیلے نہیں جارہے ہمارے ساتھ سبحان، فائق، روحا, دانیہ اور وہ دونوں بھی جارہے ہیں۔اب جلدی چلو۔"

www.novelsclubb.com

"پر مجھے تیار تو ہونے دیں۔"

"یار نور بہت حسین لگ رہی ہو ایسے بھی۔ چلو اب نہیں تو اُن چاروں نے ہمیں گنجا کر دینا ہے۔"

"ہاہاہاہاہا اذی سوچیں آپ گنجے ہوئے کیسے لگیں گیں؟"

ذیمل ہنستے ہوئے بولی۔ جبکہ زیان ذیمل کے ڈمپل کو دیکھنے لگا۔

"مت ہنسا کرو یار تمہارا ڈمپل مجھے تنگ کرتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

زیان بے بسی سے بولا۔ اُس کی بات پر ذیمل کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

"میں نے ناولز میں پڑھا ہے ہیروئن ہیرو کے ڈمپلز کی دیوانی ہوتی ہے مگر یہاں تو اُلٹا ہی سین ہے۔"

"بچو یہاں کا تو سین ہی الگ ہے۔بس اب میں جلدی سے بابا سے بات کروں گا۔"

"کس بارے میں؟"

ذیمل ناسمجھی سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"آئسکریم کھانے کے بارے میں۔خوش اب چلو۔"

زیان جل کر بولتا چلا گیا۔اُس کے جانے کے بعد ذیمل کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی۔

"آپ کی سب باتیں مجھے سمجھ آتی ہیں ذی۔بس آپ جلدی سے تایا ابو سے بات کریں ہمارے رشتے کی اور اللہ کریں وہ مان جائیں۔آمین۔"

"اب کیا دعائیں مانگ رہی ہو چلو اُن چاروں نے باہر شور مچایا ہوا ہے۔"

ذیمل جو آنکھیں بند کر کے ہلکی آواز میں دعا مانگ رہی تھی زیان کے اچانک بولنے پر اُچھلی۔پھر جلدی سے دوپٹہ لیتی اُس کے پیچھے لپکی۔

www.novelsclubb.com

یادوں کی دھند ذیمل کی آنکھوں سے جھڑی تو اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔ کتنی خوبصورت تھی زندگی اُس حادثے سے پہلے۔ مگر اب اُسے زیان میر سے اور بھی شدید نفرت ہو گئی تھی۔ ہر گزرتا لمحہ اُسے زیان سے نفرت کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ زیان سے نفرت کرتی تھی۔ اِتنے نفرت کے اُس نفرت کی آگ میں خود بھی ساتھ ساتھ جل رہی تھی۔ زیان میر کو ہراتے ہراتے زیمل نور اب خود بھی ہار رہی تھی۔ مگر نہیں اُسے ہارنا نہیں تھا۔ اُسے ظلم کا بدلا لینا تھا۔ وہ اب ذی کی نور نہیں تھی وہ اب ذیمل نور تھی۔ جس کے مغروریت کے چرچے پورے ملک میں پھیل چکے تھے۔ فہد میر کی اکلوتی اولاد ذیمل نور۔

www.novelsclubb.com

ذیمل کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ اُبھری۔ کھڑکی بند کرتے ہی پورے کمرے میں اندھیرا پھیل گیا۔ بلکل ذیمل کی زندگی کی طرح۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح نماز کے بعد فہد میر ذیمل کے کمرے میں اُسے دیکھنے آئے۔ ساری رات تو ذیمل سوتی نہیں تھی۔ نماز پڑھ کر ابھی ہی اُس کی آنکھ لگی تھی۔ فہد میر ذیمل کے قریب کھڑے ہو کر اُس کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھنے لگی۔ کتنی شوخ چنچل تھی اُن کی بیٹی۔ جسے صرف بولنا آتا تھا۔ چوبیس گھنٹے ذیمل کی زبان چلتی رہتی تھی۔ مگر اُس رات ہوئے حادثے نے نا صرف

اُسے بدل دیا بلکہ اُس کی ساری خوشیاں بھی چھین لی۔اپنی شہزادی کو ایسے دیکھ کر فہد میر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔اقرا بیگم فہد میر کو دیکھنے کیلئے آئی تھی۔مگر اُن کی نم آنکھیں دیکھ کر اُنہیں اپنے ساتھ لے گئی۔کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ذیمل اُن کو ایسے دیکھے۔

"کیا ہو گیا ہے فہد؟ہمت کریں آپ ایسے تو کمزور نہیں تھے۔"

کمرے میں آتے ہی اقرا میر فہد میر سے بولی۔

"اقرا ذیمل بھی تو ایسی نہیں تھی۔وہ پہلے کیسے چہچہاتی رہتی تھی اور اب وہ پوری بدل گئی ہے۔پہلے کبھی اُس نے کسی چیز پر غرور نہیں کیا تھا مگر اب وہ بہت بدل گئی ہے۔"

www.novelsclubb.com

فہد میر دُکھ سے بولے۔

"ہاں واقع ذیمل بہت بدل گئی ہے۔ ہمیں کچھ کرنا چاہیے۔ مجھے لگتا ہے فہد ہمیں اُس کی شادی کر دینی چاہیے۔ ہو سکتا ہے نئی زندگی شروع کرتے ہی وہ اُس حادثے کو بھول جائے۔"

اقرا بیگم نے مشورہ دیا۔

"نہیں ہر گز نہیں.... میں ذیمل کی شادی اُس کی مرضی کے بغیر نہیں کروں گا۔ ہم اپنی بیٹی کو ایک عذاب سے نکالنے کیلئے دوسرے عذاب میں جھونک دیں۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔"

www.novelsclubb.com

"مگر فہد...."

"کوئی اگر مگر نہیں اقرا۔میں نے جو کہہ دیا بس کہہ دیا۔اب کوئی بحث نہیں ہو گی۔اور نا ہی تم ذیمل سے کوئی بات کرو گی اِس بارے میں سمجھی۔"

فہد میر حتمی لہجے میں بولے۔

"جی جی میں سمجھ گئی۔"

www.novelsclubb.com

اقرا میر نے ثبات میں سر ہلایا۔فہد میر آفس کیلئے ریڈی ہونے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"موم مجھے کسی نے اُٹھایا کیوں نہیں۔میں پھر آفس سے لیٹ ہو گئی۔اب وہ نواب زادہ مجھے سو باتیں سنائے گا۔"

www.novelsclubb.com

ریڈ پینٹ،وائٹ شرٹ اور اُس کے اوپر ریڈ ہی کوٹ،ساتھ میں ریڈ لانگ شوز،براؤن بال اِس وقت پونی میں قید تھے،میچنگ بیگ اُٹھائے ذیمل تیزی سے سیڑھیاں اُترتی اقرا

میر سے مخاطب تھی۔ مگر سب کو ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھا دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

"گڈ مارننگ ذیمل بیٹا۔ تم بلکل بھی لیٹ نہیں ہو آفس سے۔ اور کون نواب زادہ تمہیں باتیں سناتا ہے۔ زرا نام تو بتاؤ۔"

حیدر میر ذیمل کو دیکھتے مسکرا کر بولے۔

www.novelsclubb.com

"گڈ مارننگ تایا ابو۔ مجھے لگا میں لیٹ ہو گئی۔"

ذیمل بھی مسکرا کر ہمیشہ کی طرح فہد میر کے ساتھ بیٹھ گئی۔ مگر آج اُس کے سامنے منحوس انسان زیان میر بیٹھا تھا۔بقول ذیمل کے اُس کے ہوتے ہوئے انسان زہر کھالے مگر کھانا نا کھائے۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر ابھی بھی تم نے بتایا نہیں اُس نواب زادے کا نام۔"

حیدر میر نے پھر سے پوچھا۔

"آپ جانتے ہیں تایا ابو میں کس کی بات کر رہی ہوں۔ پھر پوچھنے کا فائدہ۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل کندھے اچکاتی جوس پینے لگی۔

"ویسے فہد میں سوچ رہا تھا کہ اب ذیمل بیٹی کے ہاتھ پیلے کر دیں۔"

حیدر میر کی بات پر جہاں فہد میر اور اقرا میر حیران ہوئے وہیں جوس پیتے ذیمل کو بہت بُری طرح اچھو لگا۔ زیان بھی حیرت سے ہاتھ روکے اپنے باپ کو تکنے لگا۔

کھانستے کھانستے ذیمل کا چہرہ لال ہو چکا تھا۔ فریحہ میر نے جلدی سے اُسے پانی پلایا۔ پھر جا کر ذیمل بہتر ہوئی۔

"سوری۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل نے ایکسکیوز کیا۔ اور اُٹھنے لگی۔

"بیٹھ جاؤ ذیمل میں ابھی بات کر رہا تھا۔"

حیدر میر سنجیدگی سے بولے۔

"پر مجھے اب کوئی بات نہیں کرنی۔"

ذیمل بیٹھ تو گئی مگر چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔

"نور آخر کب تک ایسا چلے گا"

حیدر میر فہد میر کے اشارے کو نظر انداز کرتے بولے۔

"تایا ابو کیا آپ مجھے بھی ہانی کی طرح کھونا چاہتے ہیں؟"

ذیمل کی آنکھیں ضبط سے سُرخ ہو چکی تھی۔اُس کی بات پر سب دہل گئے۔زیان نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھی۔

"خدا کا واسطہ ہے ذیمل فضول بکواس نا کرو۔ہم سب کو جینے دو اور خود بھی جیو۔"

اقرا میر روتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"ذیمل جی ہی تو رہی ہے۔مگر نور اُس دن مر گئی تھی جس دن اِس گھر سے ہانیہ کا جنازہ اُٹھا تھا۔ہانیہ کے ساتھ ہی نور کو بھی دفنا دیا گیا تھا۔اور مرے ہوئے لوگ دوبارہ زندہ نہیں

ہوتے۔ چلتی ہوں خدا حافظ۔"

ذیمل نے اُونچی آواز میں بولی۔ مزید برداشت نا ہوا تو وہ اپنی گاڑی نکالتی باہر چلی گئی۔ ذیمل کے جانے کے بعد پورے میر ہاؤس میں خاموشی ہو گئی۔ خوفناک گہری خاموشی۔ گھر کے سارے فرد ایک دوسرے سے نظریں چُرانے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ذیمل ماؤف دماغ کے ساتھ رش ڈرائیونگ کر رہی تھی۔ بار بار اُس کے کانوں میں کسی کی سسکیاں گونج رہی تھی۔

"پلیز میں بے حیا نہیں ہوں.... خدا کا واسطہ ہے ایسا ظلم نا کریں میرے ساتھ... میرے کردار کو نشانہ نا بنائیں۔ میں بے گناہ ہوں۔"

کسی کی روتی ہوئی آواز ذیمل کے کانوں میں گونجی۔ ذیمل کی آنکھیں حد سے زیادہ سُرخ ہو رہی تھی۔ اُس نے ایک دم بریک لگائی۔ اور باہر نکل کر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ آس پاس سنسان علاقہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہانیہ....."

ذیمل زور سے چیخی۔

"واپس آجاؤ ہانی۔خدا کا واسطہ ہے۔میں اب نہیں رہ سکتی تمہارے بغیر۔"

ذیمل زمین پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔آج مغرور ذیمل تو کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔یہ تو کوئی اور ہی ذیمل تھی۔

www.novelsclubb.com

"حالِ دل کیا سناؤں

وہ شخص بہت یاد آتا ہے

ہر دن مجھے آزماتا ہے

ہر رات مجھے رُلاتا ہے

سنا بھی نا سکوں کسی کو

وہ درد مجھے آزماتا ہے

www.novelsclubb.com

دل پر بوجھ حد سے بڑھ گیا ہے

اشک بلآخر آنکھوں سے بہہ گیا ہے

شدتِ تکلیف پھر بھی کم نا ہوئی

ایسے ایک اور شام ازیت میں گزار دی....."

www.novelsclubb.com

زیان ذیمل کے جانے کے بعد اپنے کمرے میں آ گیا۔ باقی گھر والے بھی اپنے اپنے کمروں میں تھے۔ آخر ایک سال بعد ذیمل نے اُن کے زخم کُھدرے تھے۔ تکلیف تو ہونی ہی

تھی۔کوئی بھی آفس نہیں گیا تھا۔سب اپنے کمروں میں ایک دوسرے سے نظریں چُرائے بیٹھے تھے۔

ذیمل کا بھی معلوم نا تھا کہ وہ کہاں گئی ہے؟زیان ذیمل کے بارے میں سوچتا یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا۔

"ذیمل جی ہی تو رہی ہے۔مگر نور اُس دن مر گئی تھی جس دن اِس گھر سے ہانیہ کا جنازہ اُٹھا تھا۔ہانیہ کے ساتھ ہی نور کو بھی دفنا دیا گیا تھا۔اور مرے ہوئے لوگ دوبارہ زندہ نہیں ہوتے۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل کی بات یاد آتے ہی زیان نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

کیوں کیوں ہم انسان اتنے بے بس ہوتے ہیں؟ ہم کیوں اپنے ماضی کی تکلیف کو اِس قدر بڑھنے دیتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے اذیت بن جاتی ہے۔ کیوں ہم پچھتاوے کے انتظار میں خود سے جُڑے رشتوں کو ازیت میں رکھتے ہیں؟ ہم اپنا بھرم قائم رکھنے کیلئے کسی دوسرے کی توقعات کو توڑ دیتے ہیں اور ہمیں اِس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا.....

زیان ذیمل کو ڈھونڈنے کی نیت سے باہر کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ذیمل کی کار گیٹ سے اندر اینٹر ہوئی۔ زیان جو گاڑی کا لاک کھول رہا تھا۔ یکدم سیدھا ہوا۔ ذیمل لڑکھراتی ہوئی باہر نکلی۔ زیان بے خود سے اُس کی طرف بڑھا۔

www.novelsclubb.com

"زیان میر میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔ذیمل نور اپنے آپ کو خود سنبھال سکتی ہے۔اُسے کسی وقتی سہارے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

رونے سے ذیمل کی آواز بھاری ہو چکی تھی۔بے تاثر لہجے میں کہتی وہ سیدھی چال چلتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔آج اُس کی چال میں لڑکھراہٹ ضرور تھی مگر اکڑ زرا بھی نہیں دِکھ رہی تھی۔ابھی وہ کسی کے سوالوں کے جواب نہیں دینا چاہتی تھی۔اِس لیے بِنا کوئی بات کیے چلی گئی۔

زیان نے دُکھ سے اُس کی طرف دیکھا۔کہیں نا کہیں ذیمل کی اِس حالت کا ذمہ دار وہ بھی تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام تک سب نارمل ہو گئے تھے۔ مگر ذیمل اپنے کمرے سے نہیں نکلی ناہی کوئی اُس کے کمرے میں گیا۔ذیمل اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔اُس کے سامنے ہی ریڈ کور والی ڈائری پڑی تھی۔جو آج سے پہلے اُس نے کھولنے کی ہمت نہیں کی تھی۔کانپتے ہاتھوں سے اُس نے ڈائری کھولی۔پہلے صفحے پر بڑے بڑے لفظوں میں ایک نام لکھا تھا۔ذیمل نے زیرِ لب خوبصورتی سے لکھے وہ لفظ دہرائے۔

www.novelsclubb.com

"ہانیہ فہد میر۔"

ایک آنسو ٹوٹ کر ذیمل کی گال پر بہہ گیا۔اُس نے دوسرا صفحہ کھولا۔جہاں چھوٹا سا تعارف اور چند باتیں لکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں ہانیہ میر ہوں۔فہد میر کی اکلوتی بیٹی اُوپس مطلب پہلی اکلوتی بیٹی۔اقرا میر کی گڑیا اور فہد میر کی شہزادی۔میر خاندان کی پرنسز۔اور اور اور ذیمل نور کی جانو۔ہاہاہا اذیمل سے

دس منٹ بڑی بہن۔ مگر اُسے تو میری قدر ہی نہیں ہے۔ہائے میرے دُکھ۔

پیاری ڈائری!!!

آج سے میں اپنی ہر بات تم سے شیئر کروں گی اوکے۔بس نور کو مت بتانا ورنہ وہ مجھے بہت تنگ کرے گی۔وہ کہے گی ہانی ڈائری مت لکھو مجھ سے شیئر کرو ہر بات۔ویسے وہ یہ پڑھ بھی لے تو کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ اُسے میری ہر بات معلوم ہوتی ہے۔چلا کو ماسی کہیں کی۔خیر ویلکم ڈائری اِن ہانی لائف۔آئی لو یو۔بائے بائے۔"

www.novelsclubb.com

دوسرا صفحہ پورا پڑھنے تک ذیمل کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔آنکھیں صاف کرتی اُس نے تیسرا صفحہ کھولا۔

"پیاری ڈائری!!!

www.novelsclubb.com

یہ ڈیٹ اور دن ون نہیں لکھا جاتا مجھ سے تو میں فارمل ہو کر کوئی بات نہیں کروں گی۔اُففف پتہ ہے آج کیا ہوا۔میں نے اور نور نے مل کر زی اور دانی کے ساتھ پرینک کیا۔ہائے دونوں کی شکل دیکھنے والی تھی ہاہاہاہاا۔اچھا بھلا پلین کامیاب ہو رہا تھا اگر ذیمل

تھوڑی دیر کنٹرول کر لیتی۔اُففففف زیان کے بچے نے اچھا نہیں کیا۔"

ذیمل کی آنکھوں کے سامنے وہیں منظر گھوما جب اُس نے اور ہانیہ نے مل کر زیان اور دانیہ کے ساتھ پرینک کیا تھا۔دونوں ٹوئینز تھی۔اور دونوں کی شکلیں بھی ایک جیسی تھی۔بس ہانیہ کے بال اصل میں لائٹ گولڈن تھے اور آنکھیں لائٹ براؤن تھی جبکہ ذیمل کے بال ڈارک براؤن تھے اور آنکھیں بلیک تھی۔مگر اُس نے ڈائی کروا کر اپنے براؤن بالوں میں کچھ گولڈن لٹیں کلر کروائی تھی۔

www.novelsclubb.com

اُس دن دونوں نے ایک جیسا ڈریس پہنا۔پرپل فراک کے ساتھ وائٹ کیپری پہنے۔پرپل دوپٹہ سر پر حجاب کی طرح اُوڑھ لیا۔ذیمل نے ہانیہ کی آنکھوں کے رنگ کے لینز لگا لیے۔اب دونوں بلکل سیم لگ رہی تھی۔زیان اور دانیہ اپنے اپنے کمروں میں تھے۔اپنے پلین پر عمل کرتے ذیمل زیان کے کمرے میں گئی اور ہانیہ دانیہ کے کمرے میں گئی۔

"زیان بھائی میں اندر آ جاؤ۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل ہانیہ کی آواز نکال کر بولی۔

"ارے ہانی آجاؤ کوئی کام تھا کیا۔

زیان خوش دلی سے بولا۔

"جی وہ نور نیچے سٹور روم میں آپ کو بُلا رہی ہے۔"

ذیمل کہتی ہی باہر چلی گئی۔

"سٹور روم میں کیا کام پڑ گیا ہے میڈم کو۔"

زیان سوچتا ہوا نیچے سٹور روم کی طرف بڑھا۔

دوسری طرف ہانیہ نے بھی دانیہ سے یہی کہا۔اور دانیہ بھی سٹور روم کی طرف بڑھی۔

"ارے بھائی آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

دانیہ زیان کو پہلے سے سٹور روم میں دیکھ کر حیران ہوئی۔

"مجھے تو اُس آفت نے بُلایا ہے۔لیکن تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

زیان آئیبرو اچکا کر بولا۔

"مجھے بھی ذیمل نے بُلایا ہے۔پر وہ خود ہے کہاں؟"

دانیہ نے اِدھر اُدھر دیکھتے کہا۔اتنے میں سٹور روم کا دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔لائیٹ ویسے سٹور روم میں کم تھی۔دروازہ بند ہونے سے نیم اندھیرا ہو گیا۔

"بھائی یہ کیا ہوا ہے؟"

دانیہ ڈرتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"یہ ضرور ذیمل کے کام ہیں تم ڈرو مت۔"

ابھی زیان نے کہا ہی تھا کہ ایک سائیڈ سے ہانیہ نکلی۔ہاتھ میں کینڈل لیے منہ کے آگے کیے اِس طرح کھڑی وہ بہت خوفناک لگ رہی تھی۔

"ہانی یہ کیا کر رہی ہو تم؟اور ذیمل کہاں ہے؟"

زیان نے سوال کیا۔

"کس کا پوچھ رہے ہو تم لڑکے؟"

www.novelsclubb.com

دوسری طرف سے ذیمل سیم اُسی طرح باہر نکلی جیسے ہانیہ کھڑی تھی۔

"تم دونوں پاگل ہو گئی ہو؟"

دانیہ تھوک نگل کر بولی۔

"ہانیہ اور ذیمل تو یہاں نہیں ہیں۔ ہم تو چنگی مِنگی ہیں۔"

آواز کو بے حد موٹا کر کے ذیمل بولی۔

"اچھا چنگو منگو واٹ ایور جو بھی تم دونوں ہو۔ ہمیں کیوں بُلایا ہے؟"

زیان نے اُس کی بات کا مزاق اُڑایا۔

"اے لڑکے تم ہمارا مزاق نہیں بناؤ۔ ہم تمہارا خون پی جائیں گیں۔"

اِس بار ہانیہ بولی۔ جبکہ دانیہ کی چہرے کی ہوائیاں اُڑ گئی تھی۔

"اچھا ہمارا خون بعد میں پینا پہلے یہ لیفٹ سائیڈ والی چڑیل کے پاؤں کے پاس چوہا بیٹھا ہے۔اُس کا خون پی لو۔"

زیان کا اشارہ ذیمل کی طرف تھا۔ زیان کی بات پر ذیمل چیخیں مارتی اُسی کو چپک گئی۔

www.novelsclubb.com

"ارے ذیمل آپی یہ آپ ہیں اور دوسری یقیناً ہانیہ آپی ہوں گی۔ حد ہے ویسے میں تو ڈر گئی تھی۔"

دانیہ نے سُکھ کا سانس لیا۔

"اُففففف نور کی بچی تھوڑی دیر کنٹرول نہیں کر سکتی تھی۔بد تمیز انسان جھوٹ بولا ہے اِس زیان کے بچے نے۔"

ہانیہ چِڑ کر بولی۔

"ہاہاہاہاہاہانیہ نور اور میرے بچے ایک ہی ہوں گیں جو ابھی نہیں آئے۔تم اُن بیچاروں کو ابھی سے کوس رہی ہو۔"

www.novelsclubb.com

زیان کی بات پر چوہے کی تلاش پر فرش پر نظریں گھماتی ذیمل غصّے سے اُس کو گھورنے لگی۔دانیہ اور ہانیہ نے اپنی اپنی ہنسی ضبط کی کیونکہ وہ جانتی تھی اب کیا ہونے والا ہے۔

"بے شرم انسان شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے۔ابھی مزا چکھاتی ہوں۔"

ذیمل نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زیان کے بال جکڑے۔

"اُففففف جنگلی بلی میرے بال چھوڑو درد ہو رہا ہے مجھے۔"

www.novelsclubb.com

زیان کراہ کر بولا۔

"ہاں اب زیادہ مزا آرہا ہوگا نا۔"

ذیمل نے زور سے اُس کے بال اپنی دونوں مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔دانیہ اور ہانیہ کا ہنس ہنس کر بُرا حال تھا۔آخر کافی جدوجہد کے بعد زیان اپنے بال چُھروانے میں کامیاب ہو گیا۔ذیمل بھی اُس کے بال چھوڑتی کِھلکھلاتی ہوئی باہر بھاگی۔زیان بھی اُس کے پیچھے اُسے پکڑنے کیلئے بھاگا۔جبکہ دانیہ ذیمل کا ساتھ دینے کیلئے اُس کو بچانے لگی اور ہانیہ زیان کا ساتھ دینے کیلئے ذیمل کو پکڑنے لگی۔یوں پورے گھر میں اُس چاروں کے قہقہے گونج رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

اُس منظر کو یاد کرتے ذیمل کی آنکھوں سے کئی آنسو بے مول ہو چکے تھے۔اُس نے ڈائری بند کر دی ابھی آگے پڑھنے کیلئے اُس میں ہمت نہیں تھی۔

یہ یادیں بھی کتنی عجیب چیز ہوتی ہے۔ بعض اوقات ہنسانے کے کام آتی ہیں اور بعض اوقات یہی یادیں رُولانے کے کام آتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"زیان سر ایک بات کہنی ہے..."

زیان اپنے آفس میں بیٹھا تھا جب رفیق اُس کے پاس آیا۔

"ارے رفیق صاحب جی کہیے کیا بات کہنی ہے؟"

زیان پوری طرح اُن کی طرف متوجہ تھا۔

"وہ زیان سر کل آپ لوگ نہیں آئے تھے تو خان انڈسٹری کے جو بڑے صاحب زادے ہیں اکمل خان وہ ذیمل میڈم سے ملنے آئے تھے۔ مگر جب اُن کو معلوم ہوا ذیمل میڈم

آفس میں موجود نہیں ہیں تو وہ آج آنے کا کہہ کر چلے گئے۔"

رفیق کی پوری بات زیان نے سنجیدگی سے سنی۔

"کیا کام ہو سکتا ہے اُسے ذیمل سے؟"

زیان ناسمجھی سے بولا۔

"ویسے میں ایک بات بتادوں کہ جو یہ اکمل خان ہیں نا وہ بہت عیاش پرست انسان ہیں۔اور جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ ذیمل میڈم سے دوستی کرنا چاہتے ہیں۔"

رفیق نے اُسے آگاہ کیا۔

"ایسی بات ہے تو پھر میری بات سنیں آپ اُس کمینے انسان کو ذیمل سے ملنے نہیں دیں گیں ٹھیک ہے۔"

زیان تنے ہوئے نقوش کے ساتھ بولا۔

"جی جی زیان سر میں سمجھ گیا۔آپ بے فکر رہیں۔میں سب سنبھال لوں گا۔"

www.novelsclubb.com

رفیق جلدی سے بولا۔

"اچھااور ذیمل آفس آگئی ہے؟"

زیان اپنا ماتھا مسلتا بولا۔

"جی سر وہ تو آپ سے بھی پہلے آگئی تھی۔اور آج تو وہ بہت غصّے میں لگ رہی تھیں۔اُنھوں نے شمائلہ کو بھی فائر کر دیا ہے۔"

رفیق بے چارگی سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں اُسے کیوں فائر کیا؟"

زیان حیران ہوا۔

"کیونکہ شائلہ نے ذیمل میڈم کو اہم فائل بیس منٹ لیٹ دی تھی۔"

رفیق کی بات پر زیان کا قہقہ بے ساختہ نکلا۔

"پھر تو آپ بھی خیال رکھیں رفیق صاحب اگلی باری کہیں آپ کی ہی نا ہو۔"

زیان شرارت سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"استغفار زیان سر پلیز ایسے تو نا بولیں میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میں کہاں جاؤں گا۔"

رفیق نے زیان کی بات کو کچھ زیادہ ہی سیر ئس لے لیا تھا۔

"میں تو مزاق کر رہا تھا رفیق صاحب زیان میر کے ہوتے کوئی آپ کو یہاں سے نہیں نکال سکتا۔"

زیان پختہ لہجے میں بولا۔ کہ باہر سے ذیمل کے زور زور سے بولنے کی آواز آئی۔ زیان اور رفیق دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ زیان فوراً اپنی جگہ سے اُٹھا اور باہر کی طرف بڑھا۔ رفیق بھی اُس کے پیچھے ہی نکلا۔

www.novelsclubb.com

"ہاؤ ڈیئر یو تمہاری ہمت بھی کیسی ہوئی۔ میں کوئی گری پڑی لڑکی نہیں ہوں جو تم جیسے آوارہ کتوں کو کچھ نا کہوں۔ میں ذیمل نور ہوں تم جیسے لوگوں کو آئینہ دیکھانا جانتی ہوں۔"

ذیمل غصّے سے بول رہی تھی۔اور باقی سب خاموشی سے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ذیمل کے سامنے اکمل خان کھڑا تھا۔جو ابھی بھی ذیمل کو دیکھ رہا تھا۔اکمل خان کو دیکھتے ہی زیان کو ساری بات چند سیکنڈ میں سمجھ آگئی۔زیان ہاتھ دیوار سے ٹیک لگا کر سکون سے کھڑا ہو گیا۔کیونکہ اُسے معلوم تھا ذیمل اب اکمل خان کا کیا حال کرنے والی ہے۔شو تو ابھی باقی تھا۔

www.novelsclubb.com

"نور ڈارلنگ اتنا غصّہ نہیں کرتے میں تو صرف لنچ کرنے کا کہہ رہا تھا۔"

اکمل خان ابھی بھی باز نا آیا۔ذیمل نے خود کو پر سکون کرنے کیلئے ایک گہرا سانس لیا۔اور ساتھ پڑی ٹیبل پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔باقی پورے آفس والے خاموشی سے شوانجوائے کر رہے تھے۔

"ہمم تو صرف لنچ پر چلنا ہے میرے ساتھ۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل اکمل خان پر نظریں جمائے بولی۔

"ہاں بلکل سویٹ ہارٹ۔"

اکمل خان دانت نکال کر بولا۔ذیمل کے آرام سے بولنے پر اُسے مزید حوصلہ ملا۔

"تو تمہاری اوقات ہے کہ تم ذیمل نور کو لنچ کروا سکوں۔انسان کو اپنی اوقات کے حساب سے منہ پھاڑنا چاہیے۔"

ذیمل اُسے گھورتی بولی۔اکمل خان نے ناسمجھی سے اُسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"میری اوقات ہے تو ہی میں یہاں کھڑا ہوں نور جانم۔پوری خان انڈسٹری میری مالکیت ہے۔اور اُس کے علاوہ بھی کڑوروں کی جائیداد ہے میرے نام تو اوقات کی بات ہی مت

کرو۔"

اکمل خان کمینگی سے بولا۔روحا اور سبحان جو ذیمل کو سرپرائز دینے کیلئے ابھی ہی اندر اینٹر ہوئے تھے سامنے کا منظر دیکھ کر وہیں دروازے کے پاس رُک گئے۔

"او تیری اب تو نہیں بچتا یہ اُلو کا پٹھا۔"

سبحان اکمل خان کی بات سُن کر بولا۔زیان نے گردن موڑ کر دونوں کو دیکھا پھر واپس اپنی نظریں ذیمل پر مزکور کر لیں۔ذیمل بھی ایک نظر دونوں کو دیکھنے کے بعد واپس اکمل خان کو گھورنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"یو نو مسٹر اکمل خان آئی ڈونٹ لائک دیز چیپ ورڈز۔اپنے ساتھ ایسے بات کرنے والوں کا میں بہت بُرا حال کرتی ہوں۔اور تمہاری بکواس میں کب سے سُن رہی ہوں۔بٹ ناؤ اِٹس آور۔"

ذیمل کہتی ہی ٹیبل سے جمپ مار کر اُتری۔اور دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتی اکمل خان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ایک طنزیہ مسکراہٹ اُس کی طرف اُچھالتے ذیمل نے ایک زوردار کِک اُس کی ٹانگ پر ماری۔جس سے وہ گھٹنوں کے بل ذیمل کے پاؤں کے قریب گرا۔ذیمل نے اپنی بلیک ہائی ہیل والا شوز اُس کی ٹانگ پر رکھا۔

www.novelsclubb.com

"ذیمل نور میرا نام ہے میرا۔کوئی عام لڑکی سمجھنے کی غلطی کبھی غلطی سے بھی نا کرنا۔ورنہ اِس بے عزتی کو یاد رکھنا۔اگر تم اپنی ماں بہنوں کی عزت کرتے ہو نا تو دوسری لڑکیوں کی بھی عزت کرنا سیکھو۔لڑکیاں تم جیسے بے غیرتوں کے کھیلنے کیلئے کھلونا نہیں ہوتی سُنا۔آج

پہلی اور آخری بار وارن کر رہی نہیں تو آئندہ انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے اکمل خان۔"

ذیمل اُس کی طرف جُھک کر بولی۔ پھر ایک زوردار دھّکا ہاتھ سے اُسے دیتی سیدھی ہوئی۔ اکمل خان دھکا لگنے کی وجہ سے پیچھے کی طرف زمین پر گرا۔

"گارڈز اِس گند کو باہر پھینک آؤ۔ اور آئندہ اگر کوئی اِس طرح کی گندگی مجھے آفس میں نظر آئی تو تمہاری جاب بھی جائے گی سمجھے۔"

ذیمل نے انگلی اُٹھا کر دونوں گارڈز کو بھی وارن کیا۔

www.novelsclubb.com

ذیمل نے تانیہ کو پانی لانے کا اشارہ کیا۔جو کہ آج سے اُس کی نیو سیکٹری تھی۔تانیہ فوراً صاف پانی کی بوتل لائی۔ذیمل نے اُسے پانی اپنی ہاتھوں پر گرانے کا کہا۔تانیہ نے ذیمل کے ہاتھ پر پانی گرایااور ذیمل نے اپنے ہاتھ ایسے رگڑ کر دھوئے جیسے کسی اچھوت کو ہاتھ لگایاہو۔ہاتھ دھونے کے بعد تانیہ نے اُسے ہاتھ صاف کرنے کیلئے ٹشو دیا۔ہاتھ صاف کرتی ٹشو کو ڈسٹ بن میں ڈالتی وہ رفیق کی طرف مڑی۔جو اُسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر دل ہی دل میں اپنی بچنے کی دعائیں کرنے لگا۔

"مسٹر رفیق یہاں کی صفائی کروالیں۔پانی گرنے سے کہیں کوئی اور ہی نا گر جائے۔اور ہاں یہ آپ کیلئے بھی لاسٹ وارننگ ہے۔آئندہ مجھ تک ایسا کوئی گھٹیا انسان نا پہنچیں۔ورنہ انجام سے آپ کو بھی کوئی نہیں بچا سکے گا۔گوٹ اِٹ۔"

بے تاثر لہجے میں کہتی وہ زیان پر ایک نظر ڈالتی اپنے آفس کی طرف بڑھی۔ باقی سب بھی اُس کے جانے کے بعد واپس اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ سبحان اور روحا بھی ذیمل کی پیچھے ہی اُس کے آفس کی طرف بڑھے۔

"(کیا کروں میں ذیمل؟ تمہارے کردار کی گواہی ہر چیز دیتی ہے مگر آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا میں کیسے جھٹلاؤں۔ کیا سچ ہے آخر؟ کون سا روپ تمہارا اصلی ہے؟ اُس رات آخر اصل میں ہوا کیا تھا؟ اب تو سچ معلوم کرنا میرے لیے اور بھی ضروری ہو گیا ہے)۔"

www.novelsclubb.com

زیان ذیمل کے آفس کے دروازے پر نظریں جمائے دل میں بولا۔ پھر سر جھٹکتا اپنے آفس کی طرف بڑھا۔

"کیسے کریں یقین ہم تیرے ستم پر ہمنوا

کہ درد بھی تو نے تب دیا جب ہمدرد تھا۔"

www.novelsclubb.com

"واؤذیمل آج کا شو دیکھ کر تو مزا آ گیا۔"

سبحان ذیمل کے سامنے والی چیئر ہر بیٹھتے بولا۔روحا بھی اُس کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھی۔

"تم دونوں یہاں اچانک خیر تو ہے ناسب؟"

ذیمل نارمل لہجے میں بولی۔کچھ دیر پہلے ہوئے ڈرامے کا کوئی شبہ نہیں تھا اُس کے چہرے پر۔

www.novelsclubb.com

"ہاں یار وہ تم سے ملنے کو دل چاہ رہا تھا تو میں سبحان کو لے آئی ساتھ۔اب تم تو مصروفِ زمانہ بن گئی ہو کہی ملتی ہی نہیں تو ہمیں خود ہی آنا پڑا۔"

روحا کے کہنے پر ذیمل نے آنکھیں گھمائی۔

"چلو سارے شکوے آج ہی کر لو یہ نا ہو کل تم زندہ ہی نا رہو۔"

ذیمل مسکراہٹ دباتی بظاہر سنجیدگی سے بولی۔ جبکہ روحا منہ کھولے اُسے دیکھنے لگی جو اُسے مارنے پر تُلی تھی۔

"ہائے یار ذیمل ایسے مت کہو پلیز۔ میں بھری جوانی میں بیوہ نہیں ہونا چاہتا۔ اور میرے ہونے والے بچے بے چارے جو روحا کے مرنے سے نہیں ہوں گیں وہ بِنا اِس دنیا میں آئے یتیم ہو جائیں گیں۔ ایسا ظلم مت کرو بے چاروں کے ساتھ۔"

www.novelsclubb.com

سبحان فُل ڈرامائی انداز میں بولا۔روحاذیمل کی بجائے اب کی بار صدمے سے سبحان کو دیکھ رہی تھی جو مصنوعی آنسو پونچھ رہا تھا۔ذیمل بہت کوشش کی بعد بھی اپنی ہنسی کنٹرول نہیں کر سکی۔

"ہاہاہاہا سبحان کیا چیز ہو تم۔بیٹھے بیٹھے تم نے روحا کو نا صرف مار کر خود کو بیوہ سوری رنڈوا کر دیا۔بلکہ اپنے پتہ نہیں کب آنے والے بچوں کو بھی یتیم کر دیا۔اومائی گوڈ۔"

ذیمل کا ہنس ہنس کر بُرا حال تھا۔زیان جو سبحان سے ملنے کیلئے ذیمل کے آفس میں آیا تھا سبحان کی بات سُن کر خود بھی ہنسنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"کم آن یار کیا بات ہے تمہاری۔زبردست لاجک آئی ایم امپریسڈ۔"

زیان ہنسی روکتے ہوئے بولا۔ جبکہ وہ یہ بات نوٹ کر چکا تھا کہ اُس کے آتے ہی ذیمل ہنستے ہوئے خاموش ہو گئی تھی۔

"ارے بڈی کیا حال ہے؟ آؤ بیٹھو نا۔ کافی عرصے سے کوئی گپ شپ ہی نہیں ہوئی۔"

سبحان خوشگوار انداز میں بولا۔ ذیمل نے اُسے دیکھتے منہ بنایا۔ روحا تو ویسے ہی صدمے میں بیٹھی تھی۔ زیان ذیمل کے رائٹ سائیڈ والے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ اِسے تو دیکھو ابھی تک صدمے میں ہے۔"

www.novelsclubb.com

زیان اشارہ روحا کی طرف تھا۔زیمل بھی روحا کو دیکھتی پھر سے اپنے شرارتی موڈ میں آئی۔

"روحا بے بی ابھی تم نہیں مری قسم سے۔"

زیمل آنکھیں مٹکاتی ہوئی بولی۔روحا جو بت بنی تھی (بقول سبحان کے) زیمل کی بات سنتے خطرناک تیوروں سے اُس کی طرف مڑی۔

"زیمل نور تمہیں ایسے چیپ ورڈز سے نفرت تھی اور اب تم مجھے بے بی شونا جانو اور پتا نہیں کیا کیا کہہ رہی ہو؟

www.novelsclubb.com

روحاتپ کر بولی۔

"ہاااا جھوٹی میں نے صرف بے بی بولا ہے۔ وہ جو چھوٹا بے بی نہیں ہوتا وہ والا۔ گرل فرینڈ والا بے بی تھوڑا بولا ہے۔"

ذیمل کی معصومانہ بات پر تینوں کا قہقہ گونجا۔

"اُففففف ذیمل میری جان تم بلکل ہانی لگ رہی ہو۔"

www.novelsclubb.com

روحا ہنسی سے بے حال بِنا سوچے بولی۔ ذیمل جو خود بھی سب کے ساتھ مل کر ہنس رہی تھی اِس بات پر ایک دفعہ پھر اپنے خول میں سمٹ گئی۔ زیان بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"ہانی کی جڑواں بہن ہوں ہانی کی طرح ہی لگوں گیں نا۔"

ذیمل زخمی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"شاید روحا اور سبحان تم دونوں واپس جا رہے تھے رائٹ۔"

ذیمل نے جلدی سے خود کو کمپوز کیا۔وہ کسی دوسرے کے سامنے ٹوٹنا نہیں چاہتی تھی۔

"ہاں ہاں ہمیں تو ہمیشہ بھگا ہی دیا کرو تم۔"

سبحان منہ بنا کر بولا۔

"وہ نہیں بھگا رہی یار ہمیں سچ میں جانا ہے۔ یاد ہے کنزا باجی آج اپنے شوہر کے ساتھ واپس آ رہی ہیں۔"

روحا کے یاد کروانے پر سبحان نے بے اختیار آنکھیں میچی کیونکہ وہ خود بھی بھول گیا تھا کہ آج اُس کی بڑی بہن اپنے شوہر کے ساتھ پاکستان آ رہی تھی۔

"او تیری.... میں تو گیا آج کام سے سوری یار میں بھول گیا تھا۔ چلو روحا ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

سبحان عجلت میں اُٹھا۔ اور روحا کے ہمراہ جلدی سے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ اب روم میں صرف ذیمل اور زیان ہی رہ گئے تھے۔ جو ایک دوسرے کی طرف دیکھ تک نہیں رہے تھے۔ زیان بھی باہر نکلنے کی نیت سے اپنی جگہ سے اُٹھا ہی تھا کہ اُس کا فون بجا۔ سکرین پر

دانی کالینگ لکھا تھا۔زیان نے وہیں کھڑے فون ریسیو کیا۔

"ہیلو ہاں دانی بولو۔"

"کب؟؟؟"

"ابھی تو نہیں یار۔"

"اچھا دیکھتا ہوں۔"

"ہاں وہ سامنے ہی بیٹھی ہے۔ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔آرہے ہیں ہم۔"

www.novelsclubb.com

زیان نے فون بند کیا۔اور سر کجھاتے ذیمل کی طرف مڑا۔ذیمل نے ایک آئیبرو اچکا کر اُسے "اب کیا مصیبت ہے؟" والی نظروں سے دیکھا۔

"وہ دانیہ کا فون تھا۔ کہہ رہی تھی وہ سب فارم ہاؤس پر اکٹھا ہیں۔چونکہ آج ہفتہ ہے تو وہ لوگ چھوٹی منانے گئے ہیں۔بابا تمہیں اور مجھے ابھی اور اِسی وقت آنے کا کہہ رہے ہیں۔بِنا کوئی بحث کیے۔"

ایک ہی سانس میں اُس نے پوری بات بتائی۔ذیمل کچھ دیر پُر سوچ نظروں سے اُسے دیکھتی رہی پھر ایک دم اپنا پرس اُٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے جا رہی ہوں میں۔تانیہ کو بتا کر روانہ ہو جاؤں گی۔"

بِنا مڑے کہتی وہ تانیہ کے آفس کی طرف بڑھی۔

"چلو اکڑ کے بغیر تو بات کرنا جیسا گناہ ہے۔اُففففف بابا کا بھی حکم ہے ایک ساتھ آؤ۔اب یہ مغرور شہزادی بات ہی نہیں کر رہی۔کیا کروں؟؟؟آئیڈیا۔"

زیان چٹکی بجاتا خود سے بولا۔آنکھوں میں چمک لیے وہ پارکنگ کی طرف بڑھا۔ذیمل شاید ابھی تانیہ کے روم میں تھی۔اُس کی گاڑی کھڑی دیکھ کر زیان کی آنکھیں مزید چمکیں۔اِدھر اُدھر احتیاط سے دیکھتا وہ نیچے کی طرف جُھکا۔

www.novelsclubb.com

"اب کس چیز سے ہوا نکالو۔"

خود سے بولتا تیزی سے وہ اپنی کار کی طرف بڑھا اور کیل نکال کر ذیمل کی کار کے چاروں طرف گرا دیے۔خود جا کر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔

"اب مزا آئے گا۔جب مغرور شہزادی اپنی مغروریت کو سائیڈ پر رکھتی مجھ سے لیفٹ مانگے گی اور میں سدا کا رحم دل شہزادہ اُسے آرم سے لیفٹ دے دوں گا۔"

زیان شیخ چلی کی طرح خواب دیکھ رہا تھا۔جب ذیمل کو اپنی کار کی طرف بڑھتے دیکھا۔

زیان کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ چسپاں تھی۔ذیمل کار میں بیٹھ کر کار سٹارٹ کر کے موڑنے لگی تھی جب کار زوردار جھٹکے کھا کر رُک گئی۔ذیمل حیرت سے باہر نکلی۔

www.novelsclubb.com

"اوشٹ ڈیم اِٹ۔ یہاں پر کیل کہاں سے آئے؟"

کیل گرے دیکھ کر وہ بے اختیار بولی۔ چاروں ٹائر بُری طرح پنچر ہو چکے تھے۔

"مے آئی ہیلپ یو؟"

اپنی کار ذیمل کے قریب روکتا زیان انجان بنتے بولا۔ ذیمل جو اپنی فیورٹ گاڑی کا یہ حال دیکھ کر غصّے میں بھری کھڑی تھی۔ زیان کی آواز پر ایک نظر اُسے دیکھتی ساری بات سمجھ گئی۔ آخر سمجھتی بھی کیوں نا زیان کی رگ رگ سے واقف تھی وہ۔

www.novelsclubb.com

"فارم ہاؤس چلو۔"

گارڈز کو گاڑی ورک شاپ پہنچانے کا کہہ کر ذیمل آرام سے بِناز یان سے پوچھے اُس کی گاڑی میں سکون سے بیٹھ گئی۔ نا اجازت مانگی نا کوئی التجائیں کیں اُلٹا وہ اُسے حکم سنا چکی تھی۔ اور زیان اُس بے چارے کے شیخ چلی کی طرح سارے خواب دھرے کے دھرے رہ گئے۔ منہ بسورتا وہ گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔ ویسے بھی بحث کرنا بے کار ہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”وہ تھی کہانی کی مغرور شہزادی

وہ تھا کہانی کا رحم دل شہزادہ

وہ عشق کی دیوی تھی

وہ محبت کا دیوتا تھا

وہ اپنے خوابوں کو نوچنے والی

وہ اپنے خواب پورے کرنے والا

وہ ماضی میں جکڑی کنیز

وہ اُس ماضی کا غلام

www.novelsclubb.com

وہ ذی کی نور تھی

وہ نور کا ذی تھا"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

فارم ہاؤس میں قدم رکھتے اُس کے قدم لڑکھڑائے۔ کتنی یادیں جڑی تھی اُس کی یہاں سے۔ہانی کے جانے کے بعد اُس نے فارم ہاؤس پر آنا ہی چھوڑ دیا تھا۔دھیرے دھیرے

قدم اُٹھاتی وہ گارڈن کے قریب آئی۔گارڈن میں رکھے جھولے کو دیکھ کر ایک آنسو چھلکے سے ذیمل کی گال پر گرا۔زیان گاڑی پارک کرتا اُس کی طرف آیا۔ذیمل نے ایک نظر مڑ کر اُسے دیکھا۔پھر آگے بڑھنے لگی مگر قدم بڑھاتے ہی اُس کے پیر بہت بڑی طرح لڑکھڑائے۔اِس سے پہلے کہ وہ گرتی زیان نے آگے بڑھ کر اُسے تھاما۔

"خیال سے ابھی گر جاتی۔"

زیان نے اُسے بازو سے تھاما تھا۔

www.novelsclubb.com

"گر ہی تو گئی ہوں سب کی نظروں میں۔"

ذیمل بند آنکھوں سے گویا ہوئی اور آنسو اُس کی گال پر بہہ رہے تھے۔زیان نے اُسے ابھی بھی ویسے ہی تھاما ہوا تھا۔

"تمہاری اپنی چُنی ہوئی راہ ہے یہ ذیمل۔"

"میں نے کبھی اِس راہ پر چلنے کا نہیں سوچا تھا مگر مجھے مجبور کر دیا ہے سب نے کہ میں اِس راہ پر چلوں۔"

ذیمل کہتے ہی فوراً سیدھی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے اپنے اعمال کی سزا ہے یہ۔"

زیان بے دردی سے بولا۔ذیمل نے آنکھیں میچی۔

"ایک بات بتاؤ زیان میر.....صرف ایک بات۔"

ذیمل آنکھیں صاف کرتی اُس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

"اگر...اگر اُس رات میری جگہ دانیہ ہوتی اور ہانیہ کی جگہ تم ہوتے تب تم کیا کرتے؟"

ذیمل کی آنکھیں سُرخ ہو چکی تھی۔مگر پھر بھی وہ زیان کی آنکھوں میں مسلسل دیکھ رہی تھی۔

"ذیمل نور خبردار جو تم نے میری بہن کا نام بھی لیا۔"

زیان غرایا۔

"اور جو تمہارے نام نہاد دوست نے میری بہن کے ساتھ کیا تھا اور جو کچھ میرے ساتھ ہوا۔تب تمہاری غیرت مر گئی تھی کیا؟ جو آج اپنی بہن کا نام آتے ہی جاگ گئی ہے۔ہم بھی تمہارے ہی خاندان کا حصّہ تھے زیان صاحب۔تم پر صرف تم پر بھروسہ کیا تھا میں نے۔مگر جو کچھ تم نے تب کیا نا۔اُس کیلئے میں تمہیں مرتے دم تک معاف نہیں کرو گی۔دیکھنا ایک دن حساب ہو گا تب تم اپنے ہر عمل اور ہر بات کیلئے پچھتاؤ گے۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل ایک ایک لفظ چبا کر بولتی اندر چلی گئی۔ جبکہ زیان خاموش کھڑا تھا۔اُس کے پاس کہنے کیلئے کچھ نہیں تھا۔ یا شاید وہ کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

فُل آواز میں میوزک چل رہا تھا ایسے میں وہ سامنے پڑی حرام شے اپنے اندر اتار رہا تھا۔نشے میں دھت وہ ابھی بھی شراب پینے میں مگن تھا۔

"بس کر آریان اور کتنی پیے گا۔"

آریان کے ایک دوست نے زبردستی اُس سے گلاس چھینا۔

"یار پینے دے نا۔ تھوڑا غم منانے دے۔"

لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں وہ بوتل کو ہی منہ لگا چکا تھا۔

"کس بات کا غم ہے بوس؟"

جواد میوزک کا والیم بند کرتا اُس سے پوچھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"ابے یار وہ سالی اب اور بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی ہے۔کاش کاش اُس کی وہ منحوس بہن اُسے نا بچاتی تو آج وہ***میرے ساتھ ہوتی۔"

آریان نے بوتل زمین پر دے ماری۔

"مگر اُس کی بہن تو اب مر چکی ہے نا۔"

جواد کی بات پر آریان کا قہقہ گونجا۔

www.novelsclubb.com

"وہ تو مر گئی تھی اُسی وقت۔مگر نور بی بی تو ابھی بھی زندہ ہیں نا۔اِس بار نہیں بچ سکے گی وہ۔اِس بار نور ڈارلنگ کو میرا ہونا ہی ہو گا۔"

"آریان کیا کرنے والا ہے تو؟"

جواد نا سمجھی سے بولا۔

"صبر میری جان صبر۔اِس بار بہت مزا آنے والا ہے۔"

آریان بولتے ہوئے پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آج کتنے عرصے بعد ہم چھٹی منانے یہاں آئے ہیں۔"

سب باہر گارڈن میں بیٹھے تھے جب فہد میر بولے۔ذیمل اور زیان بھی سب کے ساتھ ہی بیٹھے تھے۔

"سہی کہا فہد ورنہ اس بزنس کے چکروں نے تو ہمیں بوڑھا کر دیا ہے۔"

www.novelsclubb.com

حیدر میر ہنستے ہوئے بولے۔

"ہاہاہاا بابا ابھی تو آپ جوان ہیں نا۔"

دانیہ بھی ہنستے ہوئے بولی۔

"بس بیٹا اب ہم کہاں جوان رہیں ہیں بوڑھے ہو گئے ہیں۔ جوان تو خیر سے آپ لوگ ہو۔"

حیدر میر مسکرا کر بولے۔

www.novelsclubb.com

"ویسے آج کل کی جوان نسل بھی بوڑھی ہے۔ بھئی ہم جب جوان ہوتے تھے تب کیسے بھاگ دوڑ کرتے تھے۔ بہت زیادہ کھیلتے تھے۔ مگر آج کل کی نسلوں کو تو بس موبائل فون

کی پڑی ہے۔"

فریحہ میر کا اشارہ زیان کی طرف تھا جو سب میں بیٹھے ہوئے بھی فون میں لگا تھا۔اُن کی بات پر زیان جلدی سے موبائل رکھتا سیدھا ہوا۔

"تو کیوں نا پھر ایک گیم ہو جائے؟"

دانیہ کی بات پر سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"بھئی ہمارے پاس بیڈ منٹن چیمپیئن ہیں۔تو آج ایک گیم ہو ہی جائے۔"

دانیہ کا اشارہ ذیمل اور زیان کی طرف تھا۔ یہ بات سچ تھی کہ ذیمل اور زیان بیڈمینٹن بہت اچھا کھیلتے تھے۔ اور جب بھی سب چھٹیوں پر کہیں جاتے تھے ذیمل اور زیان کی بیڈمینٹن گیم لازمی ہوتی تھی۔ جس میں زیان کا ساتھ ہمیشہ کی طرح ہانیہ دیتی تھی اور ذیمل کا ساتھ دانیہ دیتی تھی۔ مگر آج اُن کی ٹیم اُدھوری تھی۔ یہی سوچتے ذیمل نے کھیلنے سے انکار کر دیا۔

"ذیمل آپی بس مجھے نہیں پتہ آپ کھیلیں گیں ہمارے ساتھ۔ بلکہ ایک کام کرتے ہیں بابا آپ ذیمل آپی کے پارٹنر ہیں اور فہد چاچو آپ زیان بھیا کے۔ اور میں ماما اور چاچی جان ہم تینوں آپ کو دیکھیں گیں۔"

www.novelsclubb.com

دانیہ کی بات پر سب نے اتفاق کیا۔ ذیمل بھی ہار مانتی کھیلنے کیلئے تیار ہو گئی۔

گارڈن میں ایک سائیڈ پر بیڈ مینٹن کھیلنے کی مخصوص جگہ بنی تھی۔درمیان میں جالی لگی تھی۔ایک طرف زیان، فہد میر کے ساتھ ریکٹ پکڑے کھڑا تھا دوسری طرف ذیمل بھی حیدر میر کے ساتھ ریکٹ پکڑے تیار کھڑی تھی۔وہیں سے تھوڑی دور کرسیاں پڑی تھی جس پر دانیہ، فریحہ میر اور اقراء میر بیٹھی تھیں۔اور اُن کے سامنے ٹیبل پر ریفریشمنٹ کا سامان پڑا تھا۔زیان اور فہد میر نے لائٹ گرین کلر کی شرٹ پہنی تھی جس پر ٹیم ذی لکھا تھا۔یہ شرٹ مخصوص بیڈ مینٹن کھیلنے کیلئے بنوائی گئی تھی۔دوسری طرف حیدر میر اور ذیمل نے لائٹ بلیو کلر کی شرٹس پہنی تھی جس پر ٹیم نور لکھا تھا۔ذیمل نے بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیا ہوا تھا۔اور سر پر کیپ پہنی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو ناظرین ہماری دونوں ٹیمیں تیار ہو چکی ہیں۔اب ہم اپنی گیم شروع کر سکتے ہیں۔میرے تین گننے پر زیان بھائی آپ شٹل ریکٹ کے ذریعے ٹیم نور کی طرف پھینکیں گیں۔"

دانیہ ہاتھ کا مائک بنا کر کمنٹری کرتے بولی۔ساتھ میں اپنے کیمرے میں یہ پل ریکورڈ کرنے لگی۔

"ایک..."

www.novelsclubb.com

"دو..."

"تین..."

دانیہ کے تین کہتے زیان نے شٹل ہوا میں اُچھالی۔اور ریکٹ سے ہٹ کرتے زیمل کی طرف پھینکی۔زیمل جو پہلے ہی شٹل پر نظریں جمائے کھڑی تھی فوراً اچھل کر شٹل دوبارہ زیان کی طرف پھینک چکی تھی۔زیان نے بھی بھاگتے ہوئے دوبارہ شٹل کو ہٹ کیا۔اِس بار حیدر میر نے زیان کی ہٹ کی ہوئی شٹل کو نیچے گرنے سے روکا اور دوبارہ اُن کی طرف پھینکا۔مگر اِس بار شٹل فہد میر کے ریکٹ پر لگنے کی بجائے نیچے گری۔

"اور یہ ٹیم نور کو ملے پورے دو پوائنٹس۔"

www.novelsclubb.com

دانیہ پُرجوش انداز میں بولی۔اقراء میر اور فریحہ میر نے تالی بجا کر اپنا فرئضہ انجام دیا۔ذیمل نے حیدر میر کو تالی ماری اور کیمرے میں دیکھ کر اپنی ایک آنکھ دبائی۔

گیم ایک دفعہ پھر شروع ہو چکی تھی۔اِس دفعہ شٹل کو پہلے ذیمل نے اُچھالا۔دوسری طرف فہد میر نے شٹل کو ہٹ کرتے اُن کی طرف پھینکا۔حیدر میر نے شٹل کو دوبارہ اُن کی طرف پھینکا۔زیان نے بھاگتے ہوئے شٹل کو گرنے سے بچایا۔شٹل ذیمل کی سائیڈ پر آئی مگر اِس بار پھر سے ذیمل نے پھرتی سے شٹل کو زیان کی طرف پھینکا۔فہد میر کا دھیان ہٹا اور ایک دفعہ پھر پوائنٹس ٹیم نور کو ملے۔

www.novelsclubb.com

"بس اب اور نہیں کھیلا جاتا بھئی ہم تو تھک گئے۔"

فہد میر پسینہ پونچھتے ہوئے بولے۔

"کیا یار چاچو آپ نے دونوں بار ہرا دیا مجھے۔"

زیان منہ بنا کر بولا۔

"بھئی میں کیا کرتا ذیمل اور اُس کے تایا ابو کھیل ہی اتنا اچھا رہے تھے۔"

فہد میر کندھے اچکا کر بولے۔

"تو اِس حساب سے ٹیم نور جیت گئی یاہووو۔"

www.novelsclubb.com

دانیہ سب پر کیمرہ گُھماتی بولی۔

"افکورس ذیمل نور نے کبھی ہارنا سیکھا ہی نہیں ہے اور ویسے بھی میرے پارٹنر بہت اچھے تھے۔"

ذیمل حیدر میر کے گلے لگتی بولی۔

"چلو بس بہت کھیل لیا اب فریش ہو جاؤ۔ کھانا بھی بن گیا ہے۔"

www.novelsclubb.com

فریحہ میر اُٹھتے ہوئے بولی۔ باقی سب بھی فریش ہونے چلے گئے۔

کھانا کھانے کے بعد سب لاونج میں بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ساتھ میں دانیہ اور ذیمل کی نوک جھوک بھی سب سُن رہے تھے۔زیان بھی دانیہ کو بار بار چھیڑ رہا تھا۔

"اسلام علیکم ایوری ون."

فائق نے اندر آتے بلند آواز میں سلام کیا۔

www.novelsclubb.com

"واعلیکم اسلام برخوداراب آرہے ہو؟حالانکہ سب سے پہلے فون تمہے کیا تھا۔"

حیدر میر چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے بولے۔

"سوری بابا مجھے کچھ کام تھا بس اِس لیے لیٹ ہو گیا۔"

زیان کی طرح فائق بھی حیدر میر کو بابا اور فریحہ میر کو ماما کہتا تھا۔

"ہاں بابا آپ کو نہیں پتہ فائق بھیا بہت بزی انسان ہیں۔اِن کے پاس کہاں وقت ہوتا ہے کسی کیلئے۔"

www.novelsclubb.com

دانیہ کے بھیا بولنے پر فائق کو اپنا حلق تک کڑوا ہوتا محسوس ہوا۔

"بزی تو میں بہت ہوں۔پر میں کسی بھائی نہیں ہوں اوکے۔"

اُس نے خاص طور پر دانیہ کو باور کروایا۔

"فائق صاحب خیال سے بات کیجیے گا۔یہاں بہن کا بھائی بھی بیٹھا ہے جو آپ کو سالا بنانے میں وقت نہیں لگائے گا۔"

ذیمل فائق کے کان میں سرگوشی کرتی بولی۔وہ فائق کی دانیہ کیلئے پسندگی سے اچھی طرح واقف تھی۔اور فائق بھی یہ بات جانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"خبردار کرنے کیلئے شکریہ ذیمل میڈم۔میں اب ہوشیار رہوں گا۔"

فائق بھی اُسی انداز میں بولا۔ذیمل مسکرا کر سر کو خم دیتی واپس سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"ویسے بچوں ہم تو گھر جائیں گیں آپ لوگ کا کیا پلان ہے؟"

سب کو اپنی اپنی جگہ مست دیکھ کر بالآخر حیدر میر کو بولنا پڑا۔

"بابا ہم آج یہی رہیں گیں۔ہمارا دل نہیں ہے واپس گھر جانے کا۔"

دانیہ جلدی سے بولی۔اور سب کی طرف دیکھا۔

"میں بھی آج یہی رہنا چاہو گی تایا ابو۔"

ذیمل نے بھی حامی بھری۔وہ اتنے پُر سکون ماحول کو چھوڑ کر گھر نہیں جانا چاہتی تھی۔

"پھر میں اور فائق بھی یہی رُک جائیں گیں۔آپ لوگ چلیں جائیں گھر۔"

زیان کی بات سب کو ٹھیک لگی۔حیدر میر اُنہیں یہی رُکنے کی اجازت دیتے باقی بڑوں کے ساتھ گھر چلے گئے۔اب فارم ہاؤس میں صرف دانیہ،ذیمل،فائق اور زیان تھے۔

"میں نے روحا اور سبحان کو بھی بُلا لیا ہے۔وہ لوگ پہنچنے والے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل نے سب کو آگاہ کیا۔اُن تینوں نے ثبات میں سر ہلایا۔کیونکہ وہ جانتے تھے اب کوئی اہم بات ہی کرنی ہو گی۔جس کی وجہ سے ذیمل نے سب کو اکٹھا کیا ہے۔

کچھ ہی دیر میں سبحان اور روحا بھی پہنچ گئے تھے۔زیان اور فائق نے باہر گارڈن میں بیٹھنے کا انتظام کیا۔ہلکی ہلکی ہوا میں وہ چھے بلکل خاموشی سے بیٹھے تھے۔ہر کوئی اپنی اپنی سوچوں میں غرق تھا۔آخر ذیمل خاموشی کو توڑتے ہوئے بولی۔

"آج یہاں رُکنے کا میرا ایک اور مقصد بھی تھا۔"

ذیمل کی بات پر سب کی سوچوں کا محور ٹوٹا۔وہ پانچوں اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"میں اِس بوجھ کو اُٹھاتے اُٹھاتے تھک چکی ہوں۔میرے میں اب اور ہمت نہیں ہے کہ میں اِس بوجھ کے ساتھ مزید چل سکوں۔میرے پاس کوئی اُمید نہیں ہے اِس لیے میں

کسی بڑے کو بتانے کا رسک نہیں لے سکتی۔ تبھی میں نے آج یہاں سب کو اکٹھا کیا ہے۔"

خاموشی میں صرف ذیمل کی مدھم آواز گونج رہی تھی۔ باقی سب خاموشی سے اُسے سُن رہے تھے۔

"اُس رات جو ہوا تھا میرا خیال ہے زیان کے علاوہ باقی سب کو ہی معلوم ہے کہ کون سچا تھا اور کون جھوٹا۔ زیان کی آنکھوں پر جو نقلی دوستی کی پٹی بندھی ہے وہ اُسے کچھ نہیں دیکھا رہی۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل کی بات پر زیان نے اُسے گھورا۔

"میرے آنکھوں پر نقلی دوستی کی کوئی پٹی نہیں بندھی مس ذیمل نور۔"

زیان غصّے سے بولا۔

"اچھا اگر نقلی دوستی کی پٹی نہیں بندھی تو جب میں تمہارے پاس تمہارے دوست کے کرتوت لے کر آتی تھی تب تم کیوں جھٹلاتے تھے؟ کیوں یقین نہیں کرتے تھے؟"

ذیمل بھی اُسی انداز میں غصّے سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ تم جھوٹ بولتی تھی۔ تم اُس پر الزام لگاتی تھی۔ آریان کوئی غلط کام نہیں کرتا تھا۔ تم ہماری دوستی سے جلتی تھی۔ تم مجھ سے زیان میر سے جلتی تھی اور اب بھی جلتی

ہو۔"

زیان کی بات پر ذیمل کے علاوہ باقی پانچوں نے افسوس سے سر ہلایا۔ جبکہ ذیمل بے یقینی سے زیان کو دیکھ رہی تھی۔

"میں جلتی تھی تم سے.... زیان میں۔"

ذیمل ابھی بھی بے یقین تھی۔ زیان کیسے کہہ سکتا تھا کہ ذیمل اُس سے جلتی تھی۔ ایک ذیمل ہی تو تھی جو کبھی زیان سے نہیں جل سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"واہ زیان آئی ایم سرپرائزڈ۔ تھینکیو مسٹر زیان یہ بتانے کیلئے کہ میں تم سے جلتی ہوں۔ خیر جو بات میں یہاں بتانا چاہتی تھی مجھے نہیں لگتا اب اُس کا کوئی فائدہ ہے۔ کیونکہ

میں مسٹر زیان سے جیلس ہوتی ہوں تو میری باتوں کا بھی اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

ذیمل بے تاثر لہجے میں کہتی زیان کو نظریں چُرانے پر مجبور کر چکی تھی۔ذیمل اپنی بات کہتی رُکی نہیں بلکہ سیدھا اندر چلی گئی۔

"تم نے زیان کبھی ذیمل کو سمجھا ہی نہیں ہے۔اگر تم اُسے سمجھتے نا تو آج یہ بے مقصد دعوے نا کر رہے ہوتے۔چلو روحا ہم اپنی دوست سے ملنے آئے تھے۔اُسی کے پاس چلتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

سبحان سنجیدگی سے کہتا روحا کو ساتھ لیے ذیمل کے پیچھے اندر چلا گیا۔اُن دونوں کے جانے کے بعد زیان کی نظروں کا مرکز دانیہ تھی جو افسوس بھری نظروں سے اپنی بھائی کو دیکھ

رہی تھی۔

"بولو اب تم بھی بول لو۔ کہیں کوئی کسر نا رہ جائے۔"

زیان نے اُسے دیکھتے کہا۔

"مجھے صرف اتنا کہنا ہے بھائی آپ بہت پچھتاؤ گے۔ کسی کو اتنا بھی نہیں آزمانا چاہیے کہ وہ اُس ازیت کا عادی ہو جائے۔ ذیمل آپی بے قصور ہیں یہ کوئی اندھا بھی بتا سکتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں ہاں ایک وہی بے قصور ہے۔ ساری غلطی تو میری ہے نا۔ میں کیسے کہوں کے آریان غلط ہے۔ چلو فرض کیا وہ غلط ہے بھی تو ذیمل پھر بھی قصوروار ہے۔ کیونکہ ہر بات میں

غلطی صرف اور صرف ذیمل کی ہے۔"

"بہت ہو گیا ہے بھائی۔آپ ذیمل آپی کی تذلیل نہیں کر سکتے۔میں دعا کروں گی کہ آریان کا گھٹیا چہرہ جلد آپ کے سامنے آئے۔اور کچھ اثر نہیں کرنے والا آپ پر۔"

دانیہ بھی اپنی بات ختم کرتی اندر چلی گئی۔دانیہ کے جانے کے بعد زیان گھاس پر نظریں جمائے فائق کی باتیں سننے کا انتظار کرنے لگا۔

"میں نے سی سی ٹی وی فوٹیج نکلوانے کی کوشش کی تھی۔مگر ایک سال گزرنے کے بعد فوٹیج ملنا ناممکن ہے۔"

www.novelsclubb.com

فائق کی بات پر زیان چونکا۔وہ سمجھا تھا اب فائق بھی سب کی طرح اُسے باتیں سنائے گا۔

"مگر میں ہر ممکن کوشش کر رہا ہوں کہ کوئی ثبوت ہاتھ لگے۔مل گیا تو جلد بتاؤں گا۔"

فائق بھی اپنی جگہ سے اُٹھا اور باقی سب کے پیچھے اندر چلا گیا۔پیچھے زیان اور اُس کی اُلجھی ہوئی سوچیں تنہا رہ گئیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"سفرِ زندگی اتنا نا تھکا

مجھے خود میں اتنا نا اُلجھا

ہر چیز سے مجھے مت آزما

کانٹوں پر مجھے مت چلا

انجان راہوں پر مت تھکا

www.novelsclubb.com

مجھے گمنام مت بنا

دو پل کی زندگی سے مت لڑا

حوصلے میرے مت گھٹا

ہار رہا ہوں خود کو

www.novelsclubb.com

مجھے مت مٹا"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اب کیا کرنا ہے؟زیان تو کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

سبحان ذیمل کو دیکھتے بولا۔زیان کے علاوہ باقی سارے اب اندر کمرے میں بیٹھے تھے۔

"کیا بات تھی ذیمل جو تم اُس وقت بتانے والی تھی؟"

فائق نے سوال کیا۔

"اگر تم سب وعدہ کرتے ہو کہ یہ بات راز رہے گی تو میں ضرور بتاؤ گی۔"

ذیمل کے کہنے پر سب نے یک زبان وعدہ کیا۔

"ہانیہ زندہ ہے۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل نے بے تاثر لہجے میں اُن چاروں کے سروں پر بم پھورا۔چاروں پھٹی پھٹی نظروں سے اُسے دیکھنے لگے۔

"ہانی آپی زندہ....ایسے کیسے ہو سکتا ہے....مطلب وہ ایک سال بعد...زندہ وہ۔"

دانیہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی جو کیا کہے۔کن الفاظوں کا استعمال کرے۔

"ہاں وہ زندہ ہے۔وہ کبھی مری ہی نہیں تھی۔ایک سال سے وہ زندہ تو ہے مگر....."

www.novelsclubb.com

ذیمل نے بات اُدھوری چھوڑی۔ضبط سے ایک بار پھر اُس کی آنکھیں لال ہو چکی تھی۔

"مگر کیا ذیمل؟؟؟"

روحا بے چینی سے بولی۔

"مگر اُس کی حالت بہت بُری ہے۔وہ سانسیں تو لے رہی ہے مگر معلوم نہیں کب تک۔شی اِزاِن کومہ۔"

اُس نے بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کیے۔

www.novelsclubb.com

"یہ بات کسی کو معلوم نہیں ہونی چاہیے۔خاص طور پر اُس آریان اور زیان کو۔زیان چونکہ آریان کو ابھی بھی بے گناہ مانتا ہے تو میں زیان کو بتانے کا رسک نہیں لے سکتی۔"

ذیمل آنسو اپنے اندر انڈیلتے بولی۔

"ہم میں سے کوئی بھی یہ بات کسی کو نہیں بتائے گا ذیمل آپی آپ بے فکر رہیں۔بس یہ زیان بھائی کے چمچے آئی مین فائق بھائی کو بھی سمجھا دیں۔"

دانیہ کے ایک دفعہ پھر بھائی کہنے پر ساتھ بیٹھے فائق کا دل کیا اُسے اُٹھا کر باہر پھینک آئے۔فائق کی شکل دیکھ کر ذیمل نے بڑی مشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔

"خیر پلین سُن لو....."

www.novelsclubb.com

سارا پلین چاروں کو بتانے کے بعد ذیمل اُن کی ردِ عمل کا انتظار کرنے لگی۔

"اِس میں بہت خطرہ ہے ذیمل۔ایک دفعہ پھر سوچ لو۔"

فائق فکر مندی سے بولا۔

"اب سوچنے کا وقت نہیں بچا فائق۔بس اب کرنے کا وقت ہے۔"

ذیمل پختہ لہجے میں بولی۔

"تو ٹھیک ہے ہم چاروں تمہارے ساتھ ہیں۔زندگی کی ہر موڑ پر تم سب چاروں کو مخلص اور اپنے ہمقدم پاؤ گی۔تم اکیلی مصیبت نہیں اُٹھاؤ گی۔ہم سب مل کر ہر مشکل کا سامنا کرے گیں۔وعدہ ہے یہ ہمارا۔"

سبحان نے کہتے ہی اپنا ہاتھ آگے کیا اور سب کی طرف دیکھا۔ سبحان کی ہاتھ پر پہلے روحا نے ہاتھ رکھا پھر دانیہ نے پھر فائق نے اور سب سے آخر میں ذیمل نے رکھا۔ ذیمل نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے سب کی طرف دیکھا۔ اور سب ایک ساتھ بولے۔

"جیے گیں مرے گیں سب ساتھ چلیں گیں

گریں گیں اُٹھیں گیں ہم ہر مشکل سے لڑیں گیں۔"

www.novelsclubb.com

بچپن سے وہ سب جب بھی کوئی کام کرتے تھے یہی بات دہراتے تھے۔چاہے پھر اُس کام کو کرنے میں کتنی ہی مشکل کیوں نا ہو وہ سب ساتھ ہی کرتے تھے۔آج بھی بے شک وہ پانچ تھے۔مگر آج پھر اُنہیں ایک ساتھ چلنا تھا اور ہر مشکل سے لڑنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

کھنکھتی ہنسی چاروں طرف گونج رہی تھی۔کوئی ہنس رہا تھا۔ہنسی کے سُر بھی اتنے خوصورت کے سننے والا بھی مگن ہو کر سنے۔

"میں بادل بننا چاہتی ہوں جو ہوا کے ساتھ اُڑتا رہتا ہے۔"

کھلکھلاتی ہوئی وہ بادل بننے کی خواہش کر رہی تھی۔ جبکہ وہ جانتی تھی بادل بننا اُس کے بس میں نہیں تھا۔

ذیمل نے اُس کی طرف دیکھا وہ سفید فراک میں سر پر تاج پہنے بہت خوبصورت شہزادی لگ رہی تھی۔ ذیمل نے بے اختیار ماشاءاللہ پڑھا۔

"ہانی اتنا مت تیار ہوا کرو۔ نظر لگ جاتی ہے۔ اور بادل کوئی بھی نہیں بن سکتا۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل نے اُسے سمجھایا۔ اُس کی بات پر ہانیہ پھر سے کھلکھلائی۔

"پر میں تو بلکل بھی تیار نہیں ہوئی۔"

اُس نے صحیح کہا تھا وہ کسی بھی آرائش سے بلکل پاک تھی۔ مگر پھر بھی اُس کے پاکیزہ چہرے پر چمک تھی۔ذیمل کو کچھ کھٹکا۔

"اور میں تو بادل بن چکی ہوں۔دیکھو میں ہواؤں کی ہمسفر بن چکی ہوں۔"

کِھلکھلاتی ہوئی وہ نظروں سے اُوجھل ہوتی جا رہی تھی۔ذیمل نے اُسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ واقع بادل کی طرح غائب ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہانی....."

پسینے میں بھیگی وہ ایک جھٹکے سے اُٹھی۔ گہرے گہرے سانس لیتی اُس نے آس پاس دیکھا وہ صرف ایک خواب تھا۔ ہانیہ وہاں کہیں نہیں تھی یا شاید وہ سچ میں بادل بن گئی تھی۔

دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتی وہ کھڑکی کی طرف بڑھی۔ کھڑکی کھولتے ہی چاند کی تلاش میں اُس نے چاروں طرف نظریں گُھمائی۔ مگر شاید چاند کو بھی آج بادلوں نے چُھپا لیا تھا۔ اُداسی سے سر جھٹکتی اُس نے کھڑکی بند کی اور جوتے پہنتی باہر کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اِس وقت فارم ہاؤس میں ہی تھی۔ باقی سب سو رہے تھے۔ سو تو وہ بھی رہی تھی مگر کچھ خوبصورت ازیتوں نے اُسے جاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ تین بجے کا وقت تھا اور پورا فارم ہاؤس میں سناٹا تھا۔ گہری خاموشی کہ ذیمل کے قدموں کی آواز بھی صاف سنائی دے رہی

تھی۔ باہر کا دروازہ کھولتی وہ تھوڑی ہی دیر میں گارڈن میں جھولے پر موجود تھی۔ یہ جگہ اُس کی سب سے زیادہ پسندیدہ تھی۔ وہ اکثر یہی بیٹھتی تھی۔ اور ہانیہ اُس کو چڑانے کیلئے اُس کی جگہ پر بیٹھ جاتی تھی۔ جس پر دونوں خوب لڑتے تھے۔

"ہانیہ یہ میری جگہ ہے اُٹھووووو۔"

ذیمل اُس کا بازو جھنجھورتی چِلائی۔ جبکہ وہ کانوں پر ہاتھ رکھے اُسے مزید چِڑا رہی تھی۔

آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو صاف کرتی وہ آنکھیں موند کر یادوں کے سمندر میں کھوئی ہوئی تھی۔ اُس حادثے نے ذیمل کو صرف آنسو دیے تھے تکلیف دی تھی۔ خوشی تو اُس سے روٹھ چکی تھی۔ اُس کی جان ہانیہ کو اُس سے جدا کر دیا گیا تھا۔ اُس رات سے پہلے اُس نے کتنی بار زیان کو سچ بتانے کی کوشش کی تھی۔ مگر اُس نے ہر بار ذیمل کو جھٹلایا۔ ہر بار

اُس کی بات کی نفی کی۔وہ تواُس کا ذی تھا۔اُس کے ذی نے ہی اُسے غط سمجھا۔

آنکھیں کھولتی وہ تلخی سے مسکرائی۔

"انسان جب اپنا درد چھپانا سیکھ جاتا ہے نا تو وہ ہر حال میں مسکرانا جانتا ہے۔پھر چاہے وہ اذیت کی آخری حد پر ہی کیوں نا ہو۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل بھی اِس وقت ازیت کی آخری حد پر تھی۔زیان نے اُس کا بھروسہ توڑ کر اُسے توڑا تھا۔بہت مشکل سے وہ دوبارہ جڑی تھی۔پُرانی ذیمل تو کب کی مر چکی تھی۔یہ تو نئی ذیمل

تھی جو مغرور شہزادی تھی۔جواب کسی کو بھی خود کو توڑنے نہیں دیتی تھی۔

"بھروسہ ہر رشتے کی پہلی سیڑھی ہوتا ہے۔جب آپ کسی پر بھروسہ کرنے لگتے ہیں تو آپ اپنی ساری اُمیدیں اُسی سے لگانے لگ جاتے ہیں۔پھر جب وہ شخص آپ کا بھروسہ توڑتا ہے تو آپ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔کریں بھروسہ ضرور کریں لیکن اُس سے اپنی ساری اُمیدیں وابستہ نا کریں۔تاکہ اگر وہ آپ کا بھروسہ توڑے بھی تو آپ میں اتنی ہمت ہو کہ آپ خود سے نظریں ملانے کے قابل رہیں۔اپنی زندگی کی ڈور خود سنبھالیں۔دوسروں کو اِس کا اختیار مت دیں۔"

www.novelsclubb.com

اپنی زندگی کی ڈور وہ خود سنبھال چکی تھی۔اب وہ دنیا کے مطابق نہیں چلتی تھی دنیا اب اُس کے مطابق چلتی تھی۔اُس کو توڑنے کا اختیار اب کسی کے پاس نہیں تھا کسی کے بھی پاس نہیں تھا۔اُس کے خود کے پاس بھی نہیں۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

کانوں میں ایئر فون لگائے وہ تیز تیز بھاگ رہا تھا۔ بلیک کلر کا جوگنگ سوٹ پہن کر وہ صبح صبح جوگنگ کیلئے آیا تھا۔ کالی آنکھوں میں پڑتی سورج کی کرنیں اور ماتھے پر بکھرے پسینے میں بھیگے بال اُس مزید پُرکشش بنا رہے تھے۔ دو تین چکر لگاتے اُس نے اپنی سپیڈ اور تیز کی۔ جیسے وہ کسی چیز سے بھاگنے کی کوشش میں ہو۔ ہاں وہ بھاگنا ہی تو چاہتا تھا اپنے آپ سے۔ سب سے بے نیاز ہو کر وہ ذیمل کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ زیان کے دماغ میں آریان کی باتیں بھی گونجنے لگی۔

"زیان یار تو بس اُسے کچھ نہیں کہے گا وہ کم عمر ہے نا سمجھ ہے تبھی ایسی باتیں کرتی ہے۔ اور ویسے بھی میں تو بس ہانی سے محبت کرتا ہوں۔ تو پریشان نا ہو۔"

www.novelsclubb.com

آریان کی بات یاد کرتے زیان ایک دم رُکا۔اگر آریان ہانیہ سے محبت کرتا تھا تو ذیمل کے ساتھ اُس رات کیا بات کر رہا تھا۔آخر سچ کیا ہے؟

"کیا سوچ رہے ہو باس؟"

فائق نے پیچھے سے زیان کو دبوچا۔

"فائق اگر آریان ہانیہ سے محبت کرتا تھا اور اُس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔تو وہ اُس رات ذیمل کے کمرے میں اُس سے کیا بات کر رہا تھا؟"

www.novelsclubb.com

زیان کی بات پر فائق مسکرایا۔

"بیٹا یہی تو سوچنے کی بات ہے۔ سوچ سوچ اور ملاتا جا کڑیاں۔ دیکھنا سچ بہت جلد تیرے سامنے ہو گا۔"

فائق سکون سے بولا۔ جبکہ زیان کا دماغ مزید اُلجھ چکا تھا۔

"ذیمل مجھے کہتی تھی کہ آریان اُسے تنگ کرتا ہے۔ جبکہ آریان مجھے کہتا تھا ذیمل کم عمر ہے نا سمجھ ہے وہ ذیمل کو ہانیہ سمجھ کر یہ کہتا تھا اور ذیمل اُسے غلط سمجھتی تھی۔ اور وہ آریان کو پسند کرتی تھی۔ جبکہ محبت وہ مجھ سے کرتی تھی۔"

www.novelsclubb.com

زیان بہت بُری طرح اُلجھ چکا تھا۔ اُسے جلد از جلد یہ کڑیاں سُلجھانی تھی۔

"زیان کیا تجھے واقع لگتا ہے ذیمل آریان کو پسند کرتی تھی۔اور ہانیہ بن کر آریان سے ملتی تھی؟؟؟"

فائق عام سے لہجے میں بولا۔

"نہیں ذیمل ایسی نہیں ہے۔اُس نے تو کبھی مجھ سے نہیں کہا کہ وہ مجھے پسند کرتی ہے یا مجھ سے محبت کرتی ہے۔پھر آریان سے.....آہہہہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔"

زیان بینچ پر بیٹھا اپنے سر دونوں ہاتھوں میں گرا چکا تھا۔فائق نے اُسے تسلی دیتے ہوئے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

www.novelsclubb.com

"سب ٹھیک ہو جائے گا یار۔ فکر نا کر۔ بُرائی جتنی بھی طاقتور ہو ایک دن ختم ہو جاتی ہے۔"

فائق اُس سے ساتھ بیٹھ گیا۔ جبکہ زیان ابھی تک اُسی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔ اُسے اب سچ تلاشنا تھا۔ اپنی اُلجھنوں کو ختم کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"جانِ میری جانِ من..... بچپن کا پیار میرا بھول نہیں جانا رے۔"

روحا کو دیکھتے سبحان شوخی سے گنگنایا۔

"کون سا پیار؟"

اُس نے آئیبرو اچکا کر سبحان کو گھورا۔

"بچپن کا پیار جو میں تم سے کرتا ہوں جانِ من... جانِ تمنا۔"

سبحان آنکھ مار کر بولا۔ فائق نے سبحان کا کان مڑورا۔

"ہاں بے کون سے والے بچپن کے پیار کو یاد کر رہا ہے تو؟"

فائق اُس کا کان چھوڑتا گلے کے گرد گھیرا تنگ کر چکا تھا۔

"وہی بچپن کا پیار جو تجھے ابھی نہیں ملا اور مجھے مل گیا ہے۔ تیرے بچپن کے پیار نے تو تجھے بھائی بنایا ہوا ہے۔"

سبحان کی بات پر فائق نے پسٹپاتے ہوئے اُسے چھوڑا۔اور چور نظروں سے زیان اور دانیہ کو دیکھا جو اپنے اپنے موبائل پر مصروف تھے۔فائق نے شکر کا سانس لیا کہ دونوں میں سے کسی نے اُس کی بات نہیں سُنی۔پھر سبحان کو گھورا جو دانت نکال کر اُسے چِڑا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اوکے گائز چلیں۔"

مہرون کلر کی شرٹ کے ساتھ وائٹ پینٹ پہنے ذیمل کا رنگ مزید نکھرا ہوا لگ رہا تھا۔

"کدھر چلنا ہے مادام؟"

سبحان بولا۔

"گھر جانا ہے۔دو منٹ میں روحا اور سبحان تم دونوں باہر ہو۔مجھے گھر ڈراپ تم دونوں نے کرنا ہے۔"

آنکھوں پر گلاسز پہنتے اُس نے حکم دیا۔

"واہ ہم تمہارے نوکر ہیں۔آئی کیسے تھی یہاں؟"

سبحان نے آنکھیں گُھمائی۔

"دِس از نن آف یور بزنس مسٹر سبحان ملک۔چلنا ہے تو منہ سے پھوٹو ورنہ میں فائق کے ساتھ جا رہی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

انگلی سی گلسز نیچے کرتی وہ سبحان کو گھور کر بولی۔

"اچھا چلیں شہزادی صاحبہ۔ معاف کیجیے گا مجھ ناچیز سے غلطی ہو گئی۔"

سبحان ہاتھ جوڑ کر ڈرامائی انداز میں بولا۔ باقی سب نے اُس کی ایکٹنگ پر ہنسنے لگے۔

"تم ہو ہی گستاخ۔ آئندہ بولنے سے پہلے سوچ لینا غلام۔ ورنہ تمہاری زبان جلادوں گی۔"

گلاسز واپس آنکھوں پر سیٹ کرتے اُس نے اپنے براؤن بالوں کو جھٹکا۔ زیان نے اُس کے انداز پر مسکراہٹ روکی۔

www.novelsclubb.com

"ایک منٹ تم برباد کر چکے ہو نالائق غلام فوراً گاڑی میں پہنچو۔ میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے ہنہہ۔"

مغرورانہ چال چلتی وہ باہر گاڑی کی طرف بڑھ چکی تھی۔ جبکہ سبحان اپنی اتنی بے عزتی پر منہ کھولے کھڑا تھا۔

"یہ تو سچ میں شہزادی بنتی جا رہی ہے۔"

وہ صدمے سے بولا۔ روحا اُسے چھوڑتی باہر چلی گئی تھی۔

"تمہارے پاس صرف آدھا منٹ بچا ہے غلام۔ ورنہ گاڑی کی چابی میرے پاس ہے۔ میں چلی جاؤں گی۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل باہر سے چلا کر بولی۔ سبحان نے چابی کی تصدیق کیلئے جیب میں ہاتھ مارا چابی واقع غائب تھی۔ گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنتے وہ تیزی سے باہر بھاگا۔ اِس سے پہلے

گاڑی چلتی وہ بیک ڈور کھول کر بیٹھ چکا تھا۔

"کچھ نہیں ہو سکتا اِنکا۔"

فائق اُن کی گاڑی کو دیکھتا بولا۔

"بھائی ہمیں بھی اب چلنا چاہیے۔"

دانیہ کی بات پر زیان اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور فائق اپنی گاڑی میں بیٹھا۔ دونوں گاڑیاں فراٹے بھرتی اپنی اپنی منزلوں پر روانہ ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چونکہ آج اتوار تھا اِس لیے حیدر میر اور فہد میر بھی گھر پر ہی تھے۔شام کی چائے کیلئے سب ایک ساتھ لاونج میں بیٹھے تھے۔جب ذیمل اپنا بیگ گھسیٹتی نیچے آئی۔

"کہاں جا رہی ہو تم؟"

www.novelsclubb.com

اقرا میر نے حیرت سے اُسے بیگ کے ساتھ تیار دیکھا۔صبح فارم ہاوس سے آتے ہی ذیمل اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔اور اب جب باہر نکلی تو بیگ کے ساتھ کہیں جانے کی تیاری

میں تھی۔

"میں سبحان اور روحا کے ساتھ اسلام آباد جا رہی ہوں۔ یہاں کی روٹین سے میں بہت بور ہو چکی ہوں تو کچھ دن کیلئے آؤٹنگ پر جا رہی ہوں۔"

بیگ کو سائیڈ پر کھڑا کرتی وہ اطمینان سے بولی۔

"کہیں نہیں جا رہی تم۔ غضب خدا کا اکیلی لڑکی اب گھومنے کیلئے دوسرے شہر جائے گی۔ جب ہم سب جائیں گیں تو چلی جانا۔ اتنی دور اکیلے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

اقرا میر غصّے سے بولی۔ذیمل نے مدد طلب نظروں سے فہد میر کو دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے اقرا۔ خبر دار کوئی نہیں روکے گا میری بیٹی کو۔ذیمل گڑیا جہاں جانا ہے جاؤ۔بس اپنا خیال رکھنا اور سیل فون آف مت کرنا۔"

فہد میر کی بات پر ذیمل فاتحانہ نظروں سے اقرا میر کو دیکھتی سب کو خدا حافظ کہتی چلی گئی۔زیان نے سنجیدگی سے یہ منظر دیکھا۔

"حد ہے فہد لڑکی ذات ہے وہ۔کچھ تو خیال کریں۔الٹا آپ مجھے روک رہے ہیں۔پہلے بھی جو ہوا اِسی روک ٹوک نا کرنے کی وجہ سے ہوا تھا۔"

www.novelsclubb.com

"اقرا...."

فہد میر گرج کر بولے۔اقرا میر جو اپنے رو میں بول رہی تھی ایک دم چونکی۔فہد میر پر نظر پڑتے اُنہوں نے شرمندگی سے نظریں چُرائی۔شاید غصّے میں کچھ زیادہ بول گئی تھی۔مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

"اب تم کہاں جا رہی ہو؟"

دانیہ کو باہر جاتا دیکھ زیان نے روکا۔

www.novelsclubb.com

"روحا آپی کی طرف جا رہی ہوں کچھ کام ہے۔پھر وہ اسلام آباد چلی جائیں گیں۔"

بِن مڑے وہ کہتی چلی گئی۔

"یہ ہماری گھر کی لڑکیوں کو ہو کیا گیا ہے؟اللہ رحم کرے بس۔"

فریحہ میر ہلکی آواز میں بڑبڑائی۔جو ساتھ بیٹھے زیان کو باخوبی سُنائی دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہ پانچوں دائرے کی صورت میں ٹیبل کے گرد بیٹھے تھے۔ویٹر کو کھانے کا آرڈر دینے کے بعد فائق نے بات کا آغاز کیا۔

"زیان سے بچنے کیلئے ہم نے ریسٹورنٹ میں پرائیویٹ کیبن تو بُک کر لیا ہے۔لیکن ہم کب تک ایسے کریں گیں؟"

"ہاں زیان بھائی سے بچ جائیں گیں لیکن اگر آریان نے دیکھ لیا تو..."

"یہ بس پہلی اور آخری بار تھا میں ویسے بھی اسلام آباد جا رہی ہوں۔روحا اور سبحان میرے ساتھ ہی ہوں گیں۔اگلی بار دانیہ تم اور فائق چلنا۔تاکہ ہانیہ سے مل سکو۔اور کسی کو شک بھی نا ہو۔"

www.novelsclubb.com

"ہانیہ اسلام آباد میں پہنچی کیسے ؟اور وہ اُس کی موت... وہ سب کیا تھا؟"

روحا کی بات پر ذیمل کی آنکھوں کے سامنے وہی واقعہ گھوما۔

(ماضی)

www.novelsclubb.com

"یہ بات اُسی حادثے کی رات کی ہے جب ہانیہ نے چھت سے کود کر خودکشی کی تھی۔ہاسپٹل میں ڈاکٹر اُسے بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔چونکہ اُس کے سر کی پچھلے

حصّے ہر بہت گہری چوٹ لگی تھی۔اِس لیے اُسے ہوش نہیں آ رہا تھا۔ایک ہفتے ہو گیا تھا مگر اُسے ہوش نہیں آیا تھا۔اُس دن سب ہی گھر پر تھے۔ہاسپٹل میں صرف ذیمل اور زیان موجود تھے۔جب ہانیہ کو ہوش آیا۔زیان چونکہ کسی کام سے گیا تھا تو ذیمل اُس سے ملنے گئی۔بہت ساری مشینوں میں جکڑی وہ بہت کمزور لگ رہی تھی۔اتنی انچائی سے گرنے کی وجہ سے ہانیہ کے چہرہ پر کافی چوٹیں آئیں تھیں جس کے باعث اُس کا چہرہ بلکل بھی پہچانہ نہیں جا رہا تھا۔پورا چہرہ پٹیوں میں جکڑا تھا۔

"ہانیہ..."

www.novelsclubb.com

ذیمل کی انکھوں سے آنسو ٹوٹ کر موتیوں کی طرح گر رہے تھے۔

"نور وہ مجھے ممار دے گا۔ مجھے بچا للو۔"

صرف یہی جملہ بامشکل ہانیہ کے ہونٹوں سے ادا ہوا۔اُس کے بعد وہ بلکل خاموش ہو گئی۔ذیمل نے پاس کھڑے ڈاکٹر کو بُلایا۔اِس وقت آن ڈیوٹی ڈاکٹر بہرام شاہ تھا۔ جنہوں نے ہانیہ کو دیکھنے کے بعد بتایا کہ وہ کومہ میں جا چکی ہے۔ڈاکٹر بہرام شاہ ڈیشنگ پرسنیلٹی کا مالک بلکل ینگ ڈاکٹر تھا۔جسے نجانے کیوں اِس کانچ کی گڑیا کو اِس حال میں دیکھ کر افسوس ہوا۔

"دیکھیے مجھے نہیں معلوم یہ کب ہوش میں آئیں گیں۔اب بس ہمت کریں۔اور دعائیں کریں۔ویسے یہ کس سے اتنی خوفزدہ تھیں؟"

www.novelsclubb.com

بہرام کے پوچھنے پر ذیمل کی آنکھوں کے سامنے آریان کا چہرہ آیا۔ نجانے اتنی کمت کہاں سے ذیمل میں آئی کہ اُس نے ڈاکٹر بہرام سے مدد مانگی۔

"ڈاکٹر پلیز آپ میری مدد کریں۔اگر آپ مدد کریں گیں تو شاید میری بہن بچ جائے گی۔"

"دیکھیے میں آپ کی مدد ضرور کروں گا آپ بتائیں میں آپ کے کیا کام آسکتا ہوں۔"

بہرام شاہ کے ہامی بھرنے پر ذیمل نے پلان اُنہیں بتایا۔ فہد میر ہر ماہ دونوں بہنوں کے اکاونٹ میں کافی زیادہ رقم ٹرانسفر کرواتے رہتے تھے۔اِس لیے ذیمل کو پیسوں کی بلکل بھی فکر نہیں تھی۔کافی منتوں کے بعد آخر بہرام شاہ مان ہی گیا۔وہ اسلام آباد کے بہت بڑے ہاسپٹل کا مالک تھا۔اور اب وہ واقع ہانیہ کو ٹھیک دیکھنا چاہتا تھا۔ تبھی اُس کے

ریفرنس سے ہانیہ کو اسلام آباد شفٹ کیا گیا۔اور ہانیہ کی جگہ کسی دوسری نامعلوم مردہ لڑکی کی لاش کو ہانیہ بنایا گیا۔ہانیہ کا چہرہ زخمی ہونے کے باعث پہچانہ نہیں جارہا تھا اِسی بات کا ذیمل نے فائدہ اُٹھایا۔

اوراِس طرح دنیا کی نظر میں ہانیہ مر گئی تھی جبکہ اصل ہانیہ زندہ تھی۔جو اسلام آباد میں بہرام شاہ کے ہوسپٹل میں اب بھی ریزِ علاج ہے۔"

اپنی بات مکمل کرتی ذیمل نے گہرہ سانس لیا۔یہ سب کرنا اُس کیلئے بھی آسان نہیں تھا۔کالی آنکھیں ہمیشہ کی طرح ضبط سے سُرخ ہو چکی تھی۔ویٹر کب کا کھانا رکھ کر جا چکا تھا۔جواب ٹھنڈا ہو گیا تھا مگر کوئی بھی اُس کی طرف متوجہ نا تھا۔

www.novelsclubb.com

"فلائیٹ کا ٹائم ہو چکا ہے۔ ہمیں اب چلنا چاہیے۔"

آنکھوں پر گلاسز لگاتی وہ ایک دفعہ پھر اپنے خول میں سمٹ چکی تھی۔اُس کی پیروری کرتے روحا اور سبحان بھی اُٹھے۔

"ذیمل ہم سب تمہارے ساتھ ہیں خود کو تنہا مت سمجھنا۔

فائق کی بات پر ذیمل نے سر ہلایا۔اور باہر کی طرف بڑھی۔ جبکہ فائق بھی دانیہ کو گھر چھوڑنے کی نیت سے اُٹھا۔اور وہ دونوں بھی باہر کی طرف بڑھے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ذیمل آپی کتنی بہادر ہیں نا۔ ہم ایسے اُنہیں مغرور سمجھتے ہیں۔ مگر یہ تو اُنہوں نے خود پر خول چڑھایا ہوا ہے۔ وہ اب بھی وہی نرم دل والی ذیمل آپی ہیں۔"

فائق اُسے گھر چھوڑنے جا رہا تھا جب دانیہ بولی۔ فائق نے ڈرائیو کرتے ایک نظر اُسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں سہی کہا اگر ذیمل اُس وقت ہمت نا کرتی تو شاید ہانی آج نا ہوتی۔"

"کاش ہانی آپی جلدی ٹھیک ہو جائیں۔"

"انشاءاللہ وہ جلد ہم سب میں موجود ہو گی۔"

"مجھے بھی ملنا تھا اُن سے۔"

"دانی ذیمل نے بولا ہے نا اگلی بار ہم دونوں جائیں گیں ہانیہ سے ملنے۔"

فائق کے دانی کہنے پر دانیہ کے دل نے ایک بیٹ مِس کی۔دل کو نظر انداز کرتی اُس نے ہاتھ بڑھا کر میوزک آن کیا۔

"دل کو دل سے کچھ ہے کہنا

دل سے اب دور نا رہنا

دل کی یہی گزارش ہے

میرے دل کو تیرے دل کی ضرورت ہے

میرے دل کو تیرے دل کی ضرورت ہے..."

گانے کے بول دانیہ کو اپنے دل کی آواز لگی۔چور نظروں سے اُس نے فائق کو دیکھا جو ہلکی آواز میں گانے کے ساتھ ساتھ گنگنا رہا تھا۔دانیہ نے گھبرا کر نظروں کا زاویہ بدلا۔کچھ دن

سے اپنے دل کے بدلتے حالات پر وہ بہت حیران تھی۔دل کو چُپ کراتی وہ خاموشی سے باہر دیکھنے لگی۔ہانیہ اور ذیمل کے ساتھ جو ہوا اُس کے بعد اُسے محبت لفظ سے بھی خوف آتا تھا۔فائق کیلئے جو اُس کے دل میں ہلچل ہو رہی تھی وہ سہی نہیں تھی۔

"کہیں اُسے فائق سے.....نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔"

اپنی سوچوں کو جھٹلانے کی کوشش کرتی وہ اب بھی باہر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔محبت کا لفظ وہ زبان پر لانا بھی نہیں چاہتی تھی۔اِس لیے اپنے دل اور دماغ دونوں کو جھٹلا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ذیمل، روحااور سبحان اسلام آباد پہنچ چکے تھے۔ہوٹل سامان رکھنے کے بعد وہ سیدھا ہانیہ سے ملنے ہاسپٹل آئے تھے۔ایک نظر ہانیہ کو بے سُدھ دیکھتے ذیمل بہرام سے ملنے اُس کے کیبن کی طرف گئی۔جبکہ روحااور سبحان ہانیہ کے پاس رُکے۔

"ہیلو ڈاکٹر بہرام۔کیسے ہیں آپ؟"

www.novelsclubb.com

"ذیمل واٹ ہے پلیئزنٹ سرپرائز۔میں بلکل ٹھیک ہوں آپ سنائیں؟"

"میں بھی فٹ الحمدللہ۔ہانیہ کا بتائیں۔کچھ ریکوری آئی اُس میں۔"

دونوں ہاتھ ٹیبل پر ٹکا کر وہ بے چینی سے بولی۔

"دیکھیں اُمید پر تو دنیا قائم ہے۔ریکوری تو آرہی ہے مگر وہ رسپونس نہیں کر رہی۔میری پوری کوشش ہے انشاءاللہ وہ جلد ٹھیک ہو جائیں گیں۔باقی جو اللہ کو منظور۔"

"ہمم انشاءاللہ۔"

www.novelsclubb.com

مختصر سا جواب دیتی وہ خاموش ہو گئی۔کچھ کہنے کیلئے تھا ہی نہیں اُس کے پاس۔وہاں سے اُٹھتی وہ واپس ہانیہ سے ملنے اُس کے روم میں گئی۔

"ذیمل ہانی ایسے بلکل بھی اچھی نہیں لگ رہی۔ کتنی شرارتی تھی نا۔ باتیں تو میڈم کی ختم ہی نہیں ہوتی تھی مگر اب..."

روحا افسردگی سے بولی۔ ذیمل ہانیہ کے قریب اُس کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"وقت ایک سا نہیں رہتا۔ بعض دفعہ یہ آپ سے سارے اختیارات چھین لیتا ہے۔ اور آپ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتے۔"

نظریں جھکا کر وہ بولی۔ روحا اور سبحان نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ روحا نے آگے بڑھ کر ذیمل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے حوصلہ دیا۔

www.novelsclubb.com

"ہم ہوٹل جا رہے ہیں تم چلو گی؟؟؟"

روحا نے اُس کی طرف دیکھا جو اب بھی نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

"نہیں مجھے کچھ دیر ہانی کے پاس رہنا ہے۔"

وہ آہستہ آواز میں بولی۔ سبحان نے سر ہلاتے روحا کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔اور خود بھی باہر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"ذیمل پریشان مت ہونا ہانیہ جلدی ٹھیک ہو جائے گی۔"

روحانزمی سے اُسے کہتی باہر چلی گئی۔اُس کے جاتے ہی آنسو ذیمل کی آنکھوں سے بہنے شروع ہو گئے۔

"بس کرو ہانی اُٹھ جاؤ۔میں تھک گئی ہوں اکیلے لڑتے لڑتے۔سب کو اپنی پاک دامنی کی گواہی دیتے دیتے۔میں اِس جنگ میں ہارنے لگی ہوں۔میں نے اپنے آپ کو کھو دیا اِس جنگ میں۔ہاں میں نے خود کو دوسروں کیلئے بہتر بنانے کی خاطر خود کو کھو دیا۔اپنا اصل کھو دیا۔دوسروں کی نظر میں تو میں پھر بھی اچھی نہیں بنی نا۔دوسروں کو کیا فرق پڑا انہیں کوئی فرق نہیں پڑا۔فرق پڑا ہے تو صرف مجھے۔جو دوسروں کیلئے اچھی بننے کے خاطر اپنا اصل اپنے آپ کو بھولا بیٹھی۔کیا غلطی تھی میری؟بس یہی نا کہ میں انصاف چاہتی تھی۔جو غلط ہمارے ساتھ ہوا تھا اُس کا انصاف چاہتی تھی۔مگر نہیں اِن مطلبی دنیا کے مطلبی لوگوں نے مجھے بدل دیا میری پہچان بدل دی۔مجھے یہ سب کرنے پر مجبور کر دیا۔میں ہار رہی ہوں ہانی۔خدا کا واسطہ ہے میرے ہارنے سے پہلے اُٹھ جاؤ۔یہ نا ہو تمہارے اُٹھنے تک میں اِس

جنگ میں اپنا آپ ہار جاؤ۔"

ذیمل بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔اپنی ہر غم اُسے سنا رہی تھی جو خود بے بس تھے۔ذیمل اپنا ہر درد تو اُسے بتا رہی تھی مگر اُسے یہ معلوم نہیں تھا کومے میں موجود ہانیہ اُس کا ہر درد لفظ بالفظ سُن رہی ہے۔مگر وہ تو خود بے بس تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

زیان آج آفس آیا تھا مگر کسی بھی کام میں اُس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔بار بار ذیمل کی کمی اُسے محسوس ہو رہی تھی۔صبح سے تین بار وہ کافی پی چکا تھا۔فائق کی طرف جانے کا سوچتے

وہ اپنی جگہ سے اُٹھا۔ گاڑی کی چابیاں اور موبائل اُٹھاتا وہ باہر نکلا۔ ابھی وہ باہر پہنچا ہی تھا کہ مین گیٹ پر کسی کو گارڈز کے ساتھ بحث کرتے دیکھا۔ اُس شخص پر نظر پڑتے ہی زیان کے غصّے کا گراف مزید بڑھ گیا۔

"کیا کر رہے ہو تم یہاں؟ ایک بار بے عزتی کروا کے دل نہیں بھرا تھا جو دوبارہ چلے آئے؟"

سُلگتی نگاہوں سے گھورتے وہ سامنے والے سے مخاطب ہوا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے نور سے ضروری کام ہے۔"

اکمل خان ڈھیٹ بنا بولا۔اُس کے نور کہنے ہر زیان کو مزید غصّہ آیا۔اُس نے ایک زوردار پنچ اُس کے منہ پر مارا۔

"ذیمل نور میرا نام ہے اُسکا۔اپنے گھٹیا منہ سے آئیندہ اُسے نور مت کہنا ورنہ زندہ نہیں بچو گے۔"

سرد لہجے میں اکمل خان کے کالر کو پکڑ کر وہ بولا۔

"اور خبردار جو ذیمل یا اِس آفس کے آس پاس بھٹکتے ہوئے نظر بھی آئے۔ورنہ اگلی بار پولیس کے حوالے کروں گا۔"

www.novelsclubb.com

انگلی سے اُسے وارن کرتا تیز تیز قدم اُٹھاتا وہ واپس آفس کے اندر چلا گیا۔فائق سے پھر کبھی ملنے کا ارادہ کرتے اُس نے کام کی طرف متوجہ ہونے کا سوچا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بہرام جو کب سے باہر کھڑا ذیمل کے رونے کی آواز سن کر اُس کے چپ ہونے کا انتظار کر رہا تھا آخر ہمت کرتا اندر آیا۔اُسے آتے دیکھ کر ذیمل نے فوراً اپنی آنکھیں صاف کیں۔

www.novelsclubb.com

"مِس ذیمل پلیز ہمت کریں۔ہانی بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔"

اُس کے ہانی کہنے ہر ذیمل نے چونک کر اُسے دیکھا۔

"پلیز مجھے غلط مت سمجھیے گا۔میں ہانی کو پسند کرتا ہوں اور میں اُسے پوری دنیا کے سامنے اپنانا چاہتا ہوں جب وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔تب تک کیلئے میں ایک ذمہ دار ڈاکٹر کی طرح پوری ایمانداری سے اپنے مریض کا خیال رکھوں گا۔مجھ پر بھروسہ کریں پلیز۔"

سر کو خم دیتا وہ مسکرا کر بولا۔اُس کی آنکھوں میں ہانیہ کی محبت صاف نظر آ رہی تھی۔ذیمل اُس کے ٹھوس لہجے ہر مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"آپ پر بھروسہ ہی تو کر رہی ہوں ایک سال سے۔ ساری سچائی آپ کو بتائی۔ یہ میرا آپ پر بھروسہ ہی تو ہے۔ جانتے ہیں اُس دن میں نے آپ سے ہی کیوں مدد مانگی تھی؟؟؟"

ذیمل نے اُس کے برابر کھڑی ہوتی اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔ بہرام نے ناسمجھی سے اُسے دیکھا۔

"اُس دن میں نے آپ کی آنکھوں میں ہانی کیلئے فکر اور عزت دیکھی تھی۔ اور یہ دونوں چیزیں محبت سے زیادہ اہم ہوتی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل ہاتھ باندھ کر سکون سے بولی۔ بہرام اِس چھوٹی سے لڑکی کے بلکل صحیح اندازہ لگانے سے امپریس ہوا۔ اتنے میں ایک چالیس پینتالیس سال کی عورت اندر آئی۔

"ارے ذیمل اتنے دن بعد آئی ہو۔ کہاں غائب ہو گئی تھی تم لڑکی؟"

وہ مصنوعی خفگی سے بولی۔

"ڈاکٹر عشال آئی ایم سو سوری بس کچھ وجوہات کی وجہ سے نہیں آ سکی۔ آفس جوائن کر لیا ہے میں نے ڈیڈ کا بس اِس لیے۔"

"ڈاکٹر عشال نہیں آنٹی کہو۔ آفس میں تمہارا وہ سڑیل کزن تنگ تو نہیں کرتا۔ اگر کرتا ہے تو بہرام کو بتاؤ۔ ٹھیک کر دے گا میرا بیٹا تمہارے سڑیل کزن کو۔"

www.novelsclubb.com

ڈاکٹر عشال بہرام کی ماں تھی۔ ساتھ میں وہ ہارٹ سپیشلٹ ڈاکٹر تھی۔ وہ دونوں ہی یہاں ہانیہ کا خیال رکھتے تھے تبھی ذیمل نے بہرام اور عشال کو ساری سچائی سے باخبر کر دیا تھا۔

"جی جی میں جانتی ہوں آپ کے بیٹے کو باکسنگ اچھے سے آتی ہے۔ مگر میں کسی سے کم ہوں کیا؟"

ذیمل نے بال جھٹکے تینوں ہی ہنسنے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنے موبائل پر دانیہ کی کال دیکھ کر وہ حیران ہوا۔دانیہ اُسے کبھی کال نہیں کرتی تھی۔فون اُٹھاتے اُس نے کان سے لگایااور سلام کیا۔

"واعلیکم اسلام ممیں دانیہ بول رہی ہوں۔"

اُس کی گھبرائی ہوئی آواز سپیکر سے اُبھری۔

"جی محترمہ آپ کا نمبر میرے فون میں سیف ہے۔"

www.novelsclubb.com

فائق اُس کی بات سے محفوظ ہوتے بولا۔

"وہ میں سوچ رہی تھی ذیمل آپی اسلام آباد پہنچ گئی ہوں گیں۔"

"میں ذیمل کا سیکٹری نہیں ہوں۔میں بھی تمہاری طرح اپنے گھر بے خبر بیٹھا ہوں۔"

"ہاں وہ مجھے لگا آپ کو معلوم ہو گا(اُففف دانیہ کیا سوچ کر کال ملائی ہے۔اب بات کرو نا۔کیا بولو یار کہاں پھنس گئی میں؟)"

پہلے بات فائق سے کہتی دانیہ نے دل میں خود کو کوسا۔

www.novelsclubb.com

"دانیہ اُسے یہاں سے نکلے ہوئے پورا دن ہونے والا ہے۔اور ویسے بھی وہ اسلام آباد گئی ہے فرانس نہیں جو ابھی تک نہیں پہنچی ہو گی۔"

فائق کے دانی کی بجائے دانیہ کہنے پر اُسے بہت بُرا لگا۔ تبھی فائق کو سنانے لگی۔

"ہاں تو آرام سے کہہ دیتے غصّے سے بولنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"میں نے کب غصّہ کیا؟"

فائق اُس کی بچکانا بات پر جی بھر کر حیران ہوا۔ ایک تو پہلی دفعہ دانیہ نے خود اُسے فون کیا اور اب اُلٹا اُس سے ہی ناراض ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں نہیں آپ نے کچھ نہیں کہا میں نے ہی سب کیا ہے۔ معافی چاہتی ہوں آپ کو فون ملا کر آپ کا وقت برباد کیا۔ خدا حافظ۔"

کھٹاک سے فون بند ہوا۔فائق نے کان سے فون ہٹا کر فون کو گھورا۔جیسے سامنے فون نہیں دانیہ خود ہو۔

"اِن دونوں بہن بھائی کا سکریو ڈھیلا ہے کیا؟ایک ہر وقت اپنے اندر بھرا مواد میرے سامنے نکالنے بیٹھ جاتا ہے مگر میری سنتا نہیں ہے جبکہ دوسری پہلی دفعہ فون کرتی ہے اوپر سے فضول بات کر کے خود ہی ناراض ہو جاتی ہے۔عجیب یار کہاں پھنس گیا ہوں میں۔یہ بہن بھائی تو مجھے پاگل کر دیں گیں۔"

خود سے بڑبڑاتا وہ دوبارہ دانیہ کا نمبر ملانے لگا۔مگر اُس کا فون سوئچ آف آ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"چلو مہرانی نے فون ہی بند کر دیا۔کیا بنے کا تیرا فائق؟"

فائق فون سائیڈ میں پٹختا کھانا گرم کرنے چلا گیا۔جودانیہ کی کال کے دوران ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ تینوں اسلام آباد کی سڑکوں پر رات کے ایک بجے پیدل چل رہے تھے۔دراصل ذیمل اکیلی باہر جا رہی تھی مگر رات کے اِس وقت روحا اور سبحان نے اُسے اکیلے باہر نہیں جانے دیا۔ذیمل میڈم کی ضد اور غصّے کے نتیجے میں اب وہ تینوں ہی باہر تھے۔ہر طرف خاموشی

تھی۔

"ذیمل تمہیں واقع لگتا ہے ہانی نے خود کشی کی تھی؟"

خاموشی کو سبحان کی آواز نے توڑا۔ذیمل چلتے چلتے رُکی۔یہ سوال اُس کیلئے غیر متوقع تھا۔

"معلوم نہیں..."

مختصر سا جواب آیا۔

www.novelsclubb.com

"پھر بھی جب ہم سب اُدھر پہنچے تھے تب ہمارے ساتھ ہانیہ نہیں تھی تو ہانیہ نے پھر کیسے اور کب خودکشی کی؟؟؟"

سبحان کے دماغ میں مختلف سوال تھے۔

"ماضی کو مت دہراؤ۔ماضی کو دہرانا بہت مشکل ہے۔یہ آپ کے سارے زخم دوبارہ تازہ کر دیتا ہے۔اور پھر اُن زخموں سے تکلیف نہیں اذیت ہوتی ہے۔"

وہ بے تاثر لہجے میں بولی۔

www.novelsclubb.com

"مگر ہانیہ کی خودکشی کی اصل حقیقت معلوم کرنے کیلئے ہمیں ماضی دہرانا پڑے گا ذیمل۔"

روحا کی بات پر ذیمل نے سختی سے آنکھیں میچی۔ سارا ماضی اُس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا۔

(ماضی)

www.novelsclubb.com

(زیان اور ذیمل ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور بڑوں کی رضامندی سے اُنکا رشتہ طے ہو گیا تھا۔ آریان زیان کا یونی فیلو تھا۔ جو بہت ہوشیاری سے اُس کے دوست بننے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ فائق شروع سے ہی آریان سے چڑتا تھا۔ اُس کا کہنا تھا کہ اُن کے گروپ میں کسی دوسرے کی جگہ نہیں ہے۔ زیان، فائق، سبحان، ذیمل، روحا، ہانیہ اور دانیہ یہ اِن سات لوگوں کا گروپ تھا۔ جو آریان کے آنے سے آٹھ ہو گئے تھے۔ آریان کی نیت شروع سے ہی خراب تھی۔ وہ ذیمل کو پسند کرنے لگ گیا تھا۔ اور اُسے ہر حال میں اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا۔ مگر جب اُسے معلوم ہوا کہ ذیمل زیان کی منگیتر ہے اُس نے نیا جال بُننا شروع کر دیا۔ ہانیہ چونکہ اُسے معصوم لگی اِس لیے اُس نے اپنے پلان پر عمل کیلئے ہانیہ کا استعمال شروع کر دیا۔ وہ ہانیہ سے بار بار اظہارِ محبت کرنے لگا۔ شروع میں ہانیہ نے ڈر کر ذیمل کو بتایا اور ذیمل نے جا کر زیان کو مگر زیان پر آریان کی دوستی کی پٹی بندھی تھی۔ جو اُسے کچھ بھی دیکھنے نہیں دے رہی تھی۔

"آریان ہانی کو پسند کرتا ہے۔وہ اُس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

آریان نے پہلے ہی زیان کے کان میں یہ بات ڈال دی تھی۔ تبھی ذیمل کے ہر بار کہنے پر وہ یہی کہتا اور ذیمل بھی چُپ چاپ سُن لیتی۔

یہاں تک کے یہ بات گھر کے بڑوں تک جا پہنچی۔ جس پر مجبوراً آریان کو رشتہ لانا پڑا۔اور اِس طرح آریان اور ہانیہ کا رشتہ طے ہو گیا۔ مگر نظر اُس کی اب بھی ذیمل پر تھی۔ بعض دفعہ وہ ذیمل سے جان بوجھ کر بات کرتا یا اُس کا راستہ روک لیتا تھا۔اور اُس کے غصّہ کرنے پر یہی کہہ دیتا کہ اُسے غلط فہمی ہوئی ہے۔وہ اُسے ہانیہ سمجھا تھا۔ مگر ذیمل کی حس شروع سے ہی تیز تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ کہتا ہے نا کچھ لوگ اپنی طرف بڑھتے خطرے کو پہلے ہی محسوس کر لیتے ہیں۔"

ذیمل کی چھٹی حس نے بھی اُسے کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے دیا تھا۔ وہ اب آریان سے گریز کرنے لگی تھی۔ مگر آریان ہر بار کوئی نا کوئی حرکت کرتا دیتا اور بعد میں اُسے غلط فہمی کا کہہ کر معافی مانگتا تھا۔

دوسری طرف وہ زیان کے کان ذیمل کے خلاف بڑھنے لگا۔ "کہ ذیمل اُسے پسند کرتی ہے۔ اور ہانیہ بن کر اُس سے ملتی ہے۔ مگر جب وہ ذیمل کو پہچان جاتا ہے تو وہ کہ دیتی ہے کہ مزاق ہے یا پرینک ہے۔" زیان کے دماغ میں مسلسل اِس طرح کی باتیں ڈال کر آریان شک کا بیج بو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

اِن سب سے بے نیاز ہانیہ سچ میں آریان سے محبت کرنے لگی تھی۔دن رات وہ بس آریان کے خواب دیکھنے لگی تھی۔اُس کی پسند سے تیار ہوتی اُس سے کال پر باتیں کرتی۔یہ سوچے سمجھے بغیر کے وہ آریان کیلئے صرف ایک مہرہ ہے اور کچھ نہیں۔معصوم سی ہانیہ آریان کا کھیلونا بن چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

فائق بھی کئے بار آریان کو وارن کر چکا تھا۔اور ساتھ میں زیان کو بار بار خبر دار کر رہا تھا مگر زیان کے شک نے اُس سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی چھین لی تھی۔زیان ہمیشہ ذیمل کے سامنے نارمل رہتا تھا مگر اندر ہی اندر وہ ذیمل کو جج کرنے لگا تھا۔آریان کو اب اِس

کھیل میں مزا آنے لگا تھا۔ذیمل کے گریز پر وہ جی بڑھ کر کڑھتا تھا۔

ایک دن تو حد ہی ہو گئی۔آریان نے جان کر ذیمل کا ہاتھ پکڑا۔عین اُسی وقت زیان آ گیا۔یہ بھی آریان کے پلان کا ہی ایک حصّہ تھا۔آریان معصوم بننے کی اداکاری کرنے لگا۔

"سوری نوریہ تم تھی میں سمجھا ہانیہ ہے۔تم نے بھی تو کچھ نہیں کہا۔تم کم از کم بتا ہی دیتی کہ تم ہانیہ ہو۔سوری پلیز۔"

www.novelsclubb.com

اپنے حصّے کی تیلی لگا تاوہ جا چکا تھا۔بس اب دھماکے کا انتظار تھا۔جبکہ ذیمل حیرت کا مجسمہ بنے سب دیکھ رہی تھی۔اُس دن ذیمل نے پہلی بار زیان کی کالی آنکھوں میں اپنے لیے

اجنبیت دیکھی تھی۔اُن آنکھوں میں جہاں ہر وقت اُس کی محبت کا جہاں آباد رہتا تھا۔زیان بِنا کچھ کہے چلا گیا تھا۔ مگر ذیمل وہیں پتھر ہو گئی۔

دونوں میں دُوریاں بڑھتی جا رہی تھی۔ذیمل نے کئی بار اُس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر زیان بِنا کچھ کہے وہاں سے چلا جاتا تھا۔ بڑوں نے دونوں کے درمیان رنجش کو محسوس کرتے ہوئے دونوں کی منگنی کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس پر دونوں ہی خاموش رہے۔یہ حادثہ ذیمل اور زیان کی منگنی والی رات کا تھا۔

www.novelsclubb.com

ذیمل پنک کلر کے پاؤں کے چھوتے فراک میں آسمان سے اُتری پری لگ رہی تھی۔ جبکہ زیان نے بلیک تھری پیس پہنا تھا۔ہانیہ نے بھی ذیمل کی طرح پنک فراک پہنی

تھی۔چونکہ یہ منگنی دعوت کی طرح ہو رہی تھی۔تو ذیمل نے بھی سر پر دوپٹہ لینا ضروری نا سمجھا۔وہ اور ہانیہ ایک جیسی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ذیمل روحا کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی جبکہ ہانیہ اپنی ڈریس پر جوس گرنے کی وجہ سے واش روم گئی تھی۔کسی بچے نے ذیمل کو آکر پیغام دیا کہ زیان اُسے اوپر کمرے میں بُلا رہا ہے۔چونکہ ساری ارینجمنٹس ہوٹل میں ہوئی تھی تو ذیمل کو تھوڑی حیرانی ہوئی۔مگر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ زیان کی بات سُننے اوپر روم کی طرف بڑھی۔کمرے میں اندھیرا تھا۔ذیمل ڈرتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔اُس کے اندر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

"ککککون ہے؟؟؟"

www.novelsclubb.com

ذیمل نے لرزتی آواز میں پوچھا۔ایک دم ساری لائٹس آن ہو گئی۔دروازے کے ساتھ سے آریان دھیمی چال چلتا سامنے بیڈ پر جا کر بیٹھا۔

"نور نور نور"

"اُف کس قدر حسین لگ رہی ہو تم۔اُس زیان کو تو تمہارے حسن کی قدر ہی نہیں ہے۔بہت ناشکرا انسان ہے وہ۔ مگر تم فکر نا کرو میں ہوں نا۔میں تمہاری قدر کروں گا۔تم سے محبت کروں گا۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل پر نظریں جمائے وہ بولا۔جبکہ ذیمل پھٹی پھٹی نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔

"آریان بھائی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں ہانیہ نہیں ہوں میں ذیمل ہوں۔"

ذیمل کے دل نے شدت سے خواہش کی کہ جو وہ سوچ رہی ہے وہ سچ نا ہو۔

"ہاہاہاہاہاانور ڈارلنگ تمہیں لگتا ہے میں ہانیہ سے محبت کرتا ہوں۔ہاہاہاہااوہ تو بس ایک مہرہ تھی تم تک پہنچنے کی۔اور پلیز اب مجھے بھائی مت بولنا۔بہت جلد ہماری شادی ہونے والی ہے تو پلیز ڈونٹ سے بھائی۔"

آریان زہر اُگلتے بولا۔یہ سوچے بغیر کے اُن دونوں کے علاوہ ایک تیسرا وجود بھی یہ سب اذیت سے سُن رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری ہمت بھی کیسے کوئی میری بہن کے ساتھ ایسا کرنے کی کمینے انسان۔ میری بہن کوئی مہرہ نہیں ہے۔اور کچھ تو شرم کر لو میں تمہارے دوست کی ہونے والی بیوی ہوں۔"

ذیمل زور سے چلائی۔اتنے میں دروازہ زور زور سے بجنے لگا۔

"دوست کون سا دوست ہاں۔ میرا کوئی دوست نہیں ہے۔اور لو اب کیا کہوں گی تم زیان سے میرے ساتھ اِس کمرے میں کیا کر رہی تھی؟ دیکھتے ہیں تم زیان کی بیوی بنو گی یا میری؟ سارے ڈرامے کا فائنل سین شوٹ کرنے کا وقت ہو گیا ہے نو رڈارلنگ۔"

www.novelsclubb.com

دروازے بجنے کی زوردار آواز میں آریان ذیمل کے قریب آہستہ آواز میں بولا اور آنکھ مارتے دروازہ کھولنے کیلئے آگے بڑھا۔ جبکہ ذیمل کی ساکت نظریں دروازے پر جمی تھی۔آریان نے دروازہ کھولا۔سب سے پہلے زیان اور اُس کے پیچھے پوری میر فیملی اندر

آئی۔روحا، سبحان اور فائق بھی تھے۔اِن سب کو آریان نے ملازمہ کو پیسے دے کر بُلوایا تھا۔زیان بے یقینی سے آریان اور اُس کے پیچھے کھڑی ذیمل کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

حیدر میر گرجدار آواز میں بولے۔

"انکل ذیمل مجھے کہہ رہی تھی کہ وہ زیان سے منگنی نہیں کرنا چاہتی وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔مگر انکل میں تو ہانیہ سے محبت کرتا ہوں اُس سے بیوفائی کیسے کروں؟"

www.novelsclubb.com

آریان مکاری سے بولا۔ذیمل نے روتے ہوئے نا میں سر ہلایا۔

"یہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔اِس نے مجھے یہاں دھوکے سے بُلایا تھا یہ مجھے آپ سب کی نظروں میں گرانا چاہتا ہے۔بابا میرا یقین کریں یہ مکار شخص جھوٹ بول رہا ہے۔"

ذیمل فہد میر کے سامنے روتی ہوئی بولی۔اُنہوں نے آگے بڑھ کر ذیمل کو گلے لگایا۔

"مجھے میری بیٹی اور اپنی تربیت پر پورا بھروسہ ہے۔میری بیٹی جھوٹ نہیں بولتی۔"

اُن کی بات پر ذیمل کو لگا کہ اُسے شدید تپتی دھوپ میں ایک ٹھنڈی چھاؤں مل گئی ہو۔

www.novelsclubb.com

"بکواس بند کرو ذیمل صاحبہ۔اور کتنے ڈرامے کرو گی۔بند کرو یہ شرافت کا ڈھونگ رچانا۔"

زیان زور سے غُرایا۔

"زیان تمہیں اپنی بچی سے زیادہ غیروں پر بھروسہ ہے۔ہم سب کو یقین ہے ذیمل جھوٹ نہیں بول رہی۔ذیمل نے آج تک جھوٹ نہیں بولا۔"

فریحہ میر نے بھی ذیمل کی حمایت کی۔

"آنٹی آپ سہی کہہ رہی ہیں یہ کمینہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔میں خود کئی بار اِسے وارن کر چکا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

فائق بھی بیچ میں بولا۔آریان نے اُسے گھورا۔

"ذیمل سچ کہہ رہی ہے اُسے واقع کوئی بچہ بُلانے آیا تھا کہ زیان اُسے اوپر کمرے میں بُلا رہا ہے۔ تبھی وہ یہاں آئی ہے۔جب وہ بچہ آیا تھا میں اِس کے ساتھ ہی کھڑی تھی۔"

روحا نے بھی ذیمل کی حمایت کی۔ذیمل نے تشکر بھری نگاہوں سے اُسے دیکھا۔

"اوہ واہ ذیمل تم نے سب کو اپنے ساتھ ملا لیا۔تم سب کو بیوقوف بنا سکتی ہو زیان میر کو نہیں۔آج سے تم آزاد ہو۔جاؤ جہاں دفع ہونا ہے ہو جاؤ۔میر ا اور تمہارا سوائے نفرت کا اور کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

زیان غصّے سے بولتا باہر چلا گیا۔

"زیان نہیں رو کو پلیز میری بات سنو..."

ذیمل اُس کے پیچھے بھاگی۔

"یہاں سے دفعہ ہو جاؤ اور آئیندہ اپنی شکل مت دیکھانا۔میری بیٹیوں کی زندگی میں جو زہر بھرنا تھا بھر چکے۔اب نکلو یہاں سے۔"

فہد میر آریان کو گھورتے ہوئے بولے اور باہر چلے گئے۔اُن کے جاتے ہی ایک ایک کر کے سب ہی باہر چلے گئے۔)

www.novelsclubb.com

ماضی کو یاد کرتے ذیمل کی آنکھیں پھر سے لال ہو چکی تھی۔آنسو موتیوں کی طرح اُس کی آنکھوں سے گر رہے تھے۔

"اور پھر اُس رات کوہانیہ نے بالکنی سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرنے کی کوشش کی تھی۔میرا اللہ گواہ ہے وہ سب آریان کی چال تھی۔میں بے قصور تھی۔صرف زیان ہی تھا جسے مجھ کر اپنی محبت پر بھروسہ نہیں تھا۔"

ذیمل نے روتے ہوئے بولی۔سبحان نے اپنی نم آنکھیں چھپانے کیلئے نظریں نیچیں کی تھی جبکی روحا کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

سب کو ذیمل پر بھروسہ تھا۔کسی نے بھی آریان کی بات پر یقین نہیں کیا تھا۔صرف زیان تھا جس نے اپنے بے بنیاد شک کی وجہ سے ذیمل پر یقین نہیں کیا۔اِس سب حادثے کے

بعد آریان یورپ چلا گیا تھا اور اب پورے ایک سال بعد واپس آیا تھا۔

اِس حادثے نے سب سب سے زیادہ جسے توڑا تھا تو وہ ذیمل تھی۔ جس نے اپنے ناکردہ گناہ کی وجہ سے نا صرف اپنی بہن کو کھویا تھا بلکہ اُس نے خود کو بھی کھو دیا تھا۔ اپنی اصل پہچان کھو دی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اونچی ہے بلڈنگ

لفٹ تیری بند ہے

کیسے میں آؤں

ہائے دل رضامند ہے"

www.novelsclubb.com

آنکھوں پر چشمہ لگائے وہ مال میں اِدھر اُدھر نظریں گھماتا گُنگنا رہا تھا۔

"جو سامنے سیڑھیاں ہیں نا اُس پر چڑھ کر آ جانا۔"

سیڑھیوں کی طرف اشارہ کرتی روحا بولی۔

"سیڑھیاں ہے بڑی لمبی.....چڑھا نہیں جاتا ہنی۔"

سبحان نے اگلی سے چشمہ نیچے کیا اور روحا کی طرف جھک کر گنگنایا۔

"تو دل کو سمجھا لو.....ورنہ جا کر لفٹ کھلوا لو۔"

روحا بھی اُس کی طرف جھک کر بولی۔

www.novelsclubb.com

"دل نا سمجھ ہے یارا.....زرا آئسکریم تو کھیلانا۔"

سبحان کی بات پر روحا نے سختی سے مٹھیاں بھینچی۔

"آئسکریم کا اچھا ہے بہانا.....مگر اپنے پیسے لگانا۔"

روحا نے اُنگلی سے اُسے وارن کیا۔

"بہانے بہانے میں مت ٹالنا.....میرے پیسے ختم ہو گئے جانا۔"

ڈھیٹوں کی طرح دانت نکال کر وہ بولا۔روحا نے ہاتھ میں پکڑے بیگز زمین پر پٹخے۔

"کنجوس آدمی ہو تم پہلے ساری شاپنگ میرے پیسوں سے کی اور اب نواب صاحب کو آئسکریم بھی میرے پیسوں سے کھانی ہے۔ میں نہیں جا رہی اب تمہارے ساتھ۔"

روحا وہیں زمین پر غصّے میں بیٹھ گئی۔ سبحان نے یہاں وہاں دیکھا۔ پھر خود بھی اُس کے زمین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔

"آج موسم ہے بڑا سہانا.....روحا سے پیسے نکلوانے کا ہے بہانا۔"

سبحان ہنستے ہوئے بولا۔ روحا نے ایک زوردار تھپڑ اُس کے بازو پر رسید کیا۔

www.novelsclubb.com

"دفعہ ہو جاؤ سبحان میں نہیں بول رہی تم سے۔"

روحا اپنی جگہ سے اُٹھی مگر سبحان نے ہاتھ پکڑ کر اُسے دوبارہ زمین پر بٹھایا۔

"تم سچ میں جا رہی ہو؟"

وہ سنجیدگی سے بولا۔روحا نے ثبات میں سر ہلایا۔

"جانا ہے تو جاؤ ہے تمہاری مرضی.....آئسکریم کے پیسے دینا فرض ہے تمہارا سچی۔"

وہ سر پیچھے کی طرف گراتا زور سے ہنسا۔روحا نے غصّے سے ہاتھ چھڑایا۔

"مرو تم کوئی پیسے نہیں ہیں میرے پاس۔"

اپنے بیگز اُٹھاتی پاؤں پٹختی وہ باہر کی طرف بڑھی۔ سبحان بھی ہنستا ہوا اپنے کپڑے جھاڑتا اُٹھا۔اور اُس کے پیچھے لپکا۔

"بچپن کا پیار آئسکریم کے پیسے تو دیتی جاؤ۔"

سبحان نے ہنستے ہوئے پیچھے سے دہائی دی۔روحانے بِنا مڑے اُسے ہاتھ سے دفعہ ہونے کا اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہانی مجھے تمہاری ڈائری ملی تھی۔ مگر ایک صفحہ پڑھنے کے بعد ہمت ہی نہیں ہوئی آگے پڑھنے کی۔ جانتی ہو بابا بھی تمہیں بہت یاد کرتے ہیں اور ماما وہ بھی تمہیں بہت یاد کرتی ہیں۔ میرہاؤس میں سب بدل گیا ہے۔ تایا ابو اور تائی امی اب زیادہ ہنستے نہیں ہیں۔ مزاق وغیرہ کم کرتے ہیں۔ بابا اور ماما تمہیں بہت یاد کرتے ہیں مگر کہتے نہیں ہیں۔ اُنہیں لگتا ہے تمہارا نام لینے سے میں ڈپریشن میں چلی جاؤں گی۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ میں خود کو اِس حادثے کا ذمہدار ٹھہراتی ہوں۔ ہانی کیا تم بھی مجھے غلط سمجھتی ہو؟ کیا تمہیں لگتا ہے میں بدکردار تھی؟ میں تمہاری خوشیوں کی دشمن تھی؟"

www.novelsclubb.com

ذیمل نے خاموش لیٹی ہانیہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ مگر جواب نا ملنے ہر سر جھٹک کر مایوسی سے دوبارہ بولنے لگی۔

"ہانیہ تم بس جلدی ٹھیک ہو جاؤ۔ اگر تمہیں لگتا ہے تمہاری نور غلط ہے تو میں تم سب کو چھوڑ کر بہت دور چلی جاؤں گی۔ مگر خدارا تم ٹھیک ہو جاؤں۔ میں اپنی جنگ لڑنے لگی ہوں دعا کرنا میں جیت جاؤں۔ میں اب آریان کا منحوس چہرہ سب کے سامنے لاؤں گی۔ تم دیکھنا۔"

ذیمل آنکھوں کی نمی اندر دھکیلتے ایک عزم سے بولی۔ اُس کی آنکھوں میں چمک تھی کچھ کر جانے کی چمک۔

www.novelsclubb.com

"آج ہم واپس جا رہے ہیں ہانی۔اُمید ہے جلد ملاقات ہو گی۔اور جب اگلی بار ہم ملیں تو تم بلکل ٹھیک چاہیے ہو مجھے۔ہو سکتا ہے ہم اگلی بار تب ملیں جب میں اپنی جنگ جیت لوں گی۔بس تم دعا کرنا۔"

ذیمل نے پیار سے اُسے گلے لگایا۔ذیمل کا سر ہانیہ کے کندھے پر تھا جس کی وجہ سے وہ دیکھ نا سکی کہ ایک آنسو ہانیہ کی آنکھ سے نکل کر ذیمل کے بالوں میں جزب ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"بہرام بچے ہانیہ کی رپورٹس میں نے دیکھی ہیں۔مجھے لگتا ہے وہ ریکوری کی طرف آرہی ہے۔"

عشال شاہ نے رپورٹس ٹیبل پر رکھی اور بہرام کی طرف متوجہ ہوئی جو چائے پیتا اُنہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"انشاءاللہ امی وہ جلد ہوش میں آجائے گی۔مجھے پورا یقین ہے۔"

"تمہیں اتنا یقین کیسے ہے بہرام؟؟؟"

www.novelsclubb.com

"جانتی ہیں امی جب پہلے دن اُسے ہاسپٹل لایا گیا تھا تو اُس کی کنڈیشن دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا۔وہ کانچ کی گڑیا خون میں لت پت میرا دل چیر رہی تھی۔میں سوچنے لگا ایسے

کون سی مجبوری تھی جس نے اُس گڑیا کو اِس حال میں پہنچایا تھا؟اُس دن پہلی دفعہ اپنی پوری پروفیشنل لائف میں میرے ہاتھ کانپے تھے۔یہی وجہ تھی جب ذیمل نے مجھے مدد کیلئے کہا تو میں منع نہیں کر سکا۔اور تب مجھے احساس ہوا شاید یہ کانچ کی گڑیا میرے دل میں جگہ بنا چکی ہے۔اور سچ جاننے کے بعد تو مجھے ہانیہ سے اور بھی محبت ہو گئی ہے۔میں چاہتا ہوں وہ بس جلدی سے ٹھیک ہو اور میری زندگی میں میری ہمسفر بن جائے۔"

"یہ تو اچھی بات ہے مگر مجھے پتہ کیا لگتا ہے ہانیہ نے خودکشی نہیں کی۔اُس کے ساتھ کوئی حادثہ ہوا ہے۔تمہیں یاد ہے تم نے ہی بتایا تھا اُس کے سر پر بہت گہرا زخم تھا۔ہو سکتا ہے کسی نے اُس کے سر پر وار کیا ہو؟"

www.novelsclubb.com

"امی آپ کو تو پولیس میں ہونا چاہیے تھا۔ خیر وہ زخم اوپر سے گرنے کی وجہ سے تھا۔ آپ زیادہ مت سوچیں۔"

بہرام نے اُن کے بات کو ہلکا لیا۔ وہ دوبارہ چائے کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ عشال شاہ بھی اپنی سوچوں کو جھٹکتی اپنی چائے کی طرف متوجہ ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

زیان بے دلّی سے آفس پہنچا۔بیزاری سے یہاں وہاں دیکھتے ہوئے وہ ایک دم رُکا۔ساری بیزاری غائب ہو گئی تھی۔سامنے ذیمل بلیو جینز اور وائٹ شرٹ پہنے کُھلے بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹتی توجہ سے تانیہ کی بات سُن رہی تھی۔زیان کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی۔خود کو فوراً سنجیدہ ظاہر کرتا وہ ذیمل کو اگنور کرتا اپنے روم کی طرف بڑھا۔ذیمل جو تانیہ کی بات سُن رہی تھی زیان کے گزرنے پر اُس کی طرف مڑی۔مگر تب تک وہ جا چکا تھا۔

"ٹھیک ہے تانیہ تم باقی ڈیٹیلز مجھے بعد میں دینا۔میں زراز یان صاحب کی خیریت لے آؤں۔"

www.novelsclubb.com

تانیہ سے کہتی وہ زیان کے روم کی طرف بڑھی۔ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتی وہ بِنا اجازت کے اندر آئی۔زیان نے آئیبرو اچکا کر اُسے دیکھا۔مگر وہ بے نیازی سے زیان کے

سامنے پڑی دو چیئرز میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ زیان کے پورے آفس کا معائنہ کر رہی تھی۔

"مِس ذیمل آپ کو سینس نہیں ہے کسی کے آفس میں آنے کی۔"

دونوں کہنیاں ٹیبل پر جمائے وہ تھوڑا آگے ہو کر بولا۔

"نہیں آپ کو ہے ناکافی ہے۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل نے طنزیہ مسکراہٹ اُس کی طرف اُچھالی۔زیان نے اُسے گھور کر دیکھا۔

"خیر میں یہاں گپے مارنے نہیں آئی۔صرف اتنا سمجھانے آئی ہوں آفس کے فیصلے تم اکیلے نہیں کر سکتے۔جو ڈیل تم نے کینسل کی ہے وہ کس سے پوچھ کر کی ہے؟اُن لوگوں کو میں نے بُلایا تھا۔"

ذیمل ٹیبل پر ہاتھ مارتے بولی۔

"اوہ تو جاسوس چھوڑیں ہیں تم نے یہاں۔ویسے اگر اتنی اہم ڈیل تھی تو سیر سپاٹے کرنے کی بجائے یہی ٹِک کر بیٹھ جاتی نا۔"

www.novelsclubb.com

زیان اپنی جگہ سے اُٹھتا اُس کے سامنے آیا۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔"

ذیمل مسکراتی ہوئی کھڑی ہوئی۔زیان نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا۔

"مسٹر زیان میرا گر میری اتنی یاد آرہی تھی تو بُلا لیتے ایسے ڈیل کینسل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔آئندہ اگر میری یاد آئے تو ڈائریکٹ مجھ سے کہنا ایسے فضول ہر بے آزما کر میرا میٹر ناشارٹ کروایا کرو۔"

ذیمل اپنی لٹ کو انگلی پر لپیٹتی سکون سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"اتنی خوشفہمی بھی صحت کیلئے نقصان دہ ہوتی ہے مِس ذیمل نور میر۔"

زیان نے اُس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"بات اگر نقصان کی ہے پھر تو کسی پر کیا بھروسہ بھی آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔وہ بھی اُس صورت میں جب آپ حد سے زیادہ آنکھیں بند کر کے اُس شخص پر یقین رکھتے ہوں کہ وہ آپ کا ہر قدم پر ساتھ دے گا مگر افسوس وہ آپ کی ساری توقعات پر پانی پھیر دیتا ہے۔تب جو نقصان ہوتا ہے اُس کے اثرات آپ کے ساتھ ساری زندگی رہتے ہیں۔ خیر ابھی میں چلتی ہوں بس اتنا یاد رکھنا کہ آئندہ میرے معاملے سے دور رہنا۔"

انگلی سے اُسے وارن کرتی وہ باہر چلی گئی۔ جبکہ اُس کے جانے کے کافی دیر بعد بھی زیان اُس کی باتوں کو سوچ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ آج پھر آسمان میں اپنے سوالوں کے جواب کھوجنے میں لگی تھی۔ستاروں سے بھرے آسمان میں وہ خود کو تلاش رہی تھی۔وہ ساری دنیا سے بے خبر ہو کر آسمان پر نظریں جمائے کھڑی تھی۔کسی کی موجودگی اپنے ساتھ محسوس کرتی وہ ایک دم چونکی۔اُس نے گردن موڑ کر اپنے ساتھ دیکھا جہاں ذیمل بلکل اُسی کی طرح آسمان کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ارے آپ آگئی ذیمل آپی؟ ہانیہ آپی کیسی ہیں؟"

دانیہ نے اُس کی طرف رُخ موڑا۔اب دانیہ اور ذیمل آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"جب تک ہانیہ کی سانسیں چل رہی ہیں تب تک میری بھی سانسیں چل رہی ہیں۔"

اُس کے عجیب جواب پر دانیہ نے اُسے گھورا۔

"اُمید نہیں ہارتے اتنے جلدی۔"

"نہیں ہاری اُمید تبھی تو یہاں کھڑی ہوں۔"

"آپ بہت بہادر ہیں ذیمل آپی۔"

"مجھے بہادر مت کہو دانیہ۔میں زندگی کے اُس مرحلے پر ہوں جہاں میں جینے کی خواہش میں خود کو زندگی سے بے خبر کر چکی ہوں۔"

"اتنی مایوسی اچھی نہیں ہوتی۔مایوسی کفر ہے۔مایوسی انسان کو اندھیروں میں دھکیل دیتی ہے۔جہاں پھر اُمید کی کرن بھی آپ تک بامشکل پہنچتی ہے۔"

"مایوس نہیں ہوں میں۔بس تھک گئی ہوں۔میں چاہتی ہوں یہ جنگ جلدی ختم ہو جائے۔ورنہ کہیں زندگی ہمیشہ کیلئے مجھے تنہا مسافر نا بنادے۔"

www.novelsclubb.com

"تنہا مسافر کوئی نہیں ہوتا۔زندگی کے سفر میں اللہ نے آپ کیلئے بہترین ہمسفر لکھا ہوتا ہے۔بس فرق اتنا ہوتا ہے کہ کسی کو شروع میں ہمسفر مل جاتا ہے اور کسی کو راہ چلتے اپنا

ہمسفر ملتا ہے۔"

دانیہ نے اپنی بات کہہ کر گہرہ سانس لیا۔ذیمل نے آسمان سے نظریں ہٹا کر اُس کی طرف دیکھا۔

"تو لگتا ہے تمہیں مل گیا ہے تمہارا ہمسفر؟"

ذیمل کے ڈائرکٹ پوچھنے وہ گڑبڑائی۔

www.novelsclubb.com

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپی؟ میں تو بس آپ کو سمجھا رہی تھی۔اچھا میں نیچے جا رہی ماما کو کوئی کام ہی نا ہو۔"

فٹافٹ سے اپنی بات کہتی وہ غائب ہوئی۔اُس کے جانے کے بعد ذیمل کھل کر مسکرائی۔

"محبت کے رنگ چُھپانے سے بھی نہیں چُھپتے ڈیئر دانیہ۔"

سیڑھیوں پر نظریں جما کر وہ تصور میں دانیہ سے بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"امی میری ٹائی کہاں ہے؟"

سبحان اپنے کمرے سے نکل کر زور سے بولا۔

"کیا بات ہے سبحان صاحب صبح صبح کہاں جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں؟"

نازیہ نے سبزی کاٹتے ہوئے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"ارے پیاری بھابھی بیگم میں تو بس آفس جانے کی سوچ رہا ہوں۔آخر میرے ابّا جان کو بھی مدد کی ضرورت ہو گی۔"

کامران ملک کی طرف دیکھتا وہ سر کھجاتا بولا۔جو سامنے کرسی پر بیٹھے اپنی پُر وقار شخصیت کے ساتھ سنجیدگی سے اخبار پڑھ رہے تھے۔

"آپ کی انفورمیشن کیلئے بتادوں آپ کے ابّا کے ساتھ اُن کا بیٹا ہے مدد کروانے کیلئے۔"

آفان نے انیقہ کو کود میں بیٹھاتے ہوئے اُسے باور کروایا۔مگر سبحان کو دیکھتی وہ چاچو چاچو کرتی باپ کی گود سے نکل کر اُس کے پاس چلی گئی۔سبحان نے فاتحانہ نظروں سے آفان کو دیکھا جو اُس نے فُل اگنور کیا۔

www.novelsclubb.com

"مگر کام کرنے سے ہی تو شادی ہوتی ہے۔اب میں آفس جاؤں گا تو ہی میری شادی ہو گی نا۔"

سبحان کی بات پر کامران ملک نے اخبار کو تہہ لگا کر ایک طرف رکھا اور پوری طرح وہ اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"شادی کرنی ہے؟؟؟"

اُنہوں نے سنجیدگی سے پوچھا۔ سبحان فوراً سیدھا ہوا۔ اور زور و شور سے ثبات میں سر ہلایا۔

"تو بیٹا جی پہلے زمین سے تو اُگو۔ آئے بڑے شادی کرنی ہے۔ مجھے تو سچ میں بیچاری روحا بچی پر بہت ترس آتا ہے۔ کس گدھے سے اُس بیچاری کی قسمت پھوٹنے والی ہے۔ اللہ رحم کرے اُس پر اور اُسے ہمت دے ایک گدھے کے ساتھ رہنے کی۔"

www.novelsclubb.com

اتنی عزت افزائی پر سبحان منہ کھولے اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔جواب اپنے ہاتھ کانوں کو لگا کر اپنی پیچاری بچی کیلئے افسوس کر رہے تھے۔

"ڈیڈ..."

سبحان صدمے سے بولا۔جبکہ آفان کا ہنس ہنس کے بُرا حال تھا۔

"اوہ تجھے بھی زیادہ کھی کھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔نازیہ بیٹی کا بھی بہت بڑا دل ہے جو تجھ جیسے گھورے کے ساتھ رہ رہی ہے۔اللہ نے مجھے ہی گدھا اور گھوڑا دینا تھا۔"

www.novelsclubb.com

کامران کی توپوں کا رُخ اب آفان کی طرف تھا۔جواب سبحان کی طرح اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔

"ہاں باپ پر ہی گئے ہیں نا دونوں۔"

ہاجرہ ملک کیچن سے نکل کر اُن کے سامنے آئی۔آفان اور سبحان نے اُن کی بات کر قہقہ لگایا۔

"اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے ہاہاہاہا۔"

www.novelsclubb.com

سبحان ہنستے ہوئے بولا۔کامران ملک نے اُسے گھورنا چاہا مگر سامنے ہاجرہ ملک کو دیکھ کر کھسیانے ہو کر ہنسنے لگے۔اُن کی اِس حرکت باقی سب بھی ہنسے۔سب کو ہنستا دیکھتے دو سالہ انیقہ بھی تالی بجا کر ہنسنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

فائق اپنے کمرے میں بیٹھا دانیہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔اگر وہ دانیہ کو اپنی زندگی میں شامل کرتا ہے تو کہیں زیان اُسے غلط نا سمجھے۔یہی سوچ اُسے بار بار پریشان کر رہی تھی اور اِسی وجہ سے وہ دانیہ سے بات کرنے سے بھی کتراتا تھا۔ابھی وہ یہی سب سوچ رہا تھا کہ

فون کی آواز پر اُس کی سوچوں میں خلل پڑا۔ہاتھ بڑھا کر اُس نے فون اپنے قریب کیا۔سکرین پر آریان کے نام کا میسج جگمگا رہا تھا۔اچھنبے سے اُس نے میسج کھولا۔جیسے جیسے وہ میسج پڑھتا گیا اُس کی دماغ کی رگیں تن گئیں۔فٹافٹ اپنی جگہ سے اُٹھتا گاڑی کی کیز اُٹھاتا وہ باہر کی طرف بھاگا۔

میر ہاؤس میں یہ وقت معمول کے مطابق کھانے کا تھا۔آج لنچ پر سب ہی موجود تھے۔سارے خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے جب فائق تیزی سے اندر آیا۔

www.novelsclubb.com

"ارے فائق بیٹا بلکل سہی وقت پر آئے ہو آجاؤ لنچ ہمارے ساتھ کرو۔"

حیدر میر کے مخاطب کرنے پر سب اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"سوری بابا پھر کبھی جوائن کرونگا آپ سب کو۔ابھی مجھے ذیمل سے بہت ضروری کام ہے۔ذیمل پلیز چلو میرے ساتھ۔"

زیان فائق سے ملنے کیلئے اپنی جگہ سے اُٹھنے لگا مگر وہ پہلے ہی سب سے ایکسکیوز کرتا ذیمل کو بازو سے پکڑتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔زیان ماتھے پر بل ڈالے اُس کی پشت کو گھور رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا بدتمیزی ہے یہ فائق؟"

گارڈن میں پہنچ کر ذیمل نے پورا زور لگا کر اپنا بازو چھڑوایا۔

"ابھی بدتمیزی کی ہی کب ہے میں نے ذیمل میڈم۔ کیا ہے یہ سب؟"

اپنے موبائل کی سکرین اُس نے ذیمل کی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔ ذیمل کے لب اوہ کی شکل میں سکڑے۔

"تو تمہیں پتہ چل ہی گیا۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل نے موبائل سے نگاہ ہٹا کر فائق کو دیکھا جو اُسے ہی کھڑا گھور رہا تھا۔

"تو کیا نہیں چلنا چاہیے تھا؟ذیمل تم پاگل ہو۔وہ کمینہ انسان دھمکیاں دے رہا ہے۔"

فائق غصّے سے بولا۔

"خالی برتن ہمیشہ آواز کرتے ہیں۔"

"وہ بہت خطرناک انسان ہے ذیمل اور میں تمہارے بھائی ہونے کی حیثیت سے تمہیں خطرے میں نہیں دھکیل سکتا۔یہ سب پلان میں نہیں تھا۔ہمیں تو بس زیان کے سامنے اُس کی سچی لانی تھی پھر یہ سب کیا ہے؟؟؟"

www.novelsclubb.com

"پلان چینج کر دیا ہے میں نے۔میں کسی کی دھمکیوں سے نہیں ڈرتی۔میں اب اُسے سبق سیکھا کر ہی رہوں گی۔میں پیچھے نہیں ہٹوں گی چاہے کچھ بھی ہو جائے۔"

ذیمل سکون سے بولی۔فائق نے بے بسی سے اُسے دیکھا۔

Don't worry just ready for the war. The real"
".war will start now

(فکر مت کریں بس جنگ کیلئے تیار ہو جائیں۔اصل جنگ تو اب شروع ہو گی۔)

www.novelsclubb.com

اُس کے ہونٹوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ تھی مگر آنکھوں میں لاکھوں اندیشے صاف دِکھ رہے تھے۔فائق نے کچھ سمجھتے ہوئے ثبات میں سر ہلایا۔آخر اُس جنگ کا آغاز ہو ہی

گیا تھا۔ جس کی وجہ سے بہت سی زندگیاں بدل گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آہہہہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ میری کمپنی سیل ہو گئی۔ میں جانتا ہوں یہ سب ذیمل کا کام ہے میں اُسے نہیں چھوڑوں گا۔"

www.novelsclubb.com

غصّے سے پاگل ہوتے آریان نے اپنا فون اُٹھا کر ذیمل کو کال کی۔ مگر فون کرنے پر اُسے معلوم ہوا کہ ذیمل نے اُسے بلاک کر دیا ہے۔ غصّے سے اُس نے اپنا فون زمین پر دے

مارا۔اپنے گارڈ سے فون لیتے اُس نے پھر سے ذیمل کا نمبر ڈائل کیا۔جو کہ تیسری بیل پر اُٹھایا گیا۔

"تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا ذیمل۔میں تمہیں اب کہیں کا نہیں چھوڑوں گا۔"

اُس کی غصّے سے بھری آواز سُن کر ذیمل کو اپنے اندر سکون اُترتا محسوس ہوا۔

"میری چھوڑو ابھی تو تم کہیں کے نہیں رہنے والے آریان صاحب۔ٹی وی بھی کبھی دیکھ لیا کرو۔اور ہاں سنو نیوز تو لازمی دیکھا کرو۔"

www.novelsclubb.com

اپنی بات کہتے ہی ذیمل نے کھٹاک سے فون بند کیا۔آریان اُس کی ٹی وی اور نیوز والی بات پر جی بھر کر حیران ہوا۔بھلا اِس وقت ٹی وی دیکھنے کی کیا تُک بنتی تھی۔ایک دم اُس کے

دماغ میں جھماکہ ہوا۔وہ فوراً ہی ٹی وی کی طرف لپکا۔نیوز چینل لگاتے ہی اُسے ذیمل کی بات کا مطلب اچھے سے سمجھ آ چکا تھا۔میڈیا پر آریان کی کمپنی کو فراڈ قرار دیا گیا تھا۔ساتھ ہی اُس پر غلط کاموں میں ملوث ہونے کی بھی خبریں چل رہی تھی۔آریان نے غصّے سے ریموٹ ایل سی ڈی میں دے مارا۔اتنے میں اُس کا ملازم اُس کیلئے فون لایا۔فون کان سے لگاتے ہی ذیمل کی آواز مزید اُسے بھر کا گئی تھی۔

"ٹی وی توڑ دینے سے تم بے گناہ تو ثابت نہیں ہو جاؤ گے۔"

"تم مجھ پر جھوٹے الزام لگا رہی ہو۔"

www.novelsclubb.com

"ہاااامیرے پاس ثبوت ہیں۔اور میں سارے ثبوت پولیس کو دے چکی ہوں۔سارے ثبوت ہی تمہارے خلاف ہیں مسٹر آریان۔آخر میری ایک سال کی محنت لگی ہے اِس

سب میں۔"

"تم نے میرے ساتھ یہ سب کر کے بہت غلط کیا ہے۔"

"ارے ایک بات بتانا تو میں بھول گئی۔ زرا باہر دیکھنا تمہارے لیے سرپرائز ہے۔"

ذیمل کی بات پر آریان فون کان سے لگائے ہی کھڑکی کے پاس آیا اور تھوڑا سا پردہ ہٹا کر باہر جھانکا۔ باہر چاروں طرف پولیس کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ہے نا سرپرائز۔ جاؤ جلدی سے تمہارے سُسرالی تمہیں لینے آئے ہیں۔ اب تمہارے سُسرال میں ملاقات ہو گی۔ انجوائے مسٹر آریان۔"

ذیمل نے فون بند کر دیا۔ جبکہ آریان ابھی تک ویسے کھڑا تھا۔ کیونکہ پولیس نے اُس کے گھر کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اب اُس کے پاس بچنے کا کوئی آپشن نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آفس میں آج حیدر میر اور فہد میر بھی موجود تھے۔ حیدر میر کے روم میں مین چیئر پر حیدر میر خود بیٹھے تھے۔ اور سامنے پڑی چیئرز میں سے ایک پر فہد میر اور دوسرے پر ذیمل بیٹھی تھی جب زیان زوردار آواز سے دروازہ کھولتا غصّے سے اندر آیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا بد تمیزی ہے زیان؟"

حیدر میر ناگواری سے بولے۔

"یہی تو میں پوچھنے آیا ہوں یہ کیا بد تمیزی ہے ذیمل میڈم؟ کیا کرتی پھر رہی ہو تم؟"

اُس نے ذیمل کو بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا۔

"زیان یہ کیا حرکت ہے؟"

www.novelsclubb.com

فہد میر اور حیدر میر اپنی جگہ سے اُٹھے۔

"آپ اِس سے پوچھیں چاچو۔میر خاندان کی عزت کو مٹی میں ملانے پر تُلی ہے یہ لڑکی۔پہلے کامیاب نہیں ہوئی جواب....."

ذیمل کی طرف سے پڑنے والے زوردار تماچے کی وجہ زیان کے باقی الفاظ منہ میں رہ گئے۔وہ منہ پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے ذیمل کو دیکھ رہا تھا۔کجا کہ یقین کرنا چاہتا ہو کہ ذیمل نے اُس پر ہاتھ اُٹھایا ہے۔

"ڈانٹ کراس یوؤر لیمٹس مسٹر زیان میر۔اور کون سی عزت مٹی میں ملائی ہے؟ہاں بولو وہی تمہاری عزت جس کی وجہ سے آج ہانیہ ہم سب میں موجود نہیں ہے۔بہت استعمال کر لیا تم سب نے مجھے اب میں بتاؤ گی ذیمل نور میر آخر ہے کیا۔"

www.novelsclubb.com

ایک جھٹکے سے اپنا بازو زیان کے ہاتھ سے چھڑاتی وہ باہر کی طرف بڑھی۔

"ہمیں سب معلوم ہے زیان۔اُس نے سب سے پہلے ہمیں ہی بتایا تھا۔اور ہم سب اُس کے ساتھ ہیں۔کیونکہ وہ حق پر ہے۔"

حیدر میر کی بات پر زیان سر پکڑے وہیں چیئر پر بیٹھ گیا۔

"اُسے انصاف کی جنگ لڑنے دو۔ذیمل ہم سب سے زیادہ ہانیہ کے قریب تھی۔آخر اُسے ہانیہ کیلئے انصاف کی جنگ لڑنے دو۔اُسے لڑنے دو تاکہ وہ پوری دنیا کے لوگوں کو بتا سکے لڑکیاں کمزور نہیں ہوتی۔وہ اپنے ساتھ ہوئی زیادتی کی جنگ لڑ سکتی ہیں۔ایک بیٹی کو تو میں کھو چکا ہوں دوسری کو روک کر نہیں مارنا چاہتا۔"

www.novelsclubb.com

فہد میر نے نم آنکھوں سے زیان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہیلو دانی ذیمل گھر پہنچ گئی ہے؟ اگر پہنچ گئی ہے تو پلیز میری بات کرواؤ اُس سے وہ میرا فون نہیں اُٹھا رہی۔ مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے اُس سے۔"

www.novelsclubb.com

دانیہ کے فون اُٹھاتے ہی فائق شروع ہو گیا۔

"ایک منٹ سانس تو لے لیں پہلے۔ذیمل آپی ابھی گھر نہیں آئی۔"

"اچھا چلو جب وہ آئے تو تم مجھے بتادو گی پلیز۔"

"اوکے بتادوں گی فائق بھائی۔"

اُس کے منع کرنے کے باوجود دانیہ جان بوجھ کر بھائی بولی۔

"دیکھو دانی ہزار بار بولا ہے میں تمہارا بھائی نہیں ہوں۔تو پلیز مجھے بھائی مت بولا کرو یار۔"

اُس کی جھنجھلائی ہوئی آواز نے دانیہ کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

"کیوں نا بولو آپ کو بھائی۔ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ بلکل زیان بھائی کی طرح۔"

دانیہ نے جلتی پر تیل چھڑکا۔

"میں اچھے سے جانتا ہوں تم میری ہر بات سمجھتی ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ تم میرے منہ سے سننا چاہتی ہو تو بتا دو۔"

www.novelsclubb.com

فائق کی شرارت میں ڈوبی آواز پر دانیہ بوکھلائی۔

"کیا مطلب؟؟؟"

"مطلب تو میں تمہیں سارے تفصیل سے سمجھاؤ گا۔ مگر ابھی مجھے کچھ کام ہے۔اور ہاں آخری بات یہ کہ مجھے کم سوچا کرو۔ میں وہ پہیلی ہوں تمہارے لیے جسے تم آنکھیں بند کر کر بھی سُلجھا سکتی ہو۔اللہ حافظ۔"

فائق کی بات پر دانیہ کا دل زور سے دھڑکا۔

"مجھے نہیں پتہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔مجھے ماما بولا رہی ہیں تو خدا حافظ۔"

www.novelsclubb.com

دانیہ نے جلدی سے فون کان سے ہٹایا۔ یہ بات تو آج تک اُس نے خود سے بھی چُھپائی تھی پھر فائق کو کیسے اُس کے دل کی بات پتہ چل گئی۔

دوسری طرف فائق اُس کے اِس طرح فون بند کرنے پر جی جان سے مسکرایا۔

"میں نے تو بس تُکہ لگایا تھا دانیہ میڈم۔ مگر تمہاری اِس ہڑبڑی نے میرے تُکے کو بلکل درست ثابت کر دیا ہے۔ یعنی آگ دونوں طرف ہی لگی ہے۔ بس اب میں جلدی سے تمہارے جلاد بھائی سے بات کرتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

موبائل کو اپنے ہاتھ سے ٹیبل پر گھوماتا وہ خود سے بولا۔ مسکراہٹ تو اُس کے چہرے سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔ آخر اُسے اپنا بچپن کا پیار ملنے والا تھا۔ سبحان کی بات یاد کرتے وہ پھر سے مسکرایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ اِرد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو صرف قیدیوں سے ملاقات کرنے کیلئے بنایا گیا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک پُرانی سی میز پڑی تھی۔ جس کے دونوں طرف ایک ایک کرسی پڑی تھی۔ ذیمل اُن دونوں اطراف میں سے ایک طرف کرسی پر بیٹھی کوفت سے انتظار کر رہی تھی۔ جلد ہی اُس کا انتظار ختم ہوا۔ ہاتھوں میں ہتکڑی لگائے آریان دو پولیس والوں کے ہمراہ اندر آیا۔ اُس نے اندر آتے ہی ذیمل کو قہر برساتی نظروں سے گھورا۔ ایک پولیس والے نے اُسے کرسی کی

www.novelsclubb.com

طرف دھکیلا۔ جس پر وہ کرسی پر جلدی سے بیٹھا۔

"کیسا محسوس کر رہے ہو اپنے گناہوں کی قید میں؟"

وہ طنزیہ مسکراہٹ سے بولی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔"

آریان ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔ جبکہ اُس کے بولنے پر ذیمل اپنہ جگہ سے کھڑی ہوئی۔

"ہاں تمہاری کمپنی فراڈ تھی دوسروں کا پیسہ لے کر ڈوبا دیتی تھی۔ تم ڈر گز لیتے ہو۔ مگر اِس سب میں تمہارا کیا قصور۔ سنو جاؤ یہاں کے سب سے بڑے افسر کو بُلا لاؤں۔ کہو

ذیمل نور میر نے ایک رپورٹ درج کروانی ہے۔"

پہلی بات آریان سے کرتی وہ وہاں کھڑے ایک حوالدار سے بولی۔جو سر ہلاتا باہر چلا گیا۔

"اب کیا کرنے والی ہو تم؟دیکھو ذیمل مجھے بس یہاں سے نکلنے دو تمہارا تو میں وہ حال کروں گا نا کہ تمہاری سوچ ہے۔"

آریان غصّے سے ہلکی آواز میں بولا۔جو صرف ذیمل کو ہی سنائی دیا۔ذیمل نے اُسے چیلنج کرتی نظروں سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی ہی دیر میں انسپیکٹر داؤد اُسی حوالدار کے ساتھ اندر آیا۔داؤد ایک نوجوان اور ایماندار پولیس انسپیکٹر تھا۔یہ کیس شروع سے وہی دیکھ رہا تھا۔ذیمل اُس کو دیکھتی مسکرائی۔

"انسپیکٹر صاحب آج میں ایک اور رپورٹ درج کروانے آئی ہو۔مجھے ہراسمنٹ کی رپورٹ درج کروانی ہے آریان احمد کے خلاف۔ساتھ ہی یہ مسلسل مجھے دھمکیاں بھی دے رہا ہے۔آپ کوئی ایکشن لیں انسپیکٹر داؤد ورنہ مجھے مجبوراً کمیشنر سر کو کال کرنی پڑے گی۔"

www.novelsclubb.com

"آپ بے فکر رہیں ذیمل۔رپورٹ درج ہو چکی ہے۔اور کیس عدالت میں پہنچ گیا ہے۔منگل کو پہلی تاریخ بھی ملی ہیں۔بس آپ کو کسی اچھے وکیل کا انتظام کرنا پڑے گا۔"

اُس کی فکر مت کریں آپ انسپیکٹر صاحب۔بس آپ اپنے مہمان کی تھوڑی خدمت کریے گا۔میں چلتی ہوں اب۔"

ایک فاتحانہ نظر آریان کو دیکھتی ذیمل اپنی مغرور چال چلتی وہاں سے چلی گئی۔

"رشید ڈال اِسے جیل میں اور ہاں لکڑی کے ڈنڈے بھی منگوا کر زرا اِس کی خدمت کر اچھے سے۔میں آتا ہوں تھوڑی دیر میں۔"

انسپیکٹر داؤد کی بات پر آریان کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔اُس نے خوب احتجاج کیا مگر اُس کے احتجاج کو نظر انداز کرتے اُس پر خوب ڈنڈے برسائے گئے۔یہاں تک کے تھانے میں موجود ہر شخص نے اُس کے چیخنے کی آوازیں سنیں تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تھانے سے نکلنے کے بعد وہ بے مقصد سڑکوں پر گاڑی دوڑاتی رہی۔اپنے لیے جنگ لڑنے کا آغاز تو وہ کر چکی تھی پر نا جانے کیوں اندر سے وہ بہت ڈر رہی تھی۔ مگر تھی تو وہ بھی ذیمل نور میر اپنے طرف اُٹھتی انگلیوں کو توڑنے کا فن اُسے اچھے سے آتا تھا۔آریان نے تو نا صرف اُس کی طرف انگلی اُٹھائی تھی بلکہ اُس کے کردار کو داغدار کرنے کی بھی پوری کوشش کی تھی۔یہ تو اللہ کا شکر ہے کہ اُس کی فیملی ٹیپیکل فیملیز کی طرح نہیں تھی جو ہر چیز کا الزام لڑکی پر ہی لگاتے ہیں۔اگر اُس وقت فہد میر یا کوئی بھی دوسرا فیملی میمبر اُس کا یقین نا کرتا پھر....

آگے کا سوچ کر ذیمل کی آنکھیں نم ہوئیں۔ مگر فوراً ہی اُس نے یہ نمی اپنے اندر اتار لی۔ ابھی اُس نے یہ جنگ جیتنی تھی۔ اُسے مضبوط بننا تھا۔ آریان نے سب سے زیادہ قیمتی چیز اُس سے چھینی تھی۔

محبت جو وہ صرف زیان میر سے کرتی تھی۔ مگر اب شاید وہ محبت کہیں دور دفن ہو چکی تھی۔

گاڑی ریورس کرتے اُس نے میر ولا کی طرف موڑی۔

www.novelsclubb.com

ذیمل بے تاثر چہرے کے ساتھ گھر آئی۔لاؤنج میں ہی سب گھر والے ایک ساتھ بیٹھے۔وہ وہیں چلی آئی۔دانیہ کے ساتھ بیٹھتے اُس نے صوفے کی پُشت سے سر ٹِکا کر آنکھیں موند لیں۔

"کہاں تھی تم ذیمل؟اتنی لیٹ گھر کون آتا ہے؟"

اقراء میر کی آواز پر ذیمل نے آنکھیں کھولیں۔اُس کی آنکھیں ضبط کی وجہ سے سُرخ ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بہت دور نکل گئی تھی میں۔اتنی دور کے میں وہیں کہیں کھو گئی تھی۔واپسی کا کوئی راستہ ہی نہیں مل رہا تھا۔"

"پھر واپس کیسے آئی ہو؟"

زیان کی بات پر ذیمل چونکی۔وہ شاید کسی گہرے خیال میں تھی۔

" صحیح راستے کی پہچان ہو گئی تھی۔اِس لیے فوراً واپسی کی راہ اختیار کر لی۔"

"چلو شکر تم صحیح سلامت گھر آ گئی ہو۔آئندہ گارڈز یا ڈرائیور کو ساتھ لے جانا۔"

"جی تایا ابو بس آج ہی کھوئی تھی۔اب میں سنبھل گئی ہوں۔اب کہیں نہیں کھو گی۔"

"یہ کوٹ کی سنوائی پرسوں ہے؟"

"ہمم"

"تو کسی وکیل کا انتظام کیا ہے؟"

"جی بابا سب ہو گیا ہے۔آپ بے فکر رہیں اِس بار جیت ذیمل نور میر کی ہو گی۔"

"انشاءاللہ"

"ذیمل بیٹا تم کن چکروں میں پڑ گئی ہو؟ یہ سب لڑکیوں کے کرنے کے کام نہیں ہوتے۔لڑکیاں تو بس اپنے گھر میں اچھی لگتی ہیں بچے۔"

فریحہ میر اُٹھ کر ذیمل کے ساتھ بیٹھی اور پیار سے اُس کے بال سہلانے لگی۔

"اپنے اوپر لگے بے بنیاد الزام کو مٹا دینا ہر لڑکی کا فرض ہوتا ہے۔اور میں اپنے گھر میں ہی تو ہوں۔"

"تمہاری بات ٹھیک ہے پر میں شادی کی بات کر رہی ہوں۔اب شادی کر لو بس بہت اب میں اپنی بیٹی کو دلہن بنے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

اُن کی بات پر ذیمل کے چہرے پر زخمی سے مسکراہٹ آئی۔زیان نے بڑے غور سے ذیمل کے تاثرات دیکھے۔

www.novelsclubb.com

"اگر میں یہ جنگ جیت گئی تو سُرخ جوڑا پہن کر بیٹھ جاؤ گی ڈولی میں اور اگر ہار گئی جو کہ ناممکن ہے تو شاید آپ کو مجھے سفید جوڑے میں چار کندھوں والی ڈولی میں رخصت کرنا پڑے۔"

بے تاثر چہرے لیے وہ عجیب لہجے میں بولی۔سب گھر والوں نے دہل کر اُسے دیکھا۔

"پاگل ہو گئی ہو کیسی باتیں کر رہی ہو؟ہم سب کا خیال ہی کر لو۔"

"آپ سب یہ آنسو ابھی بچا کر رکھیں میری رخصتی پر بھی تو بہانے ہیں۔اب رخصتی چاہے جیسی بھی ہو آنسو تو دونوں بار میں ہی بہتے ہیں۔پھر چاہے رخصتی سُرخ جوڑے میں ہو یا پھر سفید کفن میں۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل کی بات پر زیان نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔وہ بھی اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔ذیمل کی آنکھیں بلکل بے خوف تھی۔زیان کو اُس کی بے خوفی نے ڈرا دیا تھا۔

"ذیمل چندا کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو؟مت کرو ایسی باتیں ہم میں دوسری بیٹی کھونے کی ہمت نہیں ہے۔"

اقرا میر روتے ہوئے بولی۔

"فکر مت کریں آپ سب ذیمل نور میرا اتنی کم عقل نہیں ہے جو مرنے پر آجائے۔ابھی تو میں نے اپنی طرف اُٹھتی کچھ انگلیاں اور کچھ لوگوں کی انا توڑنی ہے۔آپ دونوں نے اپنی دوسری کیا پہلی بیٹی بھی نہیں کھوئی۔اور مجھے بھی آپ نہیں کھوئیں گیں یہ وعدہ ہے

www.novelsclubb.com

میرا۔"

ذیمل نے اناوالی بات زیان کو دیکھ کر بولی۔اُس کی باتیں سب کی سمجھ سے باہر تھی مگر پھر بھی سب خاموش رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

آج کورٹ میں اُن کی پہلی پیشی تھی۔میر خاندان سے صرف فہد میر اور حیدر میر آئے تھے۔اور ساتھ میں فائق، سبحان اور روحا تھے۔سارے کورٹ پہنچ چکے تھے۔صرف ذیمل ہی موجود نہیں تھی کیونکہ اُس نے بعد میں آنے کا کہا تھا۔تھوڑی ہی دیر میں جج

صاحب بھی پہنچ گئے تھے۔ مگر ذیمل کا کچھ آتہ پتہ نہیں تھا۔ سب ذیمل کیلئے پریشان تھے۔ پریشان تو زیان بھی تھا مگر وہ ظاہر نہیں ہونے دے رہا تھا۔

جج صاحب کے عدالت شروع کرنے کے حکم پر سب لوگ خاموش ہو گئے۔

"جج صاحب آج کی پیشی میں نا تو ذیمل صاحبہ موجود ہیں اور نا ہی اُن کا وکیل حاضر ہے۔"

آریان کا کیس عدنان نامی وکیل لڑ رہا تھا۔ تبھی عدالت شروع ہوتے ہی فوراً بولا۔ اتنے میں کوئی تیزی سے بیرونی دروازے سے اندر آیا۔ ہیل کی ٹک ٹک پورے حال میں گونجی۔

www.novelsclubb.com

"بہت معذرت جج صاحب آپ کو انتظار کرنا پڑا۔"

وائٹ پینٹ اور وائٹ شرٹ پر بلیک کوٹ اُوڑھے وہ خود ہی وکیل بنی ہوئی تھی۔ بالوں کو سٹریٹ کر کے دونوں طرف سے اگے ڈالے ہوئے تھے۔ہاتھ میں فائل تھی جواب وہ اپنی جگہ پر پڑی ٹیبل پر رکھ چکی تھی۔

"یہ کیا مزاق ہے ذیمل صاحبہ ؟آپ کا وکیل بھی نہیں آیا ابھی تک۔اور آپ بھی اتنی لیٹ آئی۔اگر صحیح کام نہیں ہوتا تو مت کیا کریں۔ایسے اپنا اور عدالت کا وقت برباد مت کریں۔"

www.novelsclubb.com

عدنان صاحب پھر سے بولے۔

"میں عدالت سے معافی مانگتی ہوں کہ میری وجہ سے تین منٹ ضائع ہوئے اور جہاں تک بات وکیل کی ہے تو اِس کیس میں اپنی وکیل میں خود ہوں یو آنر۔ میں اپنا کیس خود لڑوں گی۔"

ذیمل کی بات پر سب ہی حیران ہوئے۔ زیان نے فائق کی طرف دیکھا مگر اُس نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ وہ خود پریشان تھا یہ سب دیکھ کر۔

"پتہ نہیں ذیمل لاسٹ مومنٹ پر پلین چینج کرنا کب چھوڑے گی۔"

www.novelsclubb.com

فائق خود سے بڑبڑایا۔ جو ساتھ بیٹھے سبحان نے باخوبی سنا۔

"یعنی وکٹم بھی آپ ہیں اور اپنا کیس بھی خود لڑیں گیں۔"

وہ طنزیہ بولا۔ذیمل نے سینے پر ہاتھ باندھے سکون سے اُسے دیکھا۔

"بلکل..."

"باقی کا وقت برباد مت کریں عدالت شروع کی جائے۔"

جج صاحب کی بات پر ذیمل پہلی رو میں جا کر بیٹھ گئی جہاں اکثر وکیل بیٹھتے تھے۔عدنان صاحب آریان کی حمایت میں بولنے لگے۔

"جج صاحب ذیمل میڈم نے میرے موکل پر الزام لگایا ہے کہ اُنھوں نے ایک سال پہلے اُن کو ہراس کیا تھا۔ تو کیا یہ بات مشکوک نہیں ہے؟ کہ ایک سال تک ذیمل میڈم کہاں تھی؟ جواب اِنہیں رپورٹ درج کروانے کا خیال آیا۔"

عدنان کی بات پر ذیمل اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔ اور بولنے کیلئے جج سے اجازت طلب کی۔ اجازت ملتے ہی وہ فوراً بولی۔

"عدنان صاحب آریان کی وجہ سے میری بہن نے خودکشی کی تھی۔ جس کی وجہ سے میں ٹرامہ میں تھی۔ یہ میری رپورٹس ہیں۔ میں اب بھی اینٹی بائیوٹیکس لے رہی ہوں۔ مگر اب میری حالت ٹھیک ہے اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آریان احمد بھی یورپ سے ابھی لوٹے ہیں تو میں نے فوراً رپورٹ درج کروادی۔"

www.novelsclubb.com

"جج صاحب میں یہاں کٹہرے میں فائق مراد کو بُلانا چاہو گا۔"

ذیمل کی بات سُننے کے بعد اُس نے فائق کو بُلانے کی اجازت چاہی۔ذیمل واپس اپنی جگہ پر جا کر بیٹھی۔فائق کٹہرے میں آ کر کھڑا ہوا۔

"جی تو فائق صاحب کیا آپ بتائیں گیں کہ ذیمل کو کب سے جانتے ہیں؟"

"میں ذیمل کو بچپن سے جانتا ہو۔ہم بہت اچھے دوست ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"صرف دوست ہیں یا کوئی اور رشتہ؟؟؟"

اُس کی بات کا مطلب سب کو سمجھ آیا تھا۔زیان نے اپنی مٹھیاں زور سے بھینچی۔

"وہ میری بہن ہے۔"

فائق ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔

"اوکے جی تو آریان کے بارے میں ذیمل نے آپ کو بتایا تھا کہ وہ اُسے تنگ کر رہا ہے؟"

"نہیں ذیمل نے مجھے کچھ نہیں بتایا چونکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھنا جانتا ہوں تبھی میں نے آریان کی بہت سے مشکوک حرکتیں دیکھی تھی۔اور اُسے وارن بھی کیا تھا۔"

"آپ نے اِس بارے میں اور کس کس کو بتایا تھا؟"

"میں نے اِس بارے میں زیان کو بھی بتایا تھا۔اُس کے علاوہ ذیمل اور ہانیہ کو۔"

"تو کیا آپ نے آریان کو ڈر گز لیتے دیکھا تھا؟"

"جی ہاں میں نے خود دیکھا تھا۔اور رنگے ہاتھوں اِسے پکڑا تھا مگر یہ مکر گیا تھا۔"

فائق نے سامنے کھڑے آریان کو گھورا۔

"تو آپ نے پولیس کو کیوں نہیں بتایا؟"

"میرے پاس ثبوت نہیں تھے مگر میں...."

"بہت شکریہ فائق مراد آپ اپنی جگہ پر جا سکتے ہیں۔"

فائق آریان کو گھورتا اپنی جگہ پر چلا گیا۔اب ذیمل کی بولنے کی باری تھی تو اُس نے کسی حمیدہ نامی عورت کو بُلایا۔اُس عورت پر نظر پڑتے آریان کو اپنا کھیل بگڑتا محسوس ہوا۔فہد میر نے حیرانگی سے اُس عورت کو دیکھا۔

"جج صاحب یہ حمیدہ خاتون ہیں جنہیں آریان احمد اپنی ماں بنا کر ہمارے گھر ہانیہ کا رشتہ مانگنے آیا تھا۔مگر حقیقت میں یہ آریان کے گھر میں کام کرنے والی بہت پُرانی ملازمہ تھی۔آریان کے ماں باپ کا ڈائیورس ہو چکا ہے۔اور دونوں ہی اِس ملک میں نہیں رہتے۔اِسی بات کا اِس گھٹیا شخص نے فائدہ اُٹھایا ہے۔اور میں اِنہیں گواہ کے طور پر پیش

کر رہی ہوں۔"

"یہ جھوٹ بول رہی ہے۔یہ سب مجھے مل کر پھنسا رہے ہیں۔"

آریان چیخ کر بولا۔

"خاموش آریان احمد۔سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کرنے کیلئے یہاں عدالت موجود ہے۔"

جج صاحب کی بات پر وہ خاموش ہو گیا۔

"جی تو حمیدہ بیگم بتائیں آپ کو آریان نے اِس کام کے کتنے پیسے دیے تھے؟"

"مجھے اِس نے پچاس ہزار دیے تھے۔کیونکہ میرے شوہر کو کینسر تھا تو مجھے علاج کیلئے پیسوں کی ضرورت تھی۔اِس لیے میں نے یہ کام کیا۔"

"ٹھیک ہے تو کیا آریان شراب پیتا ہے؟"

"جی چھوٹے صاحب بہت بار شراب پیتے تھے دن میں۔اور کئی بار تو یہ نشے میں گھر کے سبھی ملازمین کو مارتے بھی تھے۔"

"بہت شکریہ آپ کا۔اب آپ جا سکتی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

اُس کے جانے کے بعد ذیمل جج کی طرف مڑی۔اور ایک فائل اُن کی طرف بڑھائی۔

"جج صاحب یہ بات صاف اِس فائل میں واضح ہو گئی ہے کہ آریان نا صرف شراب پیتا تھا بلکہ ڈرگز بھی لیتا رہا ہے۔ یہ سب آریان کی میڈیکل رپورٹ میں صاف لکھا ہے۔ باقی کے معاملات بھی صاف ہیں آپ کے سامنے۔ آریان نے مجھے ہراس کیا اور ساتھ ہی میری بہن کا استعمال کیا۔ میں چاہتی ہوں کہ عدالت تمام ثبوتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آریان کو سخت سے سخت سزا سنائے۔"

"اتنی بھی کیا جلدی ہے ذیمل میڈم۔ جج صاحب ہمارا ایک گواہ آج حاضر نہیں ہو سکا اور ہانیہ کو استعمال کرنے والی بات بھی یہاں کلیئر نہیں ہوئی۔ تو میں عدالت سے ایک اور تاریخ دینے کی درخواست کرتا ہوں تاکہ میرا موکل اپنی بے گناہی ثابت کر سکے۔"

www.novelsclubb.com

"تو ٹھیک ہے آج سے ٹھیک تین دن بعد یہاں دوبارہ پیشی ہو گی۔ ناؤ دی کورٹ از آور۔"

جج صاحب کے جانے کے بعد ذیمل نے خونخوار نظروں سے عدنان کو گھورا۔آریان کو واپس جیل میں لے جایا گیا تھا۔باقی سب بھی آہستہ آہستہ باہر نکل رہے تھے۔اب تین دن بعد پھر سے پیشی تھی۔اگلی تاریخ ملنے پر ذیمل کو جی بھر کر غصّہ آیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ عدنان نے جان کر ایسا بولا ہے تاکہ وہ اگلی تاریخ لے سکے اور آریان کو بچانے کا کوئی حل نکال سکے۔مگر آگے بھی ذیمل تھی اتنی آسانی سے تو وہ کسی کو بھی جیتنے نہیں دے سکتی تھی۔اب اُسے اگلا لائحہ عمل تیار کرنا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیسے لڑو گی؟ذیمل تھک جاؤ گی سب سے لڑ لڑ کر۔"

باہر نکلتے ہی زیان نے اُس کا راستہ روکا۔

"میں نہیں تھکتی۔ حق کی لڑائی میں جیت ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے زیان صاحب۔اِس لیے میری فکر چھوڑ دو اور اپنے دوست کی فکر کرو۔"

ذیمل نے بلیک کوٹ ہاتھ میں پکڑا تھا۔اپنی بات کہتی وہ جانے لگی جب زیان نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔ذیمل نے مڑ کر اُسے گھورا۔

"مجھے اُس کی نہیں تمہاری فکر ہے نور۔"

www.novelsclubb.com

زیان نے کہنے پر زیمل کی ایک میٹ مِس ہوئی۔

"میرا نام ذیمل نور میر ہے زیان میر۔مجھے نور کہنے کا حق تم کھو چکے ہو۔"

ذیمل نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔زیان نے بے بسی سے اُسے دیکھا۔

"تمہیں نور کہنا کا حق تمہارے ذی کو تھا،ہے اور ہمیشہ رہے گا۔"

اُس کے کہنے پر ذیمل اُس کے قریب آئی۔

"ذی کی نور تو کب کی مر چکی ہے زیان میر۔"

سرگوشی میں کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔جبکہ زیان کی کالی آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمکی۔جسے وہ بڑے آرام سے آنکھوں پر گلاسز لگاتے چُھپا چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ چاروں کب سے اُسے گھور رہے تھے جو بڑی لاپرواہی سے سلش پی رہی تھی۔کافی دیر اُن چاروں کی نظریں خود پر برداشت کرتے آخر ذیمل نے سلش ٹیبل پر رکھا اور آئیبرو اچکا کر چاروں کو دیکھا۔

"اینی برابلم؟"

www.novelsclubb.com

اُس کے آرام سے بولنے پر چاروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"ذیمل میڈم کیا ابھی کوئی کسر رہ گئی ہے۔سارا پلین لاسٹ موؤمنٹ پر چینج کر کے میڈم اب پوچھ رہی ہیں اپنی پرابلم۔"

فائق طنزیہ انداز میں بولا۔

"اور بائے داوے ذیمل میڈم آپ کے پاس وکالت کی ڈگری کب آئی؟آپ نے بتایا ہی نہیں۔"

سبحان کی بات پر ذیمل مسکرائی۔چاروں نے تعجب سے اُسے دیکھا جو اتنے ٹینس ماحول میں مسکرا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"پروفیسر اُحد یاد ہیں؟"

"کون وہ جو ہمیں میتھ پڑھاتے ہیں یونی میں؟"

روحا کے پوچھنے پر ذیمل نے ہاں میں سر ہلایا۔

"ہاں وہی اُنھوں نے ایک بار مجھے کہا تھا کہ ذیمل بیٹا میرا بڑا بھائی کورٹ میں جج ہے۔ کبھی کوئی ہیلپ کی ضرورت ہو تو مجھے بتانا میں تمہاری مدد کروں گا۔"

www.novelsclubb.com

"تو کیا جو جج آج پیشی میں بیٹھے تھے وہ پروفیسر اُحد کے بھائی ہیں؟"

دانیہ نے بے چینی سے استعفار کیا۔

"اونہہ وہ نہیں۔پروفیسر اُحد کے بھائی ریٹائر ہو چکے ہیں۔میں اُن کے پاس گئی اور سارا کیس اُنہے بتایا ثبوتوں کے ساتھ۔اُنہوں نے بتایا کہ وہ میری مدد نہیں کر سکتے۔پھر میں نے اُن سے اپنا کیس خود لڑنے کا بولا تو اُنہوں نے کہا کہ بغیر ڈگری کے یہ ناممکن ہے۔میں وہاں سے اُٹھنے لگی تو وہ فوراً بولے میری بیٹی کی وکالت کی ڈگری ہے اور اتفاق سے اُس کا نام نور ہے۔تم اُس کی ڈگری کے ذریعے اپنا کیس لڑ سکتی ہو۔بس میں نے اپنے نور نام کا فائدہ اُٹھایا اور ایسے آرام سے ہو گیا میرا کام۔"

www.novelsclubb.com

ذیمل کی وضاحت پر وہ چاروں ہی ایمپریس ہوئے۔

"واہ ذیمل کیا دماغ پایا ہے تم نے زبردست یار۔اب مزا آئے گا۔جیت ہماری ہو گی اور آریان سڑے کا جیل میں۔"

فائق ستائشی انداز میں بولا۔باقی سب نے بھی اُس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"اِس بات پر ایک پیزا اور پانچ زنگر برگر آرڈر کرتا ہوں۔پیسے ذیمل تم ہی دو گی۔"

سدا کا بھوکا سبحان فوراً کاونٹر کی طرف بڑھا آرڈر لکھوانے کیلئے۔ذیمل نے سلش واپس اُٹھاتے اُس کی حرکت پر نفی میں سر ہلایا۔آخر اب پیسے اُسے ہی دینے تھے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ڈاکٹر بہرام ڈاکٹر بہرام جلدی چلیے وہ آپ کی پیشنٹ کی حالت بہت بگڑ رہی ہے۔"

وہ عشال بیگم کے ساتھ کھڑا کسی پیشنٹ کی فائل ریڈ کر رہا تھا جب نرس نے اُسے ہانیہ کا بتایا۔ فائل وہیں پھینکتا وہ فوراً اُس کے وارڈ کی طرف بڑھا۔ سامنے کا منظر دیکھ کر اُسے اپنا دل رُکتا ہوا محسوس ہوا۔ ہانیہ تیز تیز بامشکل سانس لے رہی تھی۔ رفتہ رفتہ اُس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نرس جلدی سے انجیکشن لاؤ۔"

ڈاکٹر عشال کی آواز پر وہ ہوش میں آیا اور فوراً سے ہانیہ کے قریب آیا۔اُس کی ہارٹ بیٹ چیک کرتے بہرام نے بے یقینی سے عشال کی طرف دیکھا۔ایک آنسو ٹوٹ کر اُس کی آنکھ سے گرا۔

"بہرام ہمت کرو بچے۔"

ڈاکٹر عشال اپنا ماسک اُتارتی بولی۔اُن کی خود کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھی۔بہرام ایک ہاتھ سے آنکھیں صاف کرتا باہر نکل گیا۔عشال بیگم سے افسوس سے اُس کی پشت کو دیکھا پھر ایک نظر ہانیہ کو دیکھتی وہ نرس کو اشارہ کرتی باہر چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

بہرام کو ڈھونڈتی وہ پورے ہاسپیٹل کا چکر لگا چکی تھی۔آخر وہ اُنہیں کارنر پر بنی چیئنج پر نظریں جھکائے بیٹھا نظر آیا۔

"بہرام..."

عشال بیگم کی آواز پر اُس نے سر اُٹھایا۔اُس کی انکھیں ضبط کے باعث سُرخ ہو رہی تھی۔

"ماماہانیہ...."

www.novelsclubb.com

اتنا کہتے ہی وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔اُس کو اِس طرح روتا دیکھ کر عشال بیگم کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کرسی پر بیٹھی خلاؤں کو گھور رہی تھی۔رات کے اِس پہر بدلتے موسم کے باعث ٹھنڈ کا احساس ہو رہا تھا۔دونوں ٹانگوں کو فولڈ کیے کرسی پر رکھا تھا۔ہلکی ہلکی ہوا کے باعث پتے ہِل رہے تھے۔وہ خاموشی سے بیٹھی ہلتے پتوں کی آوازیں سُن رہی تھی۔

"ہانی تم اِن بے کار کی خاموشیوں کو کیوں سنتی ہو؟یہ پتوں کی آوازیں سب فضول ہے۔"

www.novelsclubb.com

"یہ خاموشیاں ہی تو ہماری تنہائی کی ساتھی ہوتی ہیں۔ہوا کی وجہ سے جب یہ پتے اُڑتے ہیں تو لگتا ہے یہ آپ سے باتیں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔کبھی محسوس کرنا اِن خاموشیوں

کو اور دیکھنا یہ خاموشیاں کبھی کبھار بہت بھلی لگتی ہیں۔ جیسے تنہائی میں یہ خاموشی آپ کی دوست ہو۔"

"تم ناول پڑھ پڑھ کر پاگل ہو گئی ہو ہانی۔ بھلا خاموشیاں کیسے باتیں کر سکتی ہیں۔ تم بھی نا چلو اب اندر۔ یہ بدلتے موسم کی ٹھنڈی ہوا بیمار کر دیتی ہے۔"

آج اُسے ہانی کی کہی بات سمجھ آئی تھی۔ آج اُسے معلوم ہوا تھا کہ واقع خاموشیاں تنہائی کی ساتھی ہوتی ہیں۔ آج اُسے یہ خاموشیاں اچھی لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میرا بچہ باہر کیوں بیٹھا ہے؟ ٹھنڈی ہوا چل رہی معلوم ہے نا بدلتا موسم بیمار کر دیتا ہے۔"

فہد میر اُس کے ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھے۔ذیمل نے نظریں اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔نرم سے مسکراہٹ چہرے پر سجائے نجانے کیوں ذیمل کو آج وہ اپنی عمر سے بہت بڑے لگ رہے تھے۔

"بابا جس طرح بدلتا موسم بیمار کرتا اُسی طرح بدلتے لوگ بھی تو بیمار کر دیتے ہیں انسان کو ذہنی طور پر۔"

"بلکل ہر بدلتی چیز ہمارے لیے نقصان دہ ہوتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ بھی خاموشی سے ذیمل کی طرح سامنے اندھیرے کو دیکھ رہے تھے۔

"بابا ایک بات پوچھو؟"

"پوچھو بچے آپ کو اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"بابا آپ کو ہانیہ یاد آتی ہے؟"

ذیمل کے سوال پر فہد میر کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔

"وہ بھولتی ہی نہیں ہے۔وہ تو آج بھی ہمارے ساتھ ہماری یادوں میں ہے۔"

"اگر میں کہوں کے وہ ہمارے ساتھ ہماری زندگی میں بھی ہے تو..."

ذیمل نے جان کر بات اُدھوری چھوڑی۔ فہد میر نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔

"میرا مطلب ہے وہ ہم سب کی زندگی کا اہم حصّہ ہے تو وہ ہماری زندگی میں بھی تو ہے نا۔"

ذیمل نے فوراً بات بدلی۔ فہد میر نے ثبات میں سر ہلا کر اُس کے بات کی تائید کی۔

"ذیمل ہمیں تم پر پورا بھروسہ ہے بس ایک بات کا خیال رکھنا اِس بار میں کوئی صدمہ برداشت نہیں کر سکوں گا۔"

www.novelsclubb.com

فہد میر سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

"بابا آپ کی ذیمل نے ناپہلے کبھی آپ کا بھروسہ توڑا تھا نا ہی اب ٹوٹنے دوں گی بے فکر رہیں۔ چلیں اندر چلیں بہت رات ہو گئی ہے۔"

ذیمل اُن کی بات کا اشارہ سمجھ چکی تھی۔ تبھی ہلکی سی مسکراہٹ سجاتی بولی۔ فہد میر نے اُسے گلے سے لگایا۔ وہ بھی آخر ایک باپ تھے ایک بیٹی کو کھونے کے بعد دوسری کو کھونے کی ہمت نہیں تھی اُن میں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"کاش خوابوں کا ایک جہاں ہوتا

جس میں تو میرا ہمنوا ہوتا

تیری میری ایک دلچسپ کہانی ہوتی

باقی ساری دنیا انجانی ہوتی"

www.novelsclubb.com

فائق کا میسج پر بھیجا شعر پڑھ کر دانیہ کی آنکھیں پوری کی پوری کُھلی رہ گئیں۔اُس میں اتنی ہمت آگئی تھی کہ وہ اب دانیہ سے ایسے اظہار کرے گا۔ابھی وہ بار بار یہ لائنیں دہرا رہی

تھی کہ نیچے ایک اور میسج آیا۔

"بس کچھ دن اور رہتے ہیں۔"

اِس بے تکے میسج پر دانیہ نے آئیبرو اچکائے۔آخر کس چیز میں کچھ دن رہتے ہیں۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُس نے فائق کو میسج کیا۔

"یہ سب کیا ہے؟"

www.novelsclubb.com

"کہا تو ہے کچھ دن اور پھر معلوم ہو جائے گا۔"

فوراً ہی فائق کا جواب آیا۔

"کیا معلوم ہو جائے گا؟"

"سب کچھ۔"

اُففففف اُس کی اُدھوری بات نے دانیہ کو سر پیٹنے پر مجبور کر دیا۔ آخر یہ بندہ چاہتا کیا تھا۔ شعر کے ذریعے اپنے دل کی بات کہتا ہے اور جب پوچھو تو فوراً ہی بات بدل دیتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اتنا مت سوچو دانی میں تمہارے دماغ میں نہیں آنے والا کیونکہ میں تو پہلے ہی تمہارے دل میں گھر بنا چکا ہوں۔"

فائق کا ایک اور شرارت سے بھرا میسج اُسے موصول ہوا۔دانیہ نے فوراً ہی گھبرا کر فون رکھ دیا۔کیا پتہ وہ دانیہ کو آن لائن دیکھ کر دوبارہ کوئی فضول گوئی کر دے۔

"دانیہ..."

زیان کی آواز پر دانیہ فوراً گڑبڑا کر موبائل پھینکتی اُٹھی۔

"جججی بھائی۔"

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا تم گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟سب ٹھیک ہے۔"

زیان اُسے حواس باختہ دیکھ کر بولا۔

"جی جی سب ٹھیک ہیں آپ بتائیں کوئی کام تھا؟"

"ہاں وہ اپنا فون دینا زرا۔"

زیان کے فون مانگنے پر دانیہ کا رنگ فق ہوا۔ کیونکہ اُس کے فون میں فائق کا ابھی والا میسج بلکل اوپر ہی کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دانیہ فون..."

زیان دوبارہ بولا۔دانیہ نے چونک کر اُسے دیکھا۔

"بب بھائی وہ فون وہ۔"

دانیہ کو سمجھ نہیں آیا کہ آخر کیا جواب دے۔اگر اُس نے فائق کا میسج دیکھ لیا تو وہ کیا جواب دے گی۔

"کیا ہوا تمہارے فون کو؟"

www.novelsclubb.com

زیان ناسمجھی سے بولا۔

"وہ چار جنگ ننھیں ہے۔"

"اوہ اچھا میں ماما سے پوچھ لیتا ہوں اصل میں میرے فون میں بھی چار جنگ نہیں تھی۔ چلو کوئی بات نہیں۔"

زیان کہتا ہوا چلا گیا مگر دانیہ کو احساسِ ندامت میں مبتلا کر گیا۔ آخر اُس نے پہلی بار اپنے جان سے پیارے بھائی سے جھوٹ بولا تھا۔ وہ اب فائق سے کبھی بات نہیں کرے گی یہی سوچتے ہوئے دانیہ نے فون اُٹھا کر فائق کے نام کی تمام چیٹ ڈلیٹ کر دی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ذیمل بار بار بہرام کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ مگر اُس کا نمبر مصروف جا رہا تھا۔ جھنجھلاہٹ میں اُس نے پانچویں بار کال ملائی مگر اِس بار بھی کوئی جواب نا ملنے پر مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ اِس وقت آفس میں موجود تھی۔ اور سارے ورکر ہی تھوڑی تھوڑی دیر بعد سر اُٹھا کر اپنی مغرور میڈم کا جھنجھلایا ہوا روپ دیکھ رہے تھے۔

"فار گاڈ سیک بہرام کال اُٹھاؤ اِٹس ویری اڑجنٹ۔"

غصّے سے اُس نے ایک بار اور ٹرائے کیا۔ مگر اِس بار بھی جواب نا ملنے پر ذیمل نے پاس پڑا واس اُٹھا کر غصّے سے سامنے دے مارا۔ زیان جو اپنے روم سے باہر آ رہا تھا واس کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر پھرتی سے پیچھے ہوا۔ اگر وہ بروقت پیچھے نا ہوتا تو شاید واس اُس کو خون

میں رنگ چکا ہوتا۔

"سوری۔"

ایک لفظ بولتی ذیمل اپنے روم کی طرف بڑھی۔زیان نے ایک نظر اپنے ساتھ ٹوٹے ہوئے واس کو دیکھا پھر اپنی سانس بحال کرتا اُس کے پیچھے بڑھا۔

روم میں آکر بھی ذیمل یہاں سے وہاں چکر لگاتی بہرام کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔مگر ایک دفعہ پھر جواب ناموصول ہونے کی صورت میں ذیمل نے صوفے سے کشن اُٹھا کر دروازے میں دے مارا۔جو بد قسمتی سے اِس بار سید ھا زیان کے منہ پر لگا۔

www.novelsclubb.com

"آہہہ سوری۔"

پھر سے سوری بول کر وہ اُس کا نمبر دوبارہ ملانے لگی۔

"ایک کام کرو آس پاس جتنی بھی چیزیں پڑی ہیں وہ ایک ہی بار میں مجھ پر توڑ کر غصّہ اُتار لو۔

زیان کی آواز پر وہ اُس کی طرف مڑی۔ جو بڑے ہی سنجیدہ انداز میں ہاتھ میں کشن اُٹھائے اُس سے مخاطب تھا۔

"سوری بولا تو ہے اب کیا پیر پکڑوں؟"

وہ جان چھڑانے والے انداز میں بولی۔

"سوری تو ایسے بولا ہے جیسے احسان کر رہی ہو۔"

وہ بھی زیان میر تھا آخر کیسے چپ رہتا۔

"ذیمل نور میر کا ایک سوری ہزار احسانوں سے بہتر ہے۔"

واہ کیا غرور تھا اُسے خود پر۔

"مہربانی پھر تو تم نے مجھ ناچیز پر دو ہزار بار احسان کر دیا ہے۔"

اُسکا اشارہ دو بار سوری بولنے پر تھا۔

"کام کی بات بولو میرا دماغ ویسے ہی بہت گھوما ہوا ہے کہیں سچ میں کچھ تمہارے سر میں ہی نادے مارو۔"

www.novelsclubb.com

اُس کی آنکھوں میں دیکھتی ذیمل گھور کر بولی۔

"کام کی بات یہ ہے کہ مجھے اُس دن کی ساری بات بتاؤ۔کچھ بھی نہیں چھوڑنا سب بتاؤ۔"

زیان چیئر گھسیٹ کر اُس پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"کون سے دن کی؟"

ذیمل ناسمجھی سے بولی۔

"اوہ اچھا اچھا تو آخر زیان میر کو ہوش آ ہی گیا کہ وہ سچائی معلوم کر لے۔"

ذیمل استہزاء انداز میں بولتی اُس کے سامنے چیئر گھسیٹ کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھ گئی۔

"ذیمل پلیز...."

"زیان میر پلیز۔اب ساری بات کورٹ میں ہو گی جو صحیح غلط ہے سب کا فیصلہ کورٹ میں ہو گا۔اور جہاں تک بات ہے تمہارے سوالوں کی تو اُن سب کے منہ توڑ جواب میں کورٹ میں دوں گی۔ناؤ پلیز گیٹ آوٹ فرام مائے روم۔"

www.novelsclubb.com

اُس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔بے عزتی کے احساس سے زیان کا چہرہ سُرخ ہوا۔ضبط کرتا وہ بِنا کچھ کہے تیزی سے باہر چلا گیا۔ذیمل کی نظروں نے دروازہ بند ہونے

تک اُس کا پیچھا کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بہرام سر جھکائے لاؤنج میں بیٹھا تھا۔ ساتھ پڑا فون کب سے بج بج کر اب خاموش ہوا تھا۔ عشال بیگم نے کچن سے باہر آ کر دوسری مرتبہ اُسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کب تک اُس سے چھپاؤ گے بہرام؟"

عشال بیگم کی آواز پر وہ چونکا۔نا سمجھی سے وہ اُن کی طرف دیکھنے لگا۔

"کب تک ذیمل سے سب چھپا کر رکھو گے ؟آخر وہ ہانیہ کی بہن ہے اُسے پورا حق ہے جاننے کا۔"

"ابھی نہیں ماما ابھی میں کچھ نہیں کر سکتا۔ابھی میں خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا ہوں۔مجھے نہیں معلوم میں کیسے ذیمل کا سامنا کروں گا؟اُس نے کتنے یقین سے ہانیہ کو مجھے سونپا تھا اور میں..."

www.novelsclubb.com

اُدھوری بات کرتے ایک دفعہ پھر اُس کی انکھیں نم ہو گئیں تھیں۔

"بہرام بیٹا تم تو پروفیشنل ڈاکٹر ہو۔ تم ایسے کرو گے تو باقی سب کا کیا ہو گا۔ اچھا پھر ذیمل کی کال تو اُٹھالو۔ ہو سکتا ہے کوئی ضروری کام ہو۔"

"مجھے معلوم ہے وہ کس لیے کال کر رہی ہے۔ مگر مجھ میں ابھی اُس سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ اگر اُس نے ہانیہ کا پوچھ لیا تو۔ میں کیا جواب دوں گا اُسے۔ اِس لیے میں اُس کی کال نہیں اُٹھاؤں گا۔ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

فون پر نظریں جمائے وہ پختہ لہجے میں بولا۔ عشال بیگم نے افسوس بھری نظروں سے اُسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سبحان صاحب کدھر چلے؟"

بلیو شرٹ، بلیک جینز پہنے بالوں کو جیل لگا کر سیٹ کیے، گاڑی کی چابی کو انگلی پر گھماتے وہ سیٹی کی دُھن بجاتا باہر نکلا تھا۔ جب اپنی گاڑی کے ساتھ ٹی پنک شلوار قمیض میں ملبوس گلے میں دوپٹہ ڈالے روحا کی آواز پر رُکا۔

"اوہ بیگم صاحبہ کیا حال ہے؟"

www.novelsclubb.com

"سبحان کیا تم تھوڑی دیر کیلئے سیریس ہو سکتے ہو؟"

وہ سنجیدگی سے بولی۔

"ہاں جی بلکل بولیں روحا فاطمہ کیا بات ہے؟"

وہ بامشکل سنجیدہ صورت بناتے ہوئے بولا۔

"ڈاکٹر بہرام ذیمل کی کال ریسیو نہیں کر رہے۔وہ بہت ٹینشن میں ہے۔"

روحا کی بات پر وہ فوراً سنجیدہ ہوا۔

"یہ تو بہت مسئلے والی بات ہے۔اب کیا کریں گیں؟"

"کرنا کیا ہے پہلی فلائٹ پکڑ کر اسلام آباد جانا پڑے گا۔آج شام کو چار بجے کورٹ جانا ہے تب تک کچھ تو کرنا پڑے گا۔"

"کیا ذیمل نے بولا ہے جانے کیلئے۔"

"ارے نہیں بدھو وہ کیوں بولے گی۔وہ ہماری دوست ہے اُس کی پریشانی حل کرنا ہمارا فرض ہے۔"

دوستی کی بہترین مثال یہ ہوتی ہے۔وہ بِناذیمل کے کہے اُس کا مسئلہ حل کرنے کیلئے اسلام آباد جارہی تھی۔کیونکہ وہ اپنی دوست کو اکیلے پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو پھر ٹکٹ بُک کروائی ہے؟"

"یار کروالوں گی۔ابھی تو چلو گیارہ بجے ہیں ایک دو بجے تک پہنچ جائیں گیں۔"

"پہنچ تو جائیں گیں لیکن واپس کیسے آئیں گیں چار بجے تک؟"

"اوہ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔"

روحا ایک دفعہ پھر پریشانی میں گھرِ چکی تھی۔ سبحان بھی اُس کے ساتھ کھڑا پریشان نظر آرہا تھا۔

"چلو ذیمل سے ہی پوچھتے ہیں اُس کے پاس کوئی پلین ہو گا۔"

"واہ روحا بیگم پہلے ہی اُس کے پاس چلی جاتی اپنے چھوٹے سے دماغ کا استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

وہ طنزیہ انداز میں بولا۔ روحا نے خونخوار نظروں سے اُسے دیکھا۔ پھر پاؤں پٹختی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ سبحان بھی مسکراہٹ دباتا سیٹی کی دُھن بجاتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج کورٹ میں اُن کی دوسری سنوائی تھی۔عدنان آریان کے حق میں چند ایک جملے بول رہا تھا۔جو ذیمل بڑی بیزاری سے ہاتھوں میں پین گھماتی سُن رہی تھی۔اب عدنان جج سے کسی کو بُلانے کی اجازت مانگ رہا تھا۔اُس شخص کا نام سُنتے ذیمل کا پین گُھماتا ہاتھ رُکا۔آنکھوں میں پہلے حیرانگی پھر غصّے کا عنصر نمایاں ہوا۔زیان بے نیازی سے چلتا ہوا اُس کے آگے سے گزرا۔

"جی تو زیان میر آپ کا ذیمل نور میر اور ہانیہ میر سے کیا رشتہ ہے؟"

www.novelsclubb.com

عدنان نے اپنے سوالات کا آغاز کیا۔

"دونوں فہد میر یعنی کے میرے چاچو کی بیٹیاں ہیں۔اور ذیمل نور میر میری منگیتر بھی ہے۔"

زیان کی اقرار پر اُسے سانپ سونگھ گیا۔عدنان نے دلچسپی سے مڑ کر ذیمل کو دیکھا جو ابھی بھی پھٹی پھٹی نظروں سے زیان کو دیکھ رہی تھی۔

"اوہ تو آپ نے اپنے دوست کی وجہ سے اپنی منگیتر چھوڑ دی کیا بات ہے۔"

"چھوڑی نہیں ہے۔نور آج بھی میری منگیتر ہے۔"

www.novelsclubb.com

زیان زوردار آواز میں بولا۔

"اچھا تو زیان صاحب پھر آپ نے آریان کا ساتھ کیوں دیا تھا جبکہ آپ جانتے تھے کہ وہ آپ کی منگیتر کو ہراس کر رہا ہے؟"

عدنان کے سوال پر ذیمل نے نظریں زمین پر مذکور کر لیں شاید اِس سوال کا جواب وہ جانتی تھی۔ جبکہ زیان کی نظریں صرف ذیمل پر جمی تھیں۔

"مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی۔ میں آریان کی باتوں میں آ کر نور کو غلط سمجھنے لگا تھا جبکہ نور ہمیشہ سے ٹھیک تھی۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ میں آج سب کے سامنے ذیمل نور میر سے اپنی ہر غلطی کی معافی مانگتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

وہ پہلا شخص تھا جو کٹہرے میں کھڑے ہو کر سب کے سامنے اپنی غلطی کی معافی مانگ رہا تھا۔ ذیمل نے بے یقینی سے اُس کی طرف دیکھا۔ ذیمل کو توقع نہیں تھی کہ زیان یہ سب

کہنے والا ہے۔وہ تو سمجھی تھی کہ زیان ایک بار پھر سب کے سامنے اُسے ذلیل کرنے والا ہے۔اُس کے کردار پر کیچڑ اُچھالنے والا ہے مگر یہاں تو زیان نے بازی ہی اُلٹ دی تھی۔

"نور پلیز مجھے معاف کر دو۔"

زیان نے ایک بار پھر کہا۔ذیمل نے نم آنکھوں سے اُسے دیکھا۔

"جج صاحب یہ بات قبول نہیں کی جائے گی۔یہ ذیمل کے منگیتر ہونے کی حیثیت سے اپنا بیان بدل رہے ہیں۔ہم اِن کی گواہی کو نہیں مانتے۔یہ مکر گئے ہیں۔ذیمل کے ساتھ مل کر یہ میرے مؤکل کو پھنسانے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

زیان کے بیان بدلنے پر عدنان اور آریان دونوں اپنی جگہ بوکھلائے۔

"آرڈر آرڈر... مِس نور آپ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہیں گیں؟"

جج صاحب نے ڈائریکٹ ذیمل سے پوچھا۔ مگر اُس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تو عدنان صاحب آپ کا گواہ کہاں ہے؟ جلدی سے اُسے بُلایے۔ اپنا اور عدالت کا مزید وقت برباد مت کریں۔"

www.novelsclubb.com

جج صاحب اپنی عینک درست کرتے بولے۔ عدنان نے فوراً اکمل خان کو بُلایا۔

"شٹ۔یہ کمینہ کہاں سے ٹپک پڑا؟"

سبحان نے ساتھ بیٹھے فائق سے کہا۔وہ بھی غصّے سے اکمل خان کو گھور رہا تھا۔

"جج صاحب یہ ذیمل دماغی مریض ہے۔اِس نے دو بار مجھ پر حملہ کیا ہے۔اور آریان بلکل سچ کہہ رہا ہے یہ ذیمل جھوٹی ہے۔"

اکمل خان پر گھبراہٹ طاری تھی تبھی سب اُلٹا سیدھا بول دیا۔آریان کا دل کیا اکمل خان کا سر پھاڑ دے جو بِلاوجہ اُس کو اپنے ساتھ ملانے کا سوچا تھا۔ذیمل کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آئی۔جج سے اجازت لیتی وہ دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتی کٹہرے کے قریب آئی۔

"اکمل خان کیا میں پاگل ہوں؟"

معصوم سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے ذیمل آنکھیں مٹکاتی بولی۔اکمل خان کا سر گھبراہٹ میں نفی میں ہلا۔

"میں جھوٹ بول رہا تھا۔اِن دونوں نے مجھے پیسے دیے تھے جھوٹ بولنے کیلئے۔"

وہ ایک بار پہلے بھی ذیمل سے مار کھا چکا تھا تبھی جلدی سے اُس کو دیکھتا سارا سچ اُگل دیا۔ذیمل فاتحانہ مسکراہٹ سجائے جج صاحب کی طرف مڑی۔

www.novelsclubb.com

"جج صاحب آپ نے خود دیکھ لیا ہے کہ اکمل خان جھوٹ بول رہا تھا۔اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ آریان نے خود کو بچانے کیلئے اِسے رشوت دی تھی جو افسوس کے ساتھ ناکام ہو چکی

ہے۔میں عدالت سے درخواست کرتی ہوں کہ آریان کو سخت سے سخت سزادے کر مجھے اور میری بہن ہانیہ کو انصاف دلایا جائے۔"

"ایک منٹ ذیمل میڈم صرف اِس بات سے سچ ثابت نہیں ہوتا۔"

جج کے بولنے سے پہلے آریان بول پڑا۔

"جج صاحب میں مانتا ہوں میں ڈر گزلیتا ہوں۔میں اُس کی سزا کیلئے بھی تیار ہوں۔مگر میں نے ذیمل کو کبھی بھی ہراس نہیں کیا۔میں ہانیہ سے محبت کرتا تھا اور اُسی سے شادی کرنے والا تھا مگر ذیمل سے اپنی بہن کی خوشی برداشت نہیں ہوئی۔اِس لیے اُس نے یہ سارا جال بچھایا تھا۔ذیمل کی وجہ سے ہانیہ نے خودکشی کی تھی۔میں آپ سب سے بس یہی چاہتا ہوں اگر مجھے ڈر گز لینے کی سزا ملے گی تو ذیمل کو بھی ہانیہ کو خودکشی پر مجبور کرنے پر سزا

www.novelsclubb.com

سنائی جائے۔میں ہانیہ کیلئے سچ مچ والا انصاف چاہتا ہوں۔"

آریان نے خود کو پھنستے دیکھ کر ذیمل پر سارا الزام لگا دیا۔زیان نے غصّے سے اُسے گھورا۔

"تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عدالت نے یہ فیصلہ کیا ہے....."

"ایک منٹ جج صاحب۔میری گواہی کے بغیر کوئی بھی فیصلہ کرنا غلط ہو گا۔"

جج صاحب کی بات پیچھے سے آتی کسی لڑکی کی آواز پر اُدھوری رہ گئی۔سب نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔جہاں دروازے پر ویل چیئر پکڑے بہرام کھڑا تھا اور اُس کے ساتھ عشال بیگم تھی۔جبکہ ویل چیئر پر ہانیہ آنکھوں میں آنسوؤں لیے بیٹھی تھی۔

"آپ کون؟"

جج صاحب ناسمجھی سے بولے۔

"ہانیہ...."

ذیمل بھاگتی ہوئی اُس کی طرف بڑھی۔ فہد میر اور اقراء میر بھی اُٹھے مگر عدالت کی وجہ سے اُس کی طرف نا بڑھے۔ سوائے فائق، سبحان، دانیہ اور روحا کے باقی سب ہانیہ کو حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔ ذیمل ہانیہ کے ویل چیئر گھسیٹ کر جج کے سامنے لے گئی۔

www.novelsclubb.com

"جج صاحب بات صرف ذیمل کے ہر اسمنٹ پر ختم نہیں ہوتی اِس گھٹیا شخص نے مجھے مارنے کی کوشش کی تھی۔"

ہانیہ کی بات پر آریان کو اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا اٹکتے محسوس ہوا۔ جبکہ ہانیہ اُس رات کے بارے میں بتانے لگی۔

(ماضی)

www.novelsclubb.com

(ہانیہ اپنے ڈریس پر جوس گرنے کی باعث اوپر موجود رومز میں سے ایک میں میں اپنا ڈریس صاف کرنے گئی۔ابھی وہ ڈریس صاف کر کے فارغ ہوئی تھی کہ اُسے آریان کی آواز سنائی دی اور پھر ذیمل کی۔منہ پر ہاتھ رکھے اُس نے بامشکل اپنی آواز کا گلہ گھونٹا تھا۔آنسوؤں سے اُس کا پورا چہرہ بھیگ چکا تھا۔ساری باتیں اُس نے خود اپنے کانوں سے سُنی تھی۔مگر آخر میں آریان کی بات سُن کر اُس نے سب کو سچائی بتانے کا فیصلہ کیا۔

سب کے جانے کے بعد کمرے میں صرف آریان کھڑا تھا۔

"آہہہہ کیسے میرا پلان فُلاپ ہو گیا۔ایک منٹ پلین تو فُلوپ نہیں ہوا۔زیان نے تو یقین نہیں کیا ذیمل کا۔یعنی نور اب آزاد ہے واؤ۔"

www.novelsclubb.com

آریان خود سے بولا۔اتنے میں کسی نے واش روم کا دروازہ کھولا۔آریان نے جھٹکے سے دروازے کو دیکھا۔دروازے سے ہانیہ باہر نکلی۔آنسوؤں سے اُس کا پورا چہرہ بھیگا تھا۔

"تم.....تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟؟"

اُس کی آمد آریان کیلئے غیر متوقع تھی۔

"تم ایک دھوکے باز انسان ہو۔تم نے میری فیلنگز کا مزاق اُڑایا۔میری زندگی برباد کی۔مگر میں تمہیں نور کی زندگی برباد نہیں کرنے دوں گی۔میں زیان کو ساری سچائی بتاؤں گی۔میں ذیمل کی پاک دامنی کی گواہی دوں گی۔"

www.novelsclubb.com

ہانیہ آنکھیں صاف کرتی دروازے کی طرف بڑھی۔اِس سے پہلے وہ دروازہ کھولتی آریان نے پاس پڑا واس اُس کے سر میں مارا۔وہ ایک دم لڑکھرائی۔

"اتنی آسانی سے اپنے کیے کرائے پر پانی نہیں پھیرنے دوں گا سویٹ ہارٹ۔بہت جی لیا تم نے۔ویسے اپنی بہن کی بے وفائی پر خودکشی کرنا تو بنتا ہے۔"

آریان اُسے پکڑ کر بولا۔جبکہ درد کی شدت سے ہانیہ کیلئے آنکھیں کھولنا مشکل ہو رہا تھا۔آریان اُسے پکڑ کر بالکنی کے پاس لایا۔اور وہاں سے ہانیہ کو نیچے دھکا دے دیا۔یہ کمرہ چونکہ تھوڑی اونچائی پر تھا۔تو ہانیہ سر کے بل بہت زور سے گری۔اور آریان نے سب کے سامنے جھوٹا ڈرامہ رچایا کہ ہانیہ نے ذیمل کی وجہ سے خودکشی کی ہے۔ذیمل نے اُس کی محبت کو مار دیا ہے۔جبکہ ہانیہ کو خون میں لت پت دیکھ کر ذیمل سُن رہ گئی۔بڑوں نے

آریان کی بات کو جھٹلایا۔ مگر زیان باقی باتوں کی طرح اِس بات کو بھی سچ سمجھنے لگا۔

اُس حادثے کے تین ماہ تک ذیمل صدمے میں رہی۔ زیان کے علاوہ سب کو ذیمل کی بات پر یقین تھا۔ سب اُسے اپنے ساتھ کا یقین دلاتے۔ مگر ذیمل کو ٹھیک ہوتے ہوئے تین ماہ لگے۔ اُس کے بعد نئی ذیمل سب کے سامنے آئی۔ ذیمل نور سب سے مغرور شہزادی۔

ذیمل آج تک یہی سمجھتی ہے کہ ہانیہ نے اُس جھوٹ کی وجہ سے خودکشی کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر یہ بات کسی کو معلوم نہیں تھی کہ اُسے آریان نے دھکا دیا تھا۔)

www.novelsclubb.com

ہانیہ کی بات سُن کر وہاں موجود ہر شخص کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ذیمل نے ضبط کرتے آریان کو دیکھا اُس کی بہن نے خودکشی نہیں کی تھی۔بلکہ آریان نے اُسے مارنے کی کوشش کی تھی۔ہانیہ کے بعد بہرام نے بھی ہانیہ کی ساری میڈیکل رپورٹس دیکھائی۔اب بس جج صاحب کے فیصلہ کا انتظار تھا۔

"جج صاحب ذیمل بے قصور تھی اِس گھٹیا شخص نے میری بہن کو پھنسایا تھا۔"

ہانیہ آنکھیں صاف کرتی بولی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے بہت افسوس ہوا سُن کر جو کچھ آپ کے اور ذیمل کے ساتھ ہوا ہے۔تمام گواہوں اور ثبوتوں کو مدِ نظر رکھ کر عدالت نے فیصلہ کیا ہے کہ آریان کو ہانیہ کے قتل کرنے کی کوشش میں اور ڈر گزلینے کی صورت میں عمر بھر قید دی جائے گی جبکہ ذیمل کو ہر اس

کرنے کے جُرم میں آریان کی تمام جائیداد فلاحی اداروں میں دی جائے گی۔اور مسٹر عدنان کو جھوٹے گواہ لانے اور اُسے رشوت دینے کے جُرم میں دس لاکھ جُرمانا ادا کرنا پڑے گا۔ناؤدی کورٹ از آور۔"

جج صاحب کے جانے کے بعد سب لوگ ایک ایک کر کے چلے گئے تھے۔ذیمل نے جج کا فیصلہ سُنتے ہی وہیں زمین پر سجدہ شکر کیا۔آج اُسے انصاف مل ہی گیا تھا۔آج اُس کے سارے دکھوں کا مداوا ہو گیا تھا صرف زیان کے علاوہ۔

اب حال میں صرف میر خاندان کے افراد ہی کھڑے تھے۔اقراء میر اور فہد میر باقی سب کے ساتھ اُن کی طرف بڑھے۔اقراء میر نے ہانیہ کو گلے لگایا جبکہ فہد میر نے زمین پر بیٹھی ذیمل کو گلے سے لگایا۔باقی سب بھی ایک ایک کر کے ہانیہ سے ملے۔

www.novelsclubb.com

"ہانیہ تم تم زندہ ہو؟"

زیان ابھی بھی اُسے سہی سلامت دیکھ کر بے یقین تھا۔

"نہیں زیان میرا بھوت ہے یہ۔"

ہانیہ نے بات کو مزاق کا رُخ دیا۔ساتھ ہی اُس نے ذیمل کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے بھوت سے مل کر بھی اچھا لگا۔"

"مگر مجھے تم سے مل کر اچھا نہیں لگا زیان۔ تم نے میری بہن کو بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ میں بے شک کومہ میں تھی لیکن میں ذیمل کا ہر آنسو محسوس کر سکتی تھی۔ تم سے مجھے یہ اُمید نہیں تھی زیان۔"

ہانیہ کی بات پر زیان ساتھ کھڑی ذیمل کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

"پلیز ذیمل مجھے معاف کر دو۔ میں بہت شرمندہ ہوں آریان پر بھروسہ کر کے۔"

"میں بھی بہت شرمندہ ہوں زیان میر تم پر بھروسہ کر کے۔ چلو ہانیہ گھر چلیں۔"

www.novelsclubb.com

ہانیہ کی ویل چیئر گھسیٹتے ہوئے ذیمل آگے بڑھ گئی۔ جبکہ زیان پیچھے ویسے ہی بیٹھا رہا۔

"اُسے کچھ وقت دو وہ ٹھیک ہو جائے گی۔آخر کار وہ سچی ثابت ہوئی ہے۔"

فائق اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔زیان اہنی پینٹ جھاڑتا اُٹھا۔

"میں نے بہت تکلیف دی ہے نا اُسے۔میں نے کیسے آریان پر بھروسہ کر لیا تھا؟"

اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بے بسی سے بولا۔

"تو اب مداوا بھی تمہیں ہی کرنا ہے زیان میر۔پہلے اُسے تمہاری ضرورت تھی مگر اب تمہیں اُس کی ضرورت ہے۔ہو سکے تو اِس بار دیر مت کرنا۔"

اُس کا قدم تھپتھپاتے ہوئے سبحان سنجیدگی سے بولتا باہر کی طرف اپنے قدم بڑھا چکا تھا۔ وہ ذیمل کو اپنی بہن سے بھی زیادہ چاہتا تھا۔ وہ جتنا شرارتی سہی مگر ذیمل اور ہانیہ کے معاملے میں وہ بہت سنجیدہ انسان تھا۔

"چلو لڑکی مانے نا مانے سالے پہلے ٹپک پڑتے ہیں۔"

زیان ہلکی آواز میں بڑبڑایا۔

"خیال سے بھائی ایک سالا تیرا اِدھر بھی کھڑا ہے۔ میری بہن کو مزید تکلیف مت دینا ورنہ اِس بار فائق مراد خود تیرا گلہ دبائے گا سمجھا۔"

www.novelsclubb.com

انگلی اُٹھا کر اُسے وارن کرتا فائق بھی باہر کی طرف بڑھا۔

"لو جی ایک سالہ کم تھا جو دوسرا بھی میدان میں کود ہڑا ہے۔اب تو زیان میر تمہیں اپنی مغرور شہزادی کو منانا ہی پڑے گا۔"

زیان خود سے بولا اور باقی سب کی طرف بڑھا۔ابھی اُس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ذیمل کے دو نہیں تین بھائی ہیں۔اور بہرام جیسا سالا تو زیان کو سہی تنگ کرنے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

آج کتنے عرصے بعد میر ولا میں خوشیاں آئیں تھیں۔کیس جیتنے کی خوشی میں حیدر میر نے میر ولا میں ہی دعوت کا اہتمام کروایا تھا۔جس میں سبحان اور روحا کے گھر والے بھی مدعو تھے۔جبکہ بہرام اور عشال بیگم بھی وہیں رہائش پذیر تھے۔لاؤنج میں اِس وقت سب

ایک ساتھ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ہانیہ کی ویل چیئر بھی وہیں صوفوں کے قریب رکھی گئی تھی۔اور اُس کے بلکل سامنے نیچے زمین پر ذیمل بیٹھی تھی جس نے ہانیہ کی گود میں سر رکھا ہوا تھا۔

"بس کرو نور تھک جاؤ گی ایسے بیٹھے بیٹھے۔"

ہانیہ نے پیار سے اُس کے بال سہلائے۔

"نہیں میں بہت ڈھیٹ ہوں نہیں تھکتی اتنے جلدی۔"

بِنا سر اُٹھائے وہ بھری ہوئی آواز میں بولی۔

"ذیمل کے اِسی ڈھیٹ پن کی وجہ سے ہی تو آج ہانیہ ہم سب کے ساتھ ہے۔"

روحا بھی موضوع بدلنے کی خاطر درمیان میں بولی۔ورنہ ذیمل نے پھر سے دل برداشتہ باتیں شروع کر دینی تھی۔

"ہاں نا جج صاحب تک کو الو بنایا تھا اِس نے۔"

بس جہاں کوئی تیلی لگانی ہو وہاں سبحان صاحب پیچھے رہ جائیں ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا۔

"اب تم مجھ سے بچ کر دیکھاؤ الو۔"

ذیمل خونخوار تیوروں سے اُس کی طرف بڑھی۔اِس سے پہلے وہ سبحان تک پہنچتی سبحان فوراً سے زیان کی طرف دوڑا۔اب زیان آگے کھڑا تھا اور سبحان اُس کے پیچھے کھڑا ذیمل کو زبان چڑا رہا تھا۔

"سبحان صاحب شرافت سے سامنے آجائیں نہیں تو یاد رکھنا کبھی تمہاری شادی نہیں ہونے دوں گی۔"

ذیمل کی دھمکی پر جہاں باقی سب نے قہقہ لگایا وہیں سبحان ہٹ دھرمی سے اُسے منہ چڑاتا اُس کی بات کو مذاق سمجھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ذیمل میڈم اگر تم میری شادی نہیں ہونے دو گی تو میں اپنی بیوی کو اغواء کر کے لے جاؤں گا۔وہ بھی تم جیسے ظالم سماج سے کہیں دور جہاں کوئی بھی نا ہو۔اور اِس میں میرا ساتھ میرا یہ بھائی دے گا۔"

سبحان دانت نکال کر زیان کی طرف اشارہ کرتے بولا۔اُس کی بات پر زیان نے ایک جھٹکے سے اُسے ذیمل کے سامنے کیا۔

"لو نور مارو اِسے جتنا مارنا ہے۔میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

یہ سب اتنے اچانک ہوا کہ سبحان کو بھاگنے کا موقع ہی نہیں ملا۔وہ منہ کھولے زیان کو دیکھ رہا تھا جو اب اطمینان سے کھڑا تھا۔

"اگر تم میرے ساتھ ہو مسٹر زیان۔پھر تو مجھے احتیاط برتنی چاہیے کہیں یہ نا ہو تم پھر کوئی الزام لگا دو۔تمہارا پتہ چلتا ہے کوئی۔"

ذیمل سنجیدگی سے بولتی واپس ہانیہ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔جبکہ زیان سب سے نظریں چُراتا فائق کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"ذیمل مجھے کچھ بات کرنی ہے۔"

بہرام اپنی جگہ سے اُٹھتا باہر لان کی طرف بڑھا۔ذیمل بھی سر ہلاتی اُس کی پیچھے گئی۔زیان نے غصّے سے بہرام کی پشت کو گھورا۔

"کہا تھا ناوقت ضائع مت کرو ورنہ بعد میں پچھتانا پڑے گا۔"

فائق کی سرگوشی پر وہ سر جھٹک کر اپنے فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا بات ہے ڈاکٹر بہرام؟ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔اب تو ہانیہ بھی ٹھیک ہو گئی ہے۔پھر کیا بات ہے؟"

ذیمل نے بہرام کے سنجیدہ چہرہ کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

www.novelsclubb.com

"ذیمل مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے میں کیسے بتاؤں تمہیں؟"

بہرام ہچکچاتے ہوئے بولا۔

"اِز ایوری تھنگ آلرائٹ ڈاکٹر بہرام؟"

"ہانیہ کی رپورٹس میں کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے۔"

ذیمل کی پوچھنے پر وہ نظریں جھکا کر فوراً سے بولا۔

"کیسی گڑ بڑ؟"

وہ نا سمجھی سے بولی۔

"معلوم نہیں پر کچھ غلط ہے اُس کی رپورٹس میں جو مجھے صحیح سے معلوم نہیں ہو رہا۔ میں نے وہ رپورٹس اپنے سینیئر ڈاکٹر کو دی ہے۔ بس دعا کرو سب صحیح ہو۔"

بھوری آنکھیں میں فکر مندی سجائے وہ ذیمل سے نظریں ایسے چُڑا رہا تھا جیسے ساری غلطی اُس کی ہو۔

www.novelsclubb.com

"بہرام بھائی..."

ذیمل کے ایسے پکارنے پر وہ چونکا۔

"میں نے ہانیہ کی ذمہداری آپ کو سونپی تھی۔اور مجھے پورا یقین ہے کہ آپ نا صرف میری بہن کو بلکہ اپنی محبت کو بھی کچھ نہیں ہونے دیں گیں۔"

ذیمل کے ہلکا سا مسکرانے پر اُس کی گال کے دونوں جانب خوبصورت سے گڑھے نمودار ہوئے۔

"شکریہ مجھ پر اتنا بھروسہ کرنے کیلئے۔"

بہرام اُس کی بات سنتا پُر سکون ہو چکا تھا۔

"غیروں جیسی بات مت کیا کریں بہرام بھائی۔آپ کی وجہ سے ہی تو آج میری ہانی میرے پاس ہے۔"

ذیمل کی کالی آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمک رہی تھی۔اِس سے پہلے کہ آنسو بندھ توڑ کر باہر آتا اُس نے فوراً اپنی انگلی سے صاف کیا۔

"کیا میں تمہیں نور کہہ سکتا ہوں ہانیہ کی طرح؟"

بہرام نے سوال کیا۔

"جب میں آپ کو بھائی کہہ رہی ہوں تو ہاں آپ بھی مجھے نور کہہ سکتے ہیں ہانی کی طرح۔"

ذیمل گہرہ سانس لیتی مسکرا کر بولی۔ جبکہ بہرام نے بھی اُس کی بات سمجھتے مسکراتے ہوئے ثبات میں سر ہلایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب کوئی ایک دم سے اُس کے سامنے آیا۔ شہد رنگ کی آنکھیں سامنے والے کی طرف دھیرے سے اُٹھیں۔

"آپ.... آپ یہاں کیا کر رہے ہیں فائق بھائی؟"

دانیہ کے ماتھے پر اُسے دیکھتے ہی لاتعداد بل آئے۔

"کتنی بار بولا ہے دانی میں تمہارا بھائی نہیں ہوں۔"

اُس کے بھائی کہنے پر فائق سختی سے بولا۔

"اور میں نے بھی کتنی بار بولا ہے مجھے آپ کی عجیب باتیں سمجھ نہیں آتیں۔"

وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتے بولی۔

"خیر یہ بات تو نا ہی کرو سمجھ تو تمہیں اچھے سے آتا ہے۔"

دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے فائق نے سکون سے سینے پر ہاتھ باندھ کر اُسے شرارتی نظروں سے دیکھا۔اُس کی بات پر دانیہ نے ہڑبڑا کر نظروں کر زاویہ بدلا۔

"دیکھیں فائق..."

www.novelsclubb.com

گہرہ سانس لیتی وہ بولی۔فائق اُس کے ایسے بولنے پر بے چینی سے اُس کی اگلی بات کا انتظار کر رہا تھا۔

"آپ پلیز ایسے میرا راستہ مت روکا کریں۔ نجانے کیوں مجھے لگتا ہے کہ میں بھائی کو دھوکا دے رہی ہوں۔اور میں اپنے بھائی کو دھوکا نہیں دے سکتی۔اِس لیے مسٹر فائق مراد آپ مجھ سے بات مت کیا کریں۔"

دانیہ نے آخری بات پر بے اختیار نظریں چُرائی۔ کتنی مشکل سے وہ فائق کو یہ بات کہہ رہی تھی جبکہ اب وہ خود اپنے دل میں فائق سے محبت کا اقرار کر چکی تھی۔

"تم اپنے بھائی کو دھوکا نہیں دے سکتی۔ کیا بات ہے دانیہ میر آپکی۔اور میں جو اپنے دوست کی بہن سے محبت کرتا ہوں اور شادی کرنا چاہتا ہوں اُس بارے میں آپ کیا کہیں گیں؟ زرا اُس پر بھی روشنی ڈال دیں۔"

فائق کا چہرہ بلکل سپاٹ ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ جو چاہتے ہیں وہ ممکن نہیں ہے۔"

دانیہ کو اپنے گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹکتے ہوئے محسوس ہوا۔اپنی آنکھوں کی نمی کو واپس اندر دھکیلنے کی پیچ وتاب میں وہ سر جھکا کر کھڑی تھی۔فائق نے غصّے سے اُس کے جُھکے سر کو

دیکھا۔وہ جانتا تھا کہ دانیہ بھی اُس سے محبت کرتی ہے مگر اب اُس کے اِسطرح کہنے پر فائق کو اپنا خون کھولتا ہوا محسوس ہوا۔

"کیوں.... کیوں ممکن نہیں ہے دانیہ میر۔آخر میری محبت ہی کیوں لاحاصل ہے ہاں؟ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔یہ کوئی مذاق نہیں ہو رہا جو تم اتنی آسانی سے کہہ رہی ہو کہ ممکن نہیں ہے۔سب ممکن ہے سنا تم نے فائق مراد کیلئے اپنی محبت حاصل کرنا ناممکن نہیں ہے۔"

دانیہ کی آنکھوں میں دیکھتے وہ مدھم آواز میں غرایا۔دانیہ نے سہم کر اُس کا یہ روپ دیکھا۔آج وہ الگ ہی انسان لگ رہا تھا۔

"میں نے نہیں کہا تھا کہ مجھ سے محبت کریں۔"

www.novelsclubb.com

اُس کے ایک جملے نے فائق کے خوابوں کے محل کو جھٹ سے زمین بوس کیا تھا۔وہ جو سمجھتا تھا کہ دانیہ اُس کا ہر قدم پر ساتھ دے گی آج اُس کے اِس طرح بولنے پر اُس کا دل دھک سے رُکا تھا۔دھڑکنوں کی رفتار مدھم پڑنے لگی تھی۔

"صرف ایک بار میری آنکھوں میں دیکھ کر یہ بات بول دو۔ وعدہ کرتا ہوں آج کے بعد کبھی تمہارے راستے میں نہیں آؤں گا۔"

ضبط سے سُرخ ہوتی آنکھیں وہ دانیہ کی آنکھوں میں گاڑتے ہوئے بولا۔اُس کی بات پر دانیہ نے دہل کر اُس کی طرف دیکھا۔

"میں نہیں کرتی آپ سے محبت مگر...."

ایک بار پھر محبت کہیں دور پیچھے رہ گئی اور تربیت آڑے آگئی۔ لڑکی ہونے کا فریضہ انجام دینے کی خاطر وہ جانے انجانے میں اپنی محبت کو خود سے دور کر چکی تھی۔

"بس دانیہ میر بہت شکریہ آپ کا آپ نے مجھے آسمان پر اُڑنے سے پہلے ہی زمین پر پٹخ دیا ہے۔ورنہ میں تو اپنی یک طرفہ محبت کا جہاں بنائے اُس میں کھویا آسمان پر اُڑان بھرنے کا سوچ رہا تھا۔"

ایک آنسو تیزی سے پلکوں کا باڑ توڑے اُس کی آنکھ سے گرا۔دائیں ہاتھ سے گال رگڑتا وہ تیزی سے وہاں سے نکلا۔ جبکہ دانیہ نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اُسے جاتے

ہوئے دیکھا۔وہ خود بے بس تھی۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ زیان کو یہ سب معلوم ہو اور وہ دونوں کو غلط سمجھے۔ تبھی اُس نے اپنے بھائی کا مان رکھنے کی خاطر اپنی محبت کی کونپل کو بڑھنے سے پہلے ہی جڑ سے اکھاڑ دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"روحا سنو۔"

جدید طرز کی الیکٹریکل ویل چیئر کو چلاتے ہوئے وہ روحا کے سامنے آکر روکی۔روحا نے چونک کر پیچھے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ہانی۔"

"روحا مجھے کچھ بات کرنی ہے۔"

ہانیہ نے احتیاطاً یہاں وہاں دیکھا۔

"کیا بات ہے ہانی سب ٹھیک ہے نا؟"

روحا نے فکر مندی سے کہا۔

"ہاں سب ٹھیک ہے بس نور کے بارے میں بات کرنی ہے۔ سامنے گیسٹ روم میں چلتے ہیں۔"

ہانیہ نے کہتے ہی اپنی ویل چیئر کا رُخ سامنے بنے کمرے کی طرف موڑا۔ روحا بھی اُس کی پیروی کرتی اُس کے ساتھ چلنے لگی۔

"ہاں روحا اب بتاؤ۔ یہاں سب کیا چل رہا ہے؟"

ہانیہ نے بیڈ کے قریب اپنی ویل چیئر روکی۔ روحا بھی دروازہ بند کرتی اُس کے سامنے بیڈ کر آکر بیٹھی۔ ہانیہ کے سوال کرنے پر وہ نا سمجھی سے اُسے دیکھنے لگی۔

"میرے کہنے کا مطلب ہے کہ نور اور زیان کے درمیان سب کیا چل رہا ہے؟"

ہانیہ نے اپنے سوال کی وضاحت کی۔

"مت پوچھو یار اُن دونوں کے درمیان تو دشمنوں سے بھی بدترین حالات چل رہے ہیں۔"

روحا گہرا سانس لیتی بولی۔

"میں سمجھی نہیں..."

ہانیہ کے پوچھنے پر روحا نے الف تا یے تک تمام کہانی کسی رٹے ہوئے طوطے کی طرح سنائی۔ کہ کس طرح ہانیہ کی خودکشی کے بعد اور زیان کی غلط فہمیوں کی وجہ سے دونوں کے درمیان تلخیاں بڑھتی گئی اور دونوں ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔

"اُففففف یار یہ دونوں تو ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ پھر یہ سب...."

روحا کی بات سنتے ہانیہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"ہانی میں ایک بات اور بھی کہنا چاہتی ہوں۔"

روحا ہچکچاتے ہوئے بولی۔ہانیہ نے سر اُٹھا کر سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا۔

"وہ یہ کہ اِس سب میں ذیمل بہت زیادہ متاثر ہوئی ہے۔تم جانتی ہو وہ بلکل بدل گئی۔ہماری ہنس مکھ سی ذیمل کہیں بہت دور کھو گئی ہے۔زیان کی ایک غلط فہمی نے ذیمل کی پوری شخصیت کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔جانتی ہو وہ ذیمل جو سب سے ہنس کر بولتی تھی اب وہ سب سے تو کیا کسی سے بھی ہنس کر نہیں بولتی۔تم جانتی ہو ہانیہ وہ بہت مغرور بن گئی ہے۔اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ اپنی انّا کا بھرم رکھنے کی خاطر خود کو سب سے جدا نا کر لے۔"

روحا کی آنکھوں میں انسو تیرنے لگے تھے۔وہ ایسی ہی تھی ہر کسی کی تکلیف محسوس کرتی تھی۔اور ذیمل تو اُس کی بچپن کی دوست تھی۔شاید اُن کا رشتہ دوستی اے بھی زیادہ گہرا تھا۔تو اُسے کیسے تکلیف میں دیکھ سکتی تھی۔

"تم سہی کہہ رہی ہو روحا۔تم جانتی ہو جب میں کومے میں تھی تو بہت بے بس اور لاچار تھی۔وہ میرے پاس آ کر اپنا دل ہلکا کرتی تھی مگر شاید وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ میں اُس کا ہر

لفظ سُن سکتی تھی۔ازیت میں وہ ہوتی تھی اور تکلیف مجھے ہو رہی ہوتی تھی۔آخر ہوتی بھی کیسے نا ہم جڑواں بہنیں ہیں۔وہ کہتے ہیں دو جسم ایک جان۔ بلکل ویسے ہی ذیمل اور میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔اگر چوٹ اُسے لگتی ہے نا تو درد مجھے محسوس ہوتا ہے۔"

آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتی وہ نم لہجے میں بولی۔

"ہانیہ ہمیں ذیمل کیلئے کچھ کرنا چاہیے۔کیونکہ اب مجھے بھی پہلے والی ذیمل واپس چاہیے۔"

روحا نے آگے بڑھ کر ہانیہ کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔اُس کی بات پر ہانیہ نم آنکھوں سے اُسے دیکھ کر مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں بلکل ہم پہلے والی ذیمل کو واپس ضرور لائیں گیں۔"

وہ پُرامید آنکھوں سے روحا کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"اچھا ویسے مجھے یہ بتاؤ تم نے منگنی کر لی اور مجھے مٹھائی تک نہیں کھلائی ہاں۔"

ہانیہ نے فوراً مصنوعی خفگی چہرے پر سجاتے ہوئے کہا۔

"یاررررررہانی میں تو بھول گئی تھی۔"

روحا سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔

"ہاں ہاں سبحان کے ملتے ہی تم سب بھول گئی۔ابھی سے یہی حال ہے تمہارا روحا میڈم شادی کے بعد تو تم ہمیں بلکل ہی بھول جاؤ گی۔"

ہانیہ کی بات روحا نے منہ بنایا۔

"اُس شیطان کے دادا کے ساتھ رہ کر تو مجھے لگ رہا ہے میں خود کو بھی بھول جاؤ گی۔"

روحا فُل بے چارگی سے بولی۔ جس پر ہانیہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنسنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"ہاہاہاہاہاا کوئی نا تم بھی پھر شیطان کی دادی بن جانا۔"

ہانیہ ہنسی سے لوٹ پھوٹ ہوتے بامشکل بولی۔

"بس کرو یار چلو باہر سب کے پاس چلتے ہیں۔ورنہ کہیں تم مجھے سچ میں شیطان کی دادی ہی نابنادو۔"

روحاہنستے ہوئے اُٹھی۔ہانیہ کی ویل چیئر پیچھے سے پکڑتی وہ باہر کی طرف بڑھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پورے کمرے کا بُری طرح حشر نشر ہوا پڑا تھا۔بیڈ شیٹ آدھی زمین پر اور آدھی بیڈ پر پھیلی ہوئی تھی۔تمام تکیے بھی زمین کی زینت بنے ہوئے تھے۔ٹوٹے واس کی کرچیاں یہاں وہاں بکھری ہوئی تھیں بلکل اُس کے دل کی طرح.....

www.novelsclubb.com

بیڈ کے دوسری طرف زمین پر بیٹھا وہ خاموش نظروں سے زمین کو گھور رہا تھا۔ایک پل میں.... صرف ایک پل میں وہ عرش سے فرش پر گرا تھا۔اُس کا بھرم،اعتماد اور فخر

صرف ایک پل میں ٹوٹا تھا۔ جس سچائی کی تلاش میں وہ پچھلے ایک سال سے خوار ہو رہا تھا وہ صرف ایک پل میں اُس کے سامنے آگئی تھی۔ آج جو کچھ اُس نے سنا اُس کے بعد تو وہ شرمندگی کے باعث کسی سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ زیان اپنی ہر غلطی کیلئے شرمندہ تھا۔ مگر اب تو شرمندہ ہونے کا وقت جا چکا تھا۔ اب تو حساب کا وقت تھا....

"تم پر صرف تم پر بھروسہ کیا تھا میں نے۔ مگر جو کچھ تم نے تب کیا نا۔ اُس کیلئے میں تمہیں مرتے دم تک معاف نہیں کروں گی۔ دیکھنا ایک دن حساب ہو گا تب تم اپنے ہر عمل اور ہر بات کیلئے پچھتاؤ گے۔"

ذیمل کے کہے الفاظ اُس کے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔ سب نے اُسے کتنا سمجھایا تھا مگر وہ آریان کی دوستی کی پٹی آنکھوں پر باندھے ذیمل کو اپنے زہر آلودہ لفظوں سے زخمی کرتا رہا۔ اور اب.... اب وہی تمام الفاظ جن سے وہ ذیمل کو تکلیف پہنچاتا تھا آج جب خود اُس تکلیف اُس اذیت سے گزرنے کا وقت آیا تو وہ رو رہا تھا۔ ہاں بلکل زیان میر آج رو رہا تھا۔ ذیمل کے آنکھوں میں آنسو لانے والے کی آنکھ میں آج خود

آنسوں تھے۔اپنے دوست پر اندھا اعتماد کر کے اپنی محبت کو ٹھکرانے والا آج بلک بلک کر رو رہا تھا.....

پچھتاوے کی آگ انسان کو جب اپنی لپیٹ میں لیتی ہے نا تو روح تک جھلس جاتی ہے۔کاش یہ نادان لوگ وقت سے پہلے سمجھ جاتے تو اُنہیں کبھی بھی اِس آگ میں نہیں جھلسنا پڑتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"دانیہ...دانیہ یہ فائق کو کیا ہوا ہے؟میں نے اُسے یہاں سے تیزی میں باہر جاتے دیکھا....ایک منٹ... تمہیں کیا ہوا ہے؟"

ذیمل جو فائق کو ایسے باہر جاتے دیکھ کر دانیہ سے وجہ دریافت کرنے آئی تھی مگر دانیہ کو اُس کے کمرے کے باہر آنکھوں میں آنسو لیے دیکھ کر چونکی۔

"سب ختم ہو گیا ہے ذیمل۔ سب کچھ ختم۔"

ذیمل کو دیکھتے وہ بے ربط لہجے میں بولی۔ پھر ایک دم تیزی سے وہ اپنے کمرے میں داخل ہوتی دروازہ لاک کر چکی تھی۔

"دانیہ... دانیہ کیا ہوا ہے؟"

"دانیہ پلیز دروازہ کھولو۔ دیکھو مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے میں تمہاری مدد کروں گی۔"

ذیمل پریشانی سے اُس کا دروازہ بجانے لگی۔

"دانیہ دیکھو میری جان پلیز دروازہ کھولو مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ مجھ سے بات تو کرو پلیز۔"

ذیمل مسلسل دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔ مگر اندر سے جواب ندارد تھا۔ صرف دانیہ کی سسکیاں سنائی دے رہی تھی۔ جو ذیمل کو مزید پریشان ہونے پر مجبور کر رہی تھی۔

"دانیہ اگر تم نے دروازہ نہیں کھولا نا تو میں تایا ابّو کو بُلا آؤں گی۔"

ذیمل نے دھمکی دی۔

"مجھے اکیلا چھوڑ دو ذیمل۔ میں تم سے ریکوئسٹ کر رہی ہوں۔"

بِنا دروازہ کھولے دانیہ روتے ہوئے بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔ پر پلیز تم کچھ غلط مت کرنا۔"

ذیمل شاید جا چکی تھی۔ کیونکہ باہر سے اب کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ دانیہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اُس کی آواز باہر نا جائے تبھی اُس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھ دیے۔ آغازِ محبت کا سفر شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ فائق کا دل توڑ کر وہ خود بھی ٹوٹ چکی تھی۔ آنسو تیزی سے اُس کی آنکھوں سے گرتے جا رہے تھے۔ ایک دم اُسے لگا جیسے اُس کا سانس رُک رہا ہے۔ رونا بھول کر وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ مگر شاید قسمت کو کچھ اور منظور تھا۔ اُس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اپنے سر کو پکڑتی وہ سر کے بل پیچھے زمین کی طرف گری۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سڑک کے کنارے گاڑی روکے کھڑا تھا۔ضبط سے سُرخ ہوتی آنکھوں سے وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔سب کے آنسو صاف کرنے والے فائق کے پاس آج کوئی بھی نہیں تھا جو اُس کے آنسو صاف کرتا۔جو اُس کی بھی سنتا۔جو اُس کا سر اپنے کندھے پر رکھتا۔جیب میں پڑا فون کب سے چیخ چیخ کر اُسے اپنی طرف متوجہ کرانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ تھا کہ جیسے کچھ سُن ہی نا رہا ہو۔یا شاید وہ اور کچھ سننا ہی نہیں چاہتا تھا۔

مسلسل فون بجنے پر وہ اپنے بازوؤں کی آستین سے اپنی آنکھیں صاف کرتا فون کی طرف متوجہ ہوا۔سکرین پر نظر پڑتے ہی وہ اُلجھا۔سبحان کی پندرہ مسکالز آچکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"سبحان کو کیا کام ہو سکتا ہے؟"

ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ پھر سے سبحان کی کال آئی۔کچھ سوچتے ہوئے فائق نے کال پِک کی۔دوسری طرف کی بات سنتے ہی اُسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔وہ بے اختیار

لڑکھڑایا۔گاڑی کا سہارا لیے وہ سبحان کی بات سُن ہوتے دماغ سے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جلدی پہنچو فائق پلیز۔"

سبحان کی آخری بات پر وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔گاڑی سٹارٹ کرتے اُس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ابھی تو وہ اپنے پہلے زخم سے سہی سے نہیں سنبھلا تھا کہ یہ خبر اُسے مزید توڑنے آگئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"کیوں بُلایا ہے مجھے یہاں؟"

اکمل خان تھوک نگلتے ہوئے بولا۔اُس کی نظریں یہاں وہاں گھوم رہی تھی۔جبکہ سامنے والے کی نظریں صرف اُسی پر جمی ہوئی تھیں۔

"مجھے یہاں سے نکالو۔"

آریان سلگتی نگاہوں سے اُسے مسلسل ٹکٹکی باندھے گھور رہا تھا۔اُس کی بات پر اکمل خان ہونقوں کی طرح اُس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"تم جیل میں ہو۔"

اکمل خان ناسمجھی سے بولا۔

"جانتا ہوں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔تم نے وہاں کورٹ میں میرا سارا کھیل بگاڑ دیا تھا۔اب تم ہی مجھے اِس مصیبت سے نکالو گے۔"

ٹیبل پر ہاتھ مارتے وہ ہلکی آواز میں غرایا۔

"پاگل واگل تو نہیں ہو گئے میں کیسے نکالوں تمہیں یہاں سے؟دیکھو میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔آئندہ مجھے بُلانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔"

اکمل خان ہڑ بڑا کر اپنی جگہ سے اُٹھا۔اِس سے قبل کے وہ وہاں سے نکلتا آریان نے جلدی سے اُٹھ کر اُس کا گریبان جکڑا۔یہ ایک چھوٹا سا تاریکی کمرہ تھا۔جو قیدیوں کی ملاقات کیلئے تیار کیا گیا ہے۔کمرے کے باہر دو پولیس اہلکار کھڑے تھے۔جبکہ اندر صرف آریان اور اکمل خان ہی موجود تھے۔

"دیکھو اکمل خان میری بات اپنے بھیجے میں ڈال لو۔مجھے یہاں سے تم ہی نکالو گے ورنہ میں پولیس کو تمہارا نام دے دوں گا۔مجھے ہر حال میں اُس ذیمل سے بدلہ لینا ہے۔"

وہ اکمل خان کا کالر دبوچے ہلکی آواز میں بول رہا تھا۔کیونکہ اگر وہ زرا سی اُونچی آواز میں بات کرتا تو باہر کھڑے اہلکاروں تک اُس کی آواز پہنچنے کا خدشہ تھا۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے بیٹھ کر آرام سے بات کرو۔"

www.novelsclubb.com

اپنا کالر چھڑواتا وہ کڑھتا ہوا واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔جبکہ آریان بھی اپنے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے کرسی پر بیٹھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرے کا دروازہ دھیرے سے بند کرتا وہ مڑا۔ سارے بیچینی سے اُس کے بولنے کے منتظر تھے۔ بہرام نے نظریں اُٹھا کر سب کو دیکھا۔ پھر ایک گہرا سانس لیا۔

"دیکھیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے میڈیسن دے دی ہے۔ آپ سب اُنہیں آرام کرنے دیں۔"

سینے پر ہاتھ باندھے وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ جبکہ باقی سب خاموشی سے اُسے سُن رہے تھے۔ روحاہانیہ کو لیے واپس لاؤنج میں آ رہی تھی جب اچانک ہانیہ کو سر میں درد شروع ہوا۔ جس کی وجہ سے وہ بیہوش ہو گئی۔ چونکہ بہرام اُس کا ڈاکٹر تھا تبھی وہ فوراً ہانیہ کا چیک اپ کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"مگر ڈاکٹر بہرام اُس کی طبیعت اچانک کیسے بگڑی۔ میرا مطلب ہے وہ اب تو ٹھیک تھی۔"

فہد میر کے لہجے میں دنیا جہاں کی فکر موجود تھی۔اقراء میر کا حال بھی اُن سے کچھ جدا نہیں تھا۔جبکہ ذیمل بس خاموش نظروں سے بہرام کو دیکھ رہی تھی۔

"مسٹر فہد بات یہ ہے کہ ہانیہ ایک سال تک سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے کومے میں رہی ہے جس کی وجہ سے اُن کی صحت پر کافی اثر پڑا ہے۔اور جہاں تک بات طبیعت بگڑنے کی ہے۔اُس کیلئے میں نے چند ٹیسٹ کروائیں ہیں جن کی رپورٹس بھی جلد آجائیں گیں۔باقی آپ دعا کیجیے۔"

وہ پروفیشنل انداز میں وضاحت کرتے ہوئے بولا۔فہد میر نے اُس کی بات سن کر ثبات میں سر ہلایا۔

"ڈاکٹر بہرام میری بیٹی ٹھیک تو ہو جائے گی نا؟"

www.novelsclubb.com

اقراء میر اپنے آنسو روکتے ہوئے بولی۔

"دیکھیں مسز فہد اللہ نے بے شک میرے ہاتھ میں شفا رکھی ہے مگر زندگی اور موت کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔دیکھیں اللہ پاک نے کیسے ہانیہ کو دوسری زندگی سے

نوازا ہے۔آپ سب اللہ سے دعا کریں۔میں بھی اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں۔باقی انشاءاللہ وہ جلد صحت یاب ہو جائیں گیں۔"

بہرام کی بات کے اختتام پر فہد میر اُس کے قریب آئے۔

"بہت شکریہ بیٹا۔تمہاری وجہ سے آج میری دوسری بیٹی میرے پاس ہے۔"

"دیکھیں مسٹر فہد یہ تو میرا فرض تھا۔ویسے اگر آپ نے کسی کا شکریہ ادا کرنا ہے تو پلیز ذیمل کا کریں۔اللہ کے بعد وہ ذیمل تھی جس کی وجہ سے آج ہانیہ زندہ ہے۔اگر ذیمل اُس وقت اُمید چھوڑ دیتی تو نجانے آج کیا حالات ہوتے۔"

بہرام نے اپنے کچھ فاصلے پر کھڑی ذیمل کو دیکھ کر کہا۔

"پلیز بہرام بھائی میرا اِس سب میں کوئی کمال نہیں تھا۔خیر باقی باتیں چھوڑیں مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔"

ذیمل سرسری انداز میں بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے چلو۔"

"ایک منٹ بیٹا۔"

اِس سے پہلے کے بہرام ذیمل کے ساتھ جاتا فہد میر نے آواز دے کر اُنہیں روکا۔

"جی مسٹر فہد۔"

"ارے نہیں تم مجھے بس مسٹر فہد مت کہو باقی جو مرضی کہہ کر پکار لو۔آج سے تم میرے بیٹے ہو۔اور یہ گھر تمہارا بھی ہے۔اِس لیے میں چاہتا ہوں کہ جب تک تم اور ڈاکٹر عشال یہاں ہو ہمارے ساتھ ہی رہو۔ ہمیں بے حد خوشی ہو گی۔"

فہد میر نے مسکراتے ہوئے بہرام کو گلے لگایا۔

www.novelsclubb.com

"مگر..."

"اگر مگر کچھ نہیں عشال صاحبہ فہد ٹھیک کہہ رہے ہیں۔آپ یہی رہیں۔"

اقراء میر بھی مسکرا کر بولی۔

"عشال....اگر آپ مجھے صرف عشال کہیں گیں تو میں بھی کچھ سوچ سکتی ہوں۔"

عشال بیگم کے مصنوعی خفگی سے کہنے پر سب ہنسنے لگے۔اتنے میں ذیمل کا فون رنگ ہوا۔جو سننے کیلیئے وہ سائیڈ پر گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پورا گھر آگ کی لپیٹ میں تھا۔آگ کے شعلے تیزی سے بھڑک رہے تھے۔فائر بریگیڈ آگ کو قابو کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔وہ گاڑی میں سے ہی گھر کو جلتا دیکھ چکا تھا۔بدحواسی کے عالم میں وہ تیزی سے گاڑی سے نکل کر گھر کی طرف دوڑا۔اِس سے پہلے کہ وہ گھر کی دہلیز پر پہنچتا کسی نے اُس کا بازو پکڑ کر روکا۔

"چھوڑو مجھے.... چھوڑو دیکھ نہیں رہے میرا گھر جل رہا ہے۔اِس میں میری یادیں ہیں۔چھوڑو مجھے۔"

فائق مسلسل اپنے آپ کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر زیان نے مضبوطی سے اُسے دونوں بازوؤں سے جکڑا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اُس کا آزاد ہونا ناممکن تھا۔

"فائق ہمت کرو میرے بھائی۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

زیان تسلی بخش انداز میں گویا ہوا۔

"کیسے ٹھیک ہو گا؟ میری بچپن کی یادیں جڑی ہیں اِس گھر سے۔ میرے ماں باپ کی یادیں ہیں۔ کیسے ہوا ہے یہ سب؟"

وہ اتنی زور سے چلایا کہ آس پاس کے لوگ بھی اُس کی طرف متوجہ ہونے لگے۔

"دیکھو فائق ابھی آگ لگنے کی اصل وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ تم صبر کرو یار۔"

www.novelsclubb.com

سبحان اُس کے سامنے آتے ہوئے بولا۔

"صبر کرنے سے کیا ہو گا؟ میرا گھر مجھے صحیح سلامت واپس مل جائے گا کیا؟ ہاں بولو اب خاموش کیوں کھڑے ہو؟"

فائق نے سبحان کو دھکا دیا۔ پھر خود اپنی گاڑی کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ آگ پر کافی حد تک کنٹرول ہو چکا تھا۔ مگر فائق کا گھر اتنی بُری طرح جلا تھا کہ وہ اب رہنے کے قابل نہیں تھا۔ وہ نم آنکھوں سے اپنے گھر کی حالت دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں ذیمل کی کار قریب آ کر رُکی۔ وہ تیزی سے فائق کی طرف بڑھی۔

"فائق تم ٹھیک ہو؟ مجھے ابھی سبحان نے کال کر کے بتایا کہ تمہارے گھر میں آگ لگ گئی ہے۔ تم تو ٹھیک ہو نا؟"

ذیمل فکر مندی سے بولی۔

"سر یہ آپ کے گھر کے قریب پڑا تھا۔ گھر تو جل گیا مگر شاید یہ بچ گیا ہے۔"

اِس سے پہلے وہ ذیمل کو جواب دیتا ایک آدمی سفید رنگ کا لفافہ اُن کے قریب لایا۔ جو اتنا صاف ستھرا تھا کہ ایک بھی داغ اُس پر نظر نہیں آ رہا تھا۔ فائق نے ایک نظر اُن تینوں کو دیکھا پھر تعجب سے وہ لفافہ لے لیا۔

"لگتا ہے یہ ابھی کوئی چھوڑ گیا ہے۔ فائق خیال سے۔"

ذیمل کی بات پر فائق نے ثبات میں سر ہلایا۔اور لفافہ اُلٹ پلٹ کر کے دیکھا۔یہ بلکل سفید لفافہ تھا جس کے اندر ایک اور خط موجود تھا۔لفافے کے باہر لال رنگ سے صرف فائق کا نام لکھا تھا۔جبکہ باقی لفافہ صاف تھا۔فائق نے لفافہ کھول کر خط باہر نکالا۔اُس خط پر بھی صرف دو سطریں لکھیں ہوئی تھیں۔

"انتقام کی آگ بھڑکانے والے

اب دیکھ تیرا گھر اُسی آگ میں جل رہا ہے۔"

پورے خط پر صرف یہی دو سطریں لکھیں ہوئیں تھیں۔

"مجھے دیکھاؤ کیا ہے یہ؟"

فائق کے کچھ نا بولنے پر سبحان نے آگے بڑھ کر وہ لفافہ جھپٹا۔اور اونچی آواز میں پڑھا۔

"کون ہو سکتا ہے یہ؟"

زیان ماتھے پر بل ڈالے بولا۔

"میں شاید جانتی ہوں یہ کس کا کام ہے۔"

ذیمل سپاٹ لہجے میں بولتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔فائق بھی اُس کی بات پر چونکا۔اِس سے پہلے ذیمل وہاں سے جاتی فائق تیزی سے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔

"تم اکیلی نہیں جاؤ گی میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ سبحان پلیز یار یہاں سب سنبھال لینا۔"

ذیمل سے کہتا وہ حیران پریشان کھڑے سبحان سے مخاطب ہوا۔جس نے نا سمجھی سے اُس کی بات پر ثبات میں سر ہلایا۔کچھ ہی دیر میں ذیمل کی کار فراٹے بھرتی وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میر ولا میں سب ہی فائق کے گھر جلنے کی خبر سُن کر پریشان کھڑے تھے۔ مرد حضرات فائق کی طرف نکل پڑے تھے جبکہ خواتین لاؤنج میں بیٹھی اُس کیلئے دعائیں کر رہی تھی۔

"یہ تمہارے سر پر کیا ہوا ہے دانی؟"

روحا نے اُس کو آتا دیکھ کر سوال کیا۔ شہد رنگ کی آنکھیں اِس وقت نم تھیں۔ جبکہ ماتھے پر ہلکی سی کھروچ نمایاں تھیں۔ جس سے خون نکل رہا تھا۔

"یا اللہ یہ کیا ہوا ہے دانیہ؟"

فریحہ میر بھی خون دیکھ کر گھبرا گئیں تھیں۔

"کچھ نہیں ماما بس پاؤں پھسل گیا تھا تو میں گر گئی۔"

وہ نم آنکھوں سے وضاحت کر رہی تھی۔ ایک تو سر میں لگی چوٹ کی وجہ سے ٹھیس اُٹھ رہی تھی اور کچھ دل میں لگے تازے زخم اُس کی آنکھوں میں بار بار نمی لا رہے تھے۔

"ارے کوئی بات نہیں گڑیا رو مت۔ اِدھر آؤ میں ڈریسنگ کر دیتی ہوں۔"

عشال بیگم اُٹھ کر اُس کے قریب آئی۔دانیہ کو ساتھ لیے وہ صوفوں کی طرف بڑھی۔اُسے بیٹھنے کا اشارہ کرتی وہ ملازمہ کو فرسٹ ایڈ باکس لانے کا کہہ کر خود بھی ساتھ بیٹھ گئی۔

"پتہ نہیں یہ آج ہو کیا رہا ہے؟پہلے ہانیہ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔پھر فائق کے گھر آگ لگ گئی اور اب تمہیں بھی چوٹ لگ گئی۔یا اللہ ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھنا۔"

اقراء میر افسردہ لہجے میں بولی۔

"کیا ہوا ہانیہ آپی کو؟اور فائق کے گھر میں آگ؟"

دانیہ اُن کی بات پر چونکتے ہوئے بولی۔چونکہ وہ اوپر تھی تبھی اِن سب باتوں سے بے خبر تھی۔

"سب ٹھیک ہے اب۔تم پریشان مت ہو۔"

روحا اُس کے ساتھ کھڑی ہو کر پوری بات کی وضاحت کر رہی تھی۔ جبکہ عشال بیگم اُس کے سامنے کھڑی اُس کی چوٹ کا معائنہ کر رہی تھیں۔

"مجھے لگتا ہے ہمیں صدقہ دینا چاہیے۔ایک کے بعد ایک مصیبت آنا اچھی بات نہیں ہے۔اور ویسے بھی صدقہ سو بلاؤں کو ٹالتا ہے۔"

فریحہ میر اقراء میر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

" صحیح کہہ رہی ہیں آپ بھابھی۔میں ابھی ملازمہ کو سب کے نام کا صدقہ دیتی ہوں تاکہ وہ فوراً کسی ضرورت مند کو دے کر آئے۔"

اُن کی بات پر اقراء میر کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی اتفاق کیا۔ صرف دانیہ ہی تھی جو خالی خالی نظروں سے سب کے چہرے دیکھ رہی تھی۔

"کیا محبت کا صدقہ دے کر ہم اِس مصیبت سے آزاد ہو سکتے ہیں؟ یا محبت پر بھی صدقہ کوئی اثر نہیں کرتا۔"

دانیہ دل میں خود سے مخاطب ہوئی۔ جبکہ بظاہر وہ ہونٹ بھینچے عشال بیگم کی بات سُن رہی تھی۔ جو اُس کا زخم صاف کرتے ہوئے ساتھ کوئی ہدایات دے رہیں تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ذیمل سپاٹ چہرہ لیے تیزی سے پولیس سٹیشن میں داخل ہوئی۔ پیچھے فائق بھی تیز تیز قدم اُٹھاتا اُس کی پیروی کر رہا تھا۔ وہ دونوں سیدھا انسپکٹر داؤد کے سر پہنچے۔

"آریان کہاں ہے؟"

وہ غصّے سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔

"مس ذیمل کیا کوئی مسئلہ ہے؟"

انسپکٹر داؤد حیرت سے اپنی جگہ سے اُٹھا۔

"میں نے کہا آریان کو فوراً یہاں بُلائیں انسپکٹر صاحب۔"

"اچھا ٹھیک ہے آپ پلیز بیٹھیں تو سہی۔"

ذیمل کی بات انسپکٹر داؤد نے پیچھے کھڑے پولیس والے کو آریان کو لانے کیلئے بھیجا۔ تھوڑی ہی دیر وہ آریان کو ساتھ لیے حاضر ہوا۔ دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑی لگائے آریان شرافت سے ذیمل کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ آریان پر نظر پڑتے ہی فائق غصّے سے اُس پر جھپٹا۔ اُس کا کالر دبوچے فائق نے ایک زوردار پنچ اُس کے منہ پر مارا۔

"کمینے انسان تیری ہمت کیسے ہوئی میرا گھر جلانے کی؟"

دو پولیس والوں نے جلدی سے فائق کو دونوں بازوؤں سے پکڑ روکا۔ جبکہ وہ واپس آریان کو مارنے کیلئے لپک رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پاگل ہو گئے ہو کیا تم؟ میں یہاں جیل میں بند ہوں صرف تمہاری وجہ سے۔ اور تم کہہ رہے ہو کہ میں نے تمہارا گھر جلا دیا ہے۔ لگتا ہے دماغ خراب ہو گیا ہے۔"

ہتھکڑی لگے ہوئے ہاتھوں سے آریان نے اپنے منہ سے نکلتے خون کو صاف کیا۔

"دماغ ہمارا نہیں تمہارا خراب ہے آریان صاحب۔ ہم اچھے سے جانتے ہیں کہ یہ گھٹیا حرکت تمہاری ہی ہو سکتی ہے۔"

ذیمل آریان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غرائی۔ جبکہ آریان سکون سے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"لے جاؤ اِسے اور واپس بند کر دو۔"

انسپکٹر داؤد کے کہنے پر اُسے واپس جیل میں بند کر دیا گیا۔ فائق بھی پولیس والوں سے اپنا آپ چھڑواتا گہرے گہرے سانس لے کر خود کو پُر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اب بتائیں آخر مسئلہ تھا کیا؟"

انسپکٹر داؤد کے سنجیدگی سے پوچھنے پر ذیمل نے حرف با حرف تمام بات اُن کے سامنے دوہرائی۔ اور وہ لفافہ بھی کھول کر اُنہیں دیکھایا۔

"دیکھیں مس ذیمل یہ ہو سکتا ہے کسی اور کی شرارت ہو۔ کیونکہ آریان تو چوبیس گھنٹے ہماری نظروں کے سامنے رہتا ہے۔ بہر حال آپ لوگوں کو مزید چوکنا رہنے کی ضرورت

ہے۔ہم مجرم کو ڈھونڈنے کی پوری کوشش کریں گیں۔اور اگر یہ کام آریان کا ہے تو وہ بھی اگلوا لیں گیں۔آپ پریشان مت ہوں۔"

انسپکٹر داؤد کی وضاحت پر دونوں سر ہلاتے باہر کی طرف بڑھے۔

"فائق..."

وہ گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا جب ذیمل کے آواز دینے پر رُکا۔

"مجھے راستے میں ساری بات جاننی ہے۔"

ذیمل سینے پر ہاتھ باندھ کر بولی۔

www.novelsclubb.com

"یار گھر میں آگ جس طرح لگی معلوم تو ہے تمہیں سب۔"

وہ ناسمجھی سے بولا۔

"میں آگ لگنے کی نہیں تمہاری اور دانیہ کے درمیان ہوئی آج والی بات کے بارے میں کہہ رہی ہوں۔"

ذیمل کی بات سُنتے ہی اُس کے چہرے کا رنگ بدلا۔

"دیکھو ذیمل پھر کبھی..."

"راستے کا مطلب ہے راستے میں۔ مجھے کوئی بہانہ نہیں چاہیے۔ بیٹھو جلدی۔"

وہ تحکیمہ انداز میں بولتی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔ جبکہ فائق بھی گہرا سانس بھرتا واپس اندر بیٹھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ذیمل اب سب کچھ جان کر ہی دم لے گی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ تیزی سے گھر کے اندر داخل ہو رہا تھا۔ جب باہر آنے والے سے زوردار تصادم ہوا۔ دن میں تارے نظر آنا کیا ہوتا ہے یہ سبحان کو آج سمجھ آیا تھا۔ جبکہ سامنے والے کی حالت بھی اُس سے کچھ مختلف نا تھی۔

"اوہو بچپن کا پیار دیکھ کر تو چل لیا کرو۔ اتنی زور سے ٹکر ماری ہے مجھے تو دن میں تارے نظر آنے لگیں ہیں۔"

اپنا سر سہلاتا وہ روحا کو دیکھ کر منہ بناتے ہوئے بولا۔

"سبحان کبھی تو انسانوں کی طرح چل لیا کرو یار۔"

دوسری طرف روحا بھی اپنا سر سہلاتے ہوئے اُسے گھور رہی تھی۔

"تو میں کیا بھوتوں کی طرح چل رہا تھا؟"

وہ آنکھیں گُھما کر ایسے سٹائل سے بولا کہ روحا بھی اُس کے انداز پر عش عش کر اُٹھی۔

"تم بھوتوں نہیں جانوروں کی طرح چل رہے تھے۔"

منٹوں میں اُس کی خوشفہمی کو مٹی میں ملانا تو روحا کا فیورٹ کام تھا۔

"یار بچپن کا پیار ایسے بیعزتی نا کیا کرو۔دل سے بُرا لگتا ہے۔"

وہ ایک دفعہ پھر ڈرامائی انداز میں بولا۔

"سبحان تم کبھی سنجیدہ ہو سکتے ہو؟"

روحا نے اُسے گھورا۔

"پھر بتاؤ شادی کا کیا پلان ہے؟"

سبحان فوراً ہی سنجیدہ صورت بنا کر بولا۔روحا نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا کہ کہیں کسی نے دیکھ تو نہیں لیا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ورنہ سبحان کی بات اگر کوئی سُن لیتا تو اُسے جو شرمندگی اُٹھانی پڑتی.....اُففففف وہ سوچ کر ہی روحا نے جھرجھری لی۔

"سبحان تم نا سنجیدہ ناہی ہوا کرو اچھا۔"

زمین سے اُٹھتی وہ نظریں چُراتے بولی۔اُس کی بات سُن کر سبحان نے مسکراہٹ دبائی۔

"اوکے جانِ من... جانِ جہاں.... میرا بچپن کا پیار۔ تمہارا حکم ہمیشہ سر آنکھوں پر۔"

وہ فوراً گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے بولا۔ایک ہاتھ سینے پر رکھے وہ سر جھکا کر بیٹھا بے حد اچھا لگ رہا تھا۔روحا بے اختیار پلکیں جھپکائے اُسے دیکھتی رہی۔

"ویسے اگر میں اُس وقت جانوروں کی طرح چل رہا تھا تو تم بھی پھر انسان تھوڑی ہو۔تم بھی ایک جانور ہی ہوئی مسز سبحان ملک ٹوبی۔"

سبحان نے نظریں اُٹھا کر روحا کو دیکھا۔شرارت سے بھرپور چمکتی آنکھوں کی نظروں کا مرکز اِس وقت روحا تھی۔وہ جو اپنے خیالوں میں گم تھی۔سبحان کے بولنے پر ایک دم چونکی۔

"سبحان کے بچے...."

www.novelsclubb.com

روحا دانت پیستے ہوئے بولی۔

"ابھی نہیں ہوئے۔"

سبحان نے زوردار قہقہہ لگایا۔اور اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔جبکہ اُس کے جانے کے بعد روحا کے چہرے پر بھی ایک خوبصورت میٹھی سی مسکان آگئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تھری پیس سوٹ پہنے وہ سنجیدگی سے اپنی چیئر پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔سامنے ہی لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا۔جس کی روشنی میں اُس کے چہرے کے تاثرات صاف واضح ہو رہے تھے۔بے چینی سے تیز تیز اُنگلیاں چلاتا وہ مختلف بٹن دباتا اپنی میلز چیک کر رہا تھا۔کہ یک دم وہ ٹھہرا۔آنکھوں میں بے چینی مزید بڑھی۔جیسے جیسے وہ میل پڑھ رہا تھا ویسے ویسے اُس کی آنکھوں کی پتلیاں بے یقینی سے کُھلتی جا رہیں تھیں۔لیپ ٹاپ کو ایک طرف کرتے بہرام نے اپنا سر تھام لیا۔یہ میل اُس کی ہمت توڑنے کیلئے کافی تھی۔

"بہرام بھائی...."

ذیمل کی آواز سُن کر اُس نے فوراً لیپ ٹاپ بند کر دیا۔

"بہرام بھائی وہ.... کیا ہوا؟.... سب ٹھیک ہے؟"

بہرام کے چہرے کی ہوائیاں اُڑی دیکھ کر وہ چونکی۔

"ہاں... ہاں سب ٹھیک ہے۔"

بہرام نے دائیں سے ماتھے پر سے نادیدہ پسینہ صاف کیا۔

"مگر مجھے آپ ٹھیک نہیں لگ رہے۔"

ذیمل تفتیشی انداز میں پھر سے گویا ہوئی۔

"میں نے کہا نا میں ٹھیک ہوں۔ پلیز مجھے کچھ وقت کیلئے اکیلا چھوڑ دیں۔"

www.novelsclubb.com

دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو سختی سے بھینچے وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔ ذیمل نے حیرت سے اُس کے چہرے کو دیکھا جس پر غصّے کے باعث سُرخی جھلک رہی تھی۔

"بہرام بھائی....."

"جسٹ گو ذیمل۔اکیلا چھوڑ دو مجھے سمجھ نہیں آرہا کیا۔"

بہرام ایک دم اپنی جگہ سے اُٹھا۔اور غصّے سے لیپ ٹاپ اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔

"سمجھ نہیں آرہا گیٹ آؤٹ۔"

وہ ایک دفعہ پھر چلایا۔ذیمل کی آنکھوں میں تیزی سے آنسو تیرنے لگے۔جلدی سے پلٹتی وہ باہر بھاگی۔اُس کے جانے کے بعد بہرام نے بے بسی سے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے بال جکڑ لیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"کہاں گئے تھے تم دونوں؟"

فائق ریسٹورنٹ کی بالکنی میں کھڑا ذیمل کی باتوں پر غور کر رہا تھا جب زیان اُس کے پاس آیا۔

"ہاں... کیا کہا؟"

فائق اپنی سوچوں سے نکلتے ہوئے چونکا۔

"میں نے پوچھا فائق تم دونوں کہاں گئے تھے؟"

زیان کا لہجہ نارمل ہی تھا مگر فائق کو نجانے کیوں اُس کا لہجہ عجیب لگا۔

"کام سے گئے تھے۔"

وہ سر جھٹک کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"کس قسم کا کام؟"

زیان نے ایک دفعہ پھر سوال کیا۔

"زیان کیا تم ہم پر شک کر رہے ہو؟"

فائق سنجیدگی سے بولا۔

"پاگل مت بنو فائق۔میں تم پر کبھی شک نہیں کر سکتا۔ایک بار یہ غلطی کر کے سزا بھگت چکا ہوں۔میں بس ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔نہیں بتانا چاہتے تو کوئی بات نہیں۔"

زیان وضاحت کن لہجے میں بولا۔

"یار معذرت بس دماغ عجیب سوچوں میں گھرا ہے۔اِس لیے ایسا سوال کر دیا۔ہم آریان سے ملنے گئے تھے۔"

فائق شرمندگی سے بولا۔ساتھ ہی آریان سے ملاقات کی تمام تفصیلات سے اُسے آگاہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"زیان تجھے کچھ اور بھی بتانا ہے۔"

بات کی اختتام پر وہ ایک دفعہ پھر نظریں چُراتا بولا۔

"فائق پلیز جو بھی بات ہے کھل کر بتا۔"

"ٹھیک ہے پر تو وعدہ کر کہ کسی سے کچھ نہیں کہے گا خاص طور پر دانیہ سے۔اور ہمیں غلط بھی نہیں سمجھے گا۔"

اُس کی بات پر زیان نے آئیبرو اچکا کر اُسے گھورا۔

"وہ بات یہ ہے کہ میں اور دانیہ....."

بچوں کی طرح آنکھیں میچے اُس نے پوری بات ایک ہی سانس میں بول دی۔

"زیان...."

کافی دیر زیان کے خاموش رہنے پر بلآخر اُس نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں۔سامنے زیان سنجیدگی سے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"چل..."

زیان کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔

"کدھر چلنا ہے؟"

وہ گڑبڑایا۔

"میرولا...."

زیان کی بات پر فائق کا رنگ فق ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دانیہ ٹیرس پر کھڑی تھی۔چاند کی روشنی میں دمکتے چہرے پر اُداسی ہی اُداسی چھائی تھی۔شرارتی سی گڑیا آج بلکل خاموش تھی۔ذیمل اُس کے ساتھ آکر کھڑی ہوئی۔اور خاموشی سے اُسے دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"دانیہ ہر مرتبہ رشتوں کی خاطر محبت کی قربانی دینا ضروری نہیں ہے۔"

ذیمل کی آواز نے خاموشی میں خلل ڈالا۔دانیہ نے نظروں کا زاویہ اُس کی طرف موڑا۔بلیک کلر کے کُھلے پانچوں والے ٹراؤزر اور شرٹ میں وہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر چہرہ لیے کھڑی تھی۔ پچھلے ایک سال سے ذیمل نے لاتعداد کالے رنگ کے لباس زیب تن کیے تھے۔کہ اب وہ کسی دوسرے رنگ کے لباس میں بہت کم دِکھتی تھی۔

"مگر ازل سے ابد تک یہ روایت چلی آرہی ہے کہ محبت رشتوں کی خاطر قربان ہوتی ہے۔"

سنجیدگی سے جواب دیا گیا۔ذیمل تلخی سے مسکرائی۔

"ہاں بات تو صحیح ہے۔محبت بے چاری ہمیشہ رشتوں کیلئے قربان ہوتی ہے۔مگر ہم لڑکیاں چاہیں تو یہ روایت توڑ بھی سکتیں ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"کیا فائدہ روایت توڑنے کا بھی؟الزام تو پھر سے ہم لڑکیوں کے کردار پر ہی لگتا ہے۔"

دانیہ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔اُس کی ٹھنڈی آہ کا احساس ساتھ کھڑی ذیمل کو باخوبی ہوا۔وہ بھی تو رشتوں کی خاطر خود کو قربان کر چکی تھی۔

"دانی ہم لڑکیاں تو ہوتی ہی ہر چیز کی قربانی کیلئے ہیں۔ جس کا دل چاہتا ہے ہمیں مختلف روایتوں کیلئے قربان کر دیتا ہے۔اور ہم کٹھ پُتلی بن کر دوسروں کے اشاروں پر ناچتی رہتیں ہیں۔"

وہ سر جھٹک کر افسردہ لہجے میں بولی۔دانیہ نے اپنا رُخ اُس کی طرف موڑا۔

"کیا آپ اب بھی بھائی سے...."

"یہی رُک جاؤ دانیہ۔ مجھ سے ایسا سوال مت کرو جس کے جواب میں مجھے اپنی انا پر ضرب لگانی پڑے۔"

دانیہ کی بات کاٹتے وہ بے تاثر چہرہ سے بولی۔کالی آنکھیں بلکل سرد تھیں۔

"مگر ذیمل آپی کب تک آپ اِس سوال سے بھاگیں گیں؟ کبھی نا کبھی تو آپ کو اِس سب کا سامنا کرنا پڑے گا نا۔بے شک زیان بھائی میرے سگّے بھائی ہیں۔ مگر میں چاہوں گی کہ اِس بار آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نا ہو۔"

"سہی کہا تم نے دانیہ میں اِس سوال سے نہیں بھاگ سکتی۔اور تم فکر مت کرو اِس بار ذیمل نور میرا اپنے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دے گی۔"

دانیہ کے کندھے پر ہلکی سی تھپکی دیتی وہ باہر کی طرف بڑھی۔اُس کے تاثرات مڑتے ہی یک دم بدلے تھے۔سرد آنکھوں میں نمی اُمڈ آئی تھی۔

"اِس بار ذیمل نور میر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دے گی۔"

زیرِلب دہراتے اُس کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آئی۔اُس کی دھیمی آواز چند قدم پیچھے کھڑی دانیہ تک نہیں پہنچی تھی۔مڑ کر اُس نے دانیہ کو دیکھا۔جو ابھی بھی ذیمل کو ناسمجھی سے دیکھ رہی تھی۔آنکھوں سے اُسے تسلی دیتی وہ وہاں سے چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"فہد کن سوچوں میں گم ہو؟"

حیدر میر لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر فہد میر کی طرف متوجہ ہوئے جو کسی غیر مرئی نکتے پر نظریں جمائے بیٹھے تھے۔

"کچھ نہیں بھائی جان۔ بس یہ سوچ رہا تھا آج کل ذیمل بہت خاموش سی رہنے لگی ہے۔"

فہد میر نے سر جھٹکا۔

"تو اِس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ ہانیہ کے آنے سے وہ بہت خوش ہے۔"

"بات یہ نہیں ہے بھائی جان۔ بات یہ ہے کہ ذیمل تب خاموش ہوتی ہے جب وہ کچھ کرنے کا سوچ رہی ہوتی ہے۔ ویسے تو وہ ہر بات مجھے کر دیتی ہے مگر اِس بار وہ کچھ نہیں بتا رہی اور یہی بات مجھے کھٹک رہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

فہد میر پریشانی سے بولے۔

"اچھا تم پریشان مت ہو۔ جیسا تم سوچ رہے ہو۔ ہو سکتا ہے ایسا کچھ نا ہو۔"

اپنے بھائی کی پریشان صورت دیکھ کر حیدر میر نے تسلی دی۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو بھائی جان۔"

"اچھا فہد میں تم سے ایک بات اور کہنا چاہتا تھا۔"

"کیا ہوا سب خیریت ہے نا؟"

"ہاں ہاں سب ٹھیک ہے۔ دراصل بہرام کو دیکھ کر تمہیں کچھ یاد نہیں آتا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ بہرام کو پہلے کہیں دیکھا ہے۔ اور عشال صاحبہ سے بھی میں کہیں مل چکا ہوں۔"

حیدر میر کی بات پر فہد میر نے ناسمجھی سے اُن کی طرف دیکھا۔

"مجھے تو ایسا کچھ نہیں لگتا۔ ہو سکتا ہے جب ہم ہانیہ کو ہاسپٹل لے گئے تھے آپ نے وہیں دونوں کو دیکھا ہو۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں ہو سکتا ہے۔"

وہ مطمئن نہیں تھے پھر بھی ثبات میں سر ہلاتے واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ جبکہ فہد میر بھی پاس پڑی فائل کا معائنہ کرنے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذانیں چاروں طرف گونج رہی تھی۔رزق کی تلاش میں نکلے پنچھی بھی اب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔آسمان میں روشنی کی جگہ اب کالا اندھیرا گھیرنے لگا تھا۔سڑک پر ٹریفک کی آمدورفت بھی کم تھی۔وہ دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتا مسجد کے سامنے پہنچا۔

www.novelsclubb.com

اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ

(اللہ بہت بڑا ہے،اللہ بہت بڑا ہے)

اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ

(اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے)

مسجد میں قدم رکھتے اُس نے اذان کی آواز پر ایک دفعہ سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔

اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَا اللّٰہ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

www.novelsclubb.com

اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَللّٰہ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں)

اُس کی آنکھیں نم ہو چکیں تھیں۔پہلا قدم مسجد میں رکھنا محال ہو گیا تھا۔ مگر پھر ہمت کر کے ایک کے بعد ایک قدم اُٹھاتا گیا۔

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں)

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں)

www.novelsclubb.com

وہ قطار میں پڑی ٹوٹیوں کی طرف آیا۔ قمیض کی آستینوں کو بازو تک موڑتا وہ نم آنکھوں سے وضو کر رہا تھا۔

حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ

(نماز کی طرف آؤ، نماز کی طرف آؤ)

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

(فلاح و کامیابی) کی طرف آؤ، فلاح و کامیابی) کی طرف آؤ)

چہرے سے پانی ٹپ ٹپ کرتا گر رہا تھا۔ وضو کرنے کے بعد وہ صحن میں آ کر کھڑا ہوا۔ پیچھے والی صف پر کھڑے ہوتے اُس نے ایک نظر پھر سے آسمان کی جانب اُٹھائی۔ کسی نے اُس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"کس منہ سے اب تم اللہ کے سامنے جاؤ گے بہرام شاہ؟"

سر جھٹکتے اُس نے آس پاس دیکھا۔ یہاں کوئی نہیں تھا۔ یہاں کوئی بھی اُسے اللہ کے سامنے شرمندہ کرنے والا نہیں تھا۔ایک دفعہ پھر بہرام کی نم آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھیں۔

اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ

(اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود نہیں)

www.novelsclubb.com

نیت باندھتے اُس نے نماز شروع کی۔آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہہ رہے تھے۔وہ اللہ کے سامنے خود کو پیش کر چکا تھا۔اُسے یقین تھا اللہ کی ذات اُسے معاف کرنے والی ہے۔اُس کے ٹوٹے پھوٹے وجود کو اب صرف اللہ پاک ہی سمیت سکتے تھے۔یہ بات دیر سے سہی مگر اب بہرام کو سمجھ آگئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بلیک کلر کی ہوڈی سے چہرے کو اچھی طرح ڈھکے وہ احتیاط سے یہاں وہاں دیکھتی چل رہی تھی۔میکڈونلڈز کے سامنے پہنچ کر اُس نے ایک دفعہ آس پاس نظریں گُھمائی۔پھر ایک گہرا سانس لیتی اندر داخل ہوئی۔اور کونے والی ٹیبل پر جا کر بیٹھ گئی۔

"میم آرڈر پلیز۔"

ویٹر کی آواز نے اُسے متوجہ کیا۔

"نہیں ابھی نہیں۔کسی نے آنا پھر کروں گی۔"

اُس کی بات پر ویٹر سر ہلاتا چلا گیا۔تقریباً دس منٹ بعد ایک لڑکی اُس کے سامنے والی کرسی پر آکر بیٹھی۔جس کو دیکھتے ہی اُس کے ماتھے پر لاتعداد بل پڑے۔

"تم پورے دس منٹ لیٹ ہو۔"

اُس کی بات کرتانیہ نے دانتوں تلے زبان دبائی۔

"سوری میم وہ ٹریفک میں پھنس گئی تھی۔"

تانیہ نے فوراً سے معذرت کرلی۔اتنے میں وہ ویٹر کو آرڈر لکھوانے لگی۔

"ٹھیک ہے اب یہ بتاؤ میرا کام ہوا کہ نہیں؟"

www.novelsclubb.com

"میم آپ کا کام تقریباً ہو گیا ہے۔یہ ویزا اور باقی کاغذات ہیں۔بس ٹکٹ بُک کروانی ہیں۔آپ بتادیں کب کی کرواؤں۔"

تانیہ نے ایک فائل اُس کے آگے رکھی۔

"ابھی نہیں....کچھ دن بعد کنفرم کر کرواؤں گی ٹکٹ۔"

فائل کو کھول کر اُس نے اچھی طرح تمام کاغذات کا معائینہ کیا۔

"ایک بات اور یہ تمام باتیں ہم دونوں کے علاوہ کسی کو پتہ نہیں لگنی چاہیے۔"

تانیہ کی طرف دیکھتی وہ سخت لہجے میں بولی۔

"جی جی میم بے فکر رہیں۔یہ راز صرف ہم دونوں کے درمیان ہی رہے گا۔"

تانیہ کی بات سنتے ہی وہ بل پے کر کے اُٹھی۔گوگلز آنکھوں پر لگائے ہاتھ میں فائل پکڑے وہ چہرہ دوبارہ سے ڈھکتی باہر کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سنو..."

واٹس ایپ میں سبحان کے نام کا میسج جگمگایا۔

"ہاں بولو۔"

روحا نے فوراً سے جواب دیا۔

"روحا ایک بہت ضروری بات کرنی ہے میں نے کال اُٹھاؤ۔"

سبحان کا میسج پڑھ وہ جی بڑھ کر حیران ہوئی۔ آخر سبحان کو کیا کہنا تھا جو وہ ایسے میسج کر کے بول رہا تھا۔ پھر سے ضرور کوئی فضول گوئی ہی کرے گا۔ یہی سوچتے روحا نے موبائل پر آتی کال ریسیو کی۔

"روحا اماں ابا شادی کی تاریخ لینے کیلئے تمہارے گھر آئیں گیں۔ تم تیار رہنا۔ میں جلد سے جلد اب شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"ہاہاہاہاہا سبحان صاحب بہت ہی بھونڈا مذاق تھا۔ مگر قسم سے ہنس ہنس کے بُرا حال ہو گیا ہے۔"

روحا نے اُس کی بات کو مذاق سمجھا۔

"روحا میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں سیریس ہوں یار۔"

وہ بُری طرح جھنجھلایا۔ کوئی اُس کی بات کو سنجیدہ ہی نہیں لے رہا تھا۔ یعنی حد نہیں ہو گئی۔ پہلے اُس نے کامران ملک سے بات کی تو اُنھیں یقین دلانے میں آدھا گھنٹہ گزر گیا کہ اُسے سچ میں شادی کرنی ہے۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ اور اب روحا بھی اُسے سنجیدہ نہیں لے رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک پھر ایک کام کرنا شادی میں کھانا اعلیٰ رکھوانا اور پیسے بھی اپنے لگانا۔ میں تو پیسے نہیں دوں گی۔ ویسے تم برات لاؤں گے یا وہ بھی مجھے لانے پڑے گی؟"

روحا ابھی بھی اُس کی باتوں کو مذاق سمجھ رہی تھی۔

"روحا ڈارلنگ... جانِ من جانِ جہاں... میرے بچپن کا پیار... زرا اپنے کمرے سے باہر جھانکیں آپ کے سُسرالی باہر ہی بیٹھیں ہیں۔ وہ شادی کی تاریخ طے کر لیں باقی چیزیں ہم آرام سے ڈیسائیڈ کریں گیں۔"

سبحان نے نہایت اطمینان سے اپنی بات کہہ کر فون کاٹ دیا۔

"ایک منٹ کیا کہا؟ تم ضرور مذاق کر رہے ہو۔ایسا نہیں ہو سکتا۔ہیلو سبحان...ہیلو...."

روحا اُس کے فون بند کرنے پر تیزی سے باہر بھاگی۔راہداری عبور کرتے ہی سامنے لاونج میں کامران ملک، ہاجرہ ملک، آفان ملک اور سبحان کے علاوہ باقی سب گھر والے وہاں موجود تھے۔روحا کے آنکھیں حیرانگی سے کُھلی کی کُھلی رہ گئیں۔

"ارے روحا وہاں کیوں کھڑی ہو؟ آؤ نا ہم سب کے ساتھ بیٹھو۔ویسے بھی اب بہت جلد تم ہمارے گھر ہو گی۔"

سبحان کی بہن کنزا مراد مسکرا کر بولی۔جبکہ روحا بھی شرمندگی سے سب کو سلام کرتی اُن کے ساتھ بیٹھ گئی۔نیلے رنگ کے لینن کے سوٹ پہنے بالوں کی چٹیا بنائے جن میں سے چند آوارہ لٹیں چہرے کے گرد گھوم رہی تھیں رف سے حولیے میں وہ شرمندہ سی بیٹھی تھی۔کاش وہ سبحان کی بات کو مذاق نا لیتی تو کم از کم بہتر حالت میں تو یہاں بیٹھی

ہوتی۔اُسے سبحان پر جی بھر کر غصّہ آیا۔کیا ہو جاتا جو وہ پہلے ہی روحا کو سب کے آنے کا بتا دیتا۔وہ دل ہی دل میں سبحان سے بدلہ لینے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"نور یہاں آؤ۔"

ہانیہ نے کھڑکی کے قریب کھڑی ذیمل کو پکارا۔کالے رنگ کا کھلا ٹراؤزر پہنے کالے ہی رنگ کی گھٹنوں تک آتی شرٹ میں وہ ملبوس تھی۔آدھے بالوں پر کیچر لگایا ہوا تھا جبکہ باقی آدھوں کو کھلا چھوڑا تھا۔کندھوں پر کالی گرم شال ڈالے وہ ہانیہ کے قریب آئی۔

"نور کیا ہوتا جا رہا ہے تمہیں؟تم ایسے تو نہیں تھی جیسے اب ہو گئی۔"

ہانیہ نے فکر مندی سے اُس کی طرف دیکھا۔بدلے میں وہ صرف تلخی سے مسکرائی۔

"ہانی ہر انسان وقت کے ساتھ بدل جاتا ہے۔میں بھی بدل گئی ہوں۔کیا بُرائی ہے اِس میں؟"

"بُرائی تمہارے بدلنے میں نہیں ہے نور۔بُرائی اِس میں ہے کہ جس طرح تم بدل رہی ہو وہ غلط ہے۔مجھے ڈر ہے کہ کہیں کچھ غلط نا ہو جائے۔"

"جتنا غلط ہونا تھا ہو چکا ہے ہانی۔اب تو سب صحیح ہونے کی باری ہے۔"

ذیمل سپاٹ لہجے میں بولی۔اتنے میں کمرے کا دروازہ نوک کرتی ملازمہ اندر آئی۔

"وہ نیچے زیان صاحب اور فائق صاحب آئیں ہیں۔اور زیان صاحب نے سب گھر والوں کو بُلانے کا حکم دیا ہے۔اب بھی آ جائیں۔"

ملازمہ کی بات پر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اچھا تم میرے ساتھ مل کر ہانیہ کی ویل چیئر باہر لے کر چلو۔آؤ ہانیہ دیکھتے ہیں اب کیا نیا شوشہ چھوڑا ہے اِس زیان میر نے۔"

ہانیہ کی طرف دیکھتی وہ مسکرا کر بولی۔ہانیہ نے بھی اُس کے انداز پر مسکراہٹ دبائی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سبحان کے گھر والے تین ماہ بعد کی ڈیٹ فکس کر گئے تھے۔اُن کے جانے کے بعد روحا اپنے کمرے میں واپس آگئی تھی۔موبائل اُٹھاتے ہی سامنے سبحان کے نام کا میسج پھر سے جگمگا رہا تھا۔وہ زیرِلب مسکرائی۔اُس کا میسج سین کر کے ایسے ہی چھوڑ دیا۔اگر سبحان شیطان کا دادا تھا تو روحا فاطمہ اُس کو سہی تڑپانے والی تھی۔

www.novelsclubb.com

دوسری طرف سبحان روحا کے میسج سین کر کے ریپلائے نا دینے پر حیران ہوا۔پھر یہ سوچ کر دل کو تسلی دی کہ ہو سکتا ہے وہ شرما رہی ہو۔اُس کو تنگ کرنے کی نیت سے سبحان نے اِس بار کال ملائی۔دو تین بار رنگ ہونے کے بعد روحا کا فون سوئچ آف ہو گیا تھا۔سبحان

کی ساری خوش مزاجی فوراً سے اُڑن چھو ہوئی۔ روحا اُس سے جتنی بھی تنگ ہو ایسے اگنور کبھی نہیں کرتی۔ مگر آج اُس کا میسج سین کر کے اُس نے موبائل ہی سوئچ آف کر دیا۔

"ضرور دال میں کچھ کالا ہے سبحان ملک۔ چل دیکھ تیرے گھر والے کیا کر کے آئیں ہیں جو یہ میڈم ایسے مجھے اگنور کر رہیں ہیں۔"

اپنے آپ سے بولتا وہ باہر کی طرف بڑھا۔ کیونکہ کچھ دیر پہلے ہی باہر گاڑی رُکنے کی آواز سنائی دی تھی۔ جس کا مطلب تھا وہ سب واپس آ چکے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ڈبل سیٹر رکھے گئے صوفوں پر سب سے پہلے فہد میر بیٹھے تھے۔ اُن کے ساتھ اقراء میر بیٹھی تھی۔ اقراء میر کی دائیں طرف ہانیہ ویل چیئر پر بیٹھی تھی اور بائیں طرف فریحہ میر بیٹھی تھی۔ فریحہ میر کے ساتھ حیدر میر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے تھے۔ جبکہ اُن کے

بلکل سامنے والے صوفے پر زیان سنجیدگی سے بیٹھا تھا جبکہ ساتھ بیٹھا فائق بے چینی سے بار بار پہلو بدل رہا تھا۔ فائق سے چند قدم کے فاصلے پر دانیہ اُڑی ہوئی رنگت کے ساتھ کھڑی تھی۔ جبکہ زیان کے سامنے اور حیدر میر کی دوسری طرف ذیمل زیان پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ بہرام کسی کام سے صبح سے نکلا ابھی تک واپس نہیں لوٹا تھا۔ جبکہ عشال بیگم بھی مارکیٹ گئی تھیں۔

"چونکہ اب سب یہاں موجود ہیں تو مجھے بات شروع کر دینی چاہیے۔"

زیان خاموشی کو توڑتے ہوئے گویا ہوا۔

"مہربانی ہو گی آپ کی۔"

ذیمل اور اُس کی بات کے درمیان میں نا بولے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا۔ زیان نے اُسے فُل اگنور کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔

"میں یہاں صرف دانیہ سے ایک بات کا جواب لینے آیا ہوں۔ آج میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں دانیہ۔"

زیان کی سنجیدہ نظریں گھبرائی ہوئی دانیہ کی طرف مڑیں۔فائق نے اُس کی صفائی میں کچھ کہنے کو لب کھولے مگر زیان نے ہاتھ اُٹھا کر اُسے بولنے سے پہلے ہی منع کر دیا۔

"بولو دانیہ کیا تم مجھے میرے سوال کا سچ سچ جواب دو گی؟"

دانیہ کو لگا وہ اپنی ہی نظروں میں گر چکی ہے۔چاہے وہ فائق سے بہت زیادہ رابطے میں نہیں تھی پر جو دل میں چور تھا اُسے کیسے نظر انداز کرتی۔شرمندگی کے احساس سے اُس کا سر جھکتا چلا گیا۔اُسے لگا زیان اُس پر چیخے گا چلائے گا۔عام مردوں کی طرح غیرت کے نام پر اُسے مارے گا۔اپنے تصورات میں وہ خود کو زیان کے ہاتھوں مار کھاتا دیکھ رہی تھی۔

"دانیہ میں کچھ پوچھ رہا ہوں؟"

زیان کی آواز پر اُس کی سوچوں کا محور ٹوٹا۔اِس سے پہلے کہ وہ جواب دے پاتی۔اُسے اپنا سر چکراتے ہوئے محسوس ہوا۔یک دم آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔اُس کا دماغ بلکل سُن ہو چکا تھا۔اپنے سر کو پکڑتے وہ زوردار آواز سے زمین بوس ہوئی۔سارے جو اُس کے جواب کے انتظار میں بیٹھے تھے اُسے گرتا دیکھ کر اُس کی طرف بھاگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اب بول بھی دیں کیا کر کے آئیں ہیں آپ لوگ؟"

ایک ہاتھ کمر پر ٹِکائے دوسرا ہاتھ ہوا میں اُچھالتے وہ لڑاکا عورتوں کی طرح سب سے سوال کر رہا تھا۔ مگر سامنے بیٹھے افراد میں سے کوئی بھی اُس کی باتوں کا جواب دینے کو تیار نا تھا۔

"سبحان جو ہونا تھا وہ تو اب ہو چکا ہے نا۔"

کنزا دُکھی انداز میں بولتی اُس کے دماغ میں لاتعداد سوالات چھوڑ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں بھئی بس ہونا تو وہی تھا جو اللہ کو منظور تھا۔"

مراد نے کنزا کی بات پر اُس کا بھرپور ساتھ دیا۔

"کیا منظور تھا اللہ کو؟ کیا کہہ رہی ہو آپا تم اور مراد بھائی آپ بھی اب بتا دیں کیا ہوا ہے؟"

وہ قدرے جھنجھلا کر بولا۔

"کچھ نہیں سبحان بس روحا کے گھر والے ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے۔"

نازیہ نے سانس خارج کرتے بولا۔

"شادی نہیں کرنا چاہتے لیکن کیوں بھابھی؟"

وہ نا سمجھی سے بولا۔

"وہ کہتے ہیں لڑکا بے روزگار ہے۔"

آفان بھی بیچ میں بولا۔

"آہو ایڈے اوکار وباری لوگ۔"

www.novelsclubb.com

دونوں ہاتھوں کو کمر پر ٹِکائے وہ عجیب سا منہ بنا کر بولا۔ کنزا اور نازیہ نے بڑی مشکل سے اپنی اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔ جبکہ آفان نے اپنی مسکراہٹ کو ہاتھ کی مٹھی بنا کر ہونٹوں پر رکھتے ہوئے چھپایا۔

"بس کرو بہت تنگ کر لیا میرے معصوم بچے کو۔"

"معصوم بچہ۔"

ہاجرہ ملک کی بات پر کنزا اور آفان ہم آواز مصنوعی حیرانگی سے بولے۔ سبحان دونوں کو گھوری سے نوازتا ہاجرہ ملک کے قریب بیٹھ گیا۔اُن کی گود میں سر رکھ کر اُس نے دونوں کو زبان چڑائی۔

"بھئی سبحان میاں تیار ہو جاؤ جلد ہی تم گھوڑی چڑھنے والے ہو۔ مبارک ہو بہت۔"

کامران ملک اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے۔ سبحان جلدی سے دانت نکالتا ایک جھٹکے سے ہاجرہ ملک کی گود سے اُٹھا۔اور اُن کے گلے لگا۔آنکھیں بند کیے وہ کامران ملک کے کندھے سے لگا کھڑا تھا۔اُنھوں نے ہلکی سی تھپکی دے کر اُسے الگ کیا۔

"سبحان میرے بچے تم جتنے شرارتی سہی مگر مجھے خوشی ہے کہ تم ایک بہت ذمہدار انسان ہو۔اُمید ہے تم روحا کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤ گے۔ وہ بہت معصوم سی بچی ہے اور تم

سے بہت محبت کرتی ہے۔ تبھی وہ تم جیسے گدھے سے شادی کرنے کیلئے تیار ہوئی ہے۔وہ اپنا گھر چھوڑ کر یہاں آئے گی۔اگر تم نے اُسے زرا سا بھی تنگ کیا نا تو پھر تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا سمجھے۔"

دونوں کندھوں سے تھامتے وہ نم لہجے میں بولے۔سبحان کی آنکھوں میں بھی ہلکی سی نمی اُمڈ آئی۔

"آپ بے فکر رہیں میں آپ کی بہو کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔ہاں اگر اُس نے تنگ کیا تو پھر میں بھی اُسے تھوڑا سا تنگ کروں گا۔اور تب آپ کچھ نہیں کہیں گے اوکے"

بات کو مذاق کا رُخ دیتے وہ کامران ملک کو باور کروا رہا تھا کہ وہ کبھی بھی بعض نہیں آ سکتا۔کامران ملک نے نفی میں سر ہلاتے جیسے اُس پر افسوس کیا۔

"تم کبھی نہیں سُدھر سکتے سبحان۔"

www.novelsclubb.com

اُن کی بات پر وہاں بیٹھے ہر شخص نے اتفاق کیا۔ہاں وہ سبحان ملک تھا جو واقع کبھی نہیں سُدھر سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دانیہ صوفے پر فریحہ میر کے ساتھ سر جھکائے بیٹھی تھی۔اور باقی سب ویسے ہی دوبارہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے تھے۔دانیہ کو صرف چکر آئے تھے۔ تبھی زیان نے بات کا آغاز دوبارہ وہیں سے کیا جہاں سے اُسے چھوڑا تھا۔

"بولو دانی کیا تمہیں اپنے بھائی پر بھروسہ ہے؟"

اُس کی بات پر سر جھکا کر بیٹھی دانیہ کا سر مزید جھک گیا۔اُس نے کچھ غلط نہیں کیا تھا مگر نامحرم تو نامحرم ہوتا ہے نا۔اُس نے زیان سے چُھپ کر فائق سے بات کی تھی۔اور اپنے

اِسی فعل کے باعث وہ آج سر جھکا کر بیٹھی تھی۔زیان کی طرف دیکھے بِنا اُس نے ثبات میں سر ہلایا۔

"تو پھر ٹھیک ہے مسٹر حیدر میر اور مسز فریحہ میر میں آج یہاں فائق کے بھائی کی حیثیت سے آپ کی بیٹی دانیہ میر کا رشتہ مانگنے آیا ہوں۔"

زیان نے نہایت اطمینان سے سب کے سروں پر بم پھوڑا۔وہاں بیٹھے ہر شخص کو سانپ سونگھ گیا۔فائق نے ایک جھٹکے سے دانیہ کی طرف دیکھا۔اور دانیہ...وہ تو پھٹی پھٹی نظروں سے زیان کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ لوگ فائق کو بچپن سے جانتے ہیں۔میرا نہیں خیال کسی کو کوئی اعتراض ہو گا۔"

ذیمل کو توقع نہیں تھی کہ زیان سچ میں فائق اور دانیہ کی شادی کروا سکتا ہے۔مگر وہ بھی زیان میر تھا۔موقع پر چوکا مارنا اُسے اچھے سے آتا تھا۔کیا ہوا جو آریان کے معاملے میں وہ دھوکہ کھا گیا تھا۔اب وہ سنبھل چکا تھا اور اب اُسے سب چیزیں فٹ کرنی تھیں۔

"بیٹا ایسے....یہ سب....مطلب؟"

حیدر میر حیرانگی کے باعث کچھ بول ہی نہیں پا رہے تھے۔وہ کبھی حیران پریشان فائق کو دیکھتے تو کبھی سکون سے بیٹھے زیان کو۔فائق نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا جب اُس کی آنکھیں ذیمل کی آنکھوں سے ٹکرائی۔اُس کے دماغ میں ذیمل کی کہی باتیں کلک ہوئیں۔

"دیکھو فائق میں نے تمہیں صرف بھائی کہا نہیں مانا بھی ہے۔میرے اور زیان کے جتنے مرضی خراب تعلقات ہیں مگر میں اُسے اچھے سے جانتی ہوں۔وہ کبھی بھی اپنی بہن کی خوشیوں کے رنگ میں بھنگ نہیں ڈالے گا۔اور جہاں تک بات دانیہ کی ہے وہ زیان سے بہت محبت کرتی ہے۔ تبھی اُس نے تم سے وہ سب کہا۔اور مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ دانیہ نے جو کہا تھا وہ بلکل سہی تھا۔تم زیان کے دوست تھے اِسطرح تمہارا اُس سے باتیں کرنا لوگوں کی نظر میں مشکوک ہو سکتا ہے۔میرا مشہورہ مانو تو جتنا جلدی ہو سکے زیان سے بات کر کے دیکھو۔مجھے یقین ہے وہ مجھے نہیں تو تمہیں ضرور سمجھے گا۔"

ذیمل کی طرف دیکھتے وہ زرا چونکا۔وہ جتاتی نظروں سے اُس کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو میں نے کہا تھا نا زیان سب سہی کر دے گا۔فائق سر جھٹکتا دوبارہ زیان کی طرف متوجہ ہوا۔جواب کہہ رہا تھا کہ؛

"آپ لوگ اگر وقت لینا چاہتے ہیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔آپ لوگوں کو انکار کرنے کا پورا حق ہے۔مگر ایک دفعہ آپ لوگوں کو دانیہ کی رضامندی بھی جان لینی چاہیے۔"

"کیا دانیہ کی وجہ سے تم یہ رشتہ مانگ رہے ہو؟"

حیدر میر سادہ لہجے میں بولے۔اُن کے لہجے میں کچھ تو تھا جو دانیہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔

"میں یہ رشتہ دانیہ کی وجہ سے مانگ سکتا تھا مگر دانیہ نے تو اپنے بھائی پر بھروسہ ہی نہیں کیا۔اِس لیے آپ بے فکر رہیں میں فائق کی طرف سے آیا ہوں یہاں۔اور میں چاہتا ہوں آپ جلد مجھے جواب دے دیں۔"

اُس نے دانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس پر وہ خاموش نظروں سے زیان کو دیکھنے لگی۔

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ فائق ہماری دانیہ کا بہترین جوڑ ہے۔ تم بتاؤ فہد تمہارا کیا خیال ہے؟"

"بھائی جان مجھے بھی یہی مناسب لگ رہا ہے۔ آپ آنکھیں بند کر کے یہ رشتہ منظور کر لیں۔ فائق جیسا ہیرا پھر دوبارہ نہیں ملے گا۔"

"چلو پھر برخوردار مبارک ہو بہت۔"

حیدر میر اُٹھ کر اُن کے قریب آئے۔ زیان اُن کو بیچ میں ٹوکتے بولا۔

"میرا خیال ہے آپ کو اپنی بیٹی سے پہلے پوچھ لینا چاہیے۔"

اُس کی بات پر حیدر میر نے بھی اتفاق کیا۔ اور دانیہ کے قریب گئے۔ جو سر جھکا کر اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"دانیہ بیٹا تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا؟"

حیدر میر کے پوچھنے پر ایک آنسو چُھپکے سے پلک توڑ کر اُس کی گال پر گرا۔اُس نے سر جھکائے ہی ثبات میں سر ہلایا۔حیدر میر نے خوشی سے نم آنکھوں سے اُس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔یہ منظر دیکھ کر پاس بیٹھی ذیمل کی آنکھوں میں بھی ہلکی سی نمی اُمڈ آئی۔جسے بڑے مہارت سے اُس نے اپنے اندر انڈیل دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میٹینگ روم میں بیٹھی وہ مسلسل ٹیبل پر رکھے قلم کو گُھما رہی تھی۔آج کی میٹینگ میں اچانک اُس کی آمد نے سب کو حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔مگر وہ بھی ذیمل نور تھی بِنا اثر لیے پورے اعتماد سے اُس نے میٹینگ اٹینڈ کی۔کل والے واقعے کو سوچتے نرم مسکراہٹ نے اُس کے ہونٹوں پر احاطہ کیا۔دانیہ اور فائق کے ساتھ ساتھ کل ہانیہ اور بہرام کا رشتہ بھی

طے ہو گیا تھا۔ ساتھ ہی سبحان اور روحا کی شادی طے ہونے کی خبر بھی مل گئی تھی۔ اب تینوں گھروں میں سبحان اور روحا کی شادی اور باقی دونوں جوڑیوں کے نکاح کی تیاریاں شروع ہو چکیں تھیں۔ وہ بھی بہت خوش تھی مگر اپنا کیا گیا فیصلہ ذہن میں آتے ہی اُس کی مسکراہٹ سمٹی۔ ماتھوں پر بل ڈالے اُس کا چہرہ بلکل سپاٹ ہو گیا تھا۔ سامنے والی کرسی پر بیٹھتے زیان نے بڑے غور سے اُس کے بدلتے رنگ دیکھے۔ میٹینگ روم میں اِس وقت یہی دونوں ہی موجود تھے۔

"ایک فیور کرو گی؟"

وہ کرسی کی پشت پر سر ٹِکائے اُس کی طرف دیکھتا اُسے خیالی دنیا سے کھینچ لانے میں کامیاب ہوا تھا۔ جواباً ذیمل نے "ہمم" کہتے اُسے بات کرنے کی اجازت دی۔ ایک ہاتھ گال کے نیچے ٹِکائے وہ پوری طرح اُس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"مجھے معاف کر دو یار۔"

اُس کی بات پر ذیمل نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"میں تمہیں معاف کر چکی ہوں زیان میر۔"

"پھر شادی کر لو مجھ سے پلیز۔"

دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے وہ اضطرابی کیفیت میں آگے ہو کر بیٹھا۔

"تم جانتے ہو زیان میر میں کبھی بھی ہیروئن نہیں بننا چاہتی۔ بلکہ میں ولن بننا چاہتی ہوں۔ایسی ولن جس کے بغیر ہمیشہ کہانی بے جان لگتی ہے۔ کبھی غور کر کے دیکھو۔ہر کہانی میں ہیرو ہیروئن کے علاوہ ایک ولن ضرور ہوتا ہے۔اور دیکھا جائے تو اصل کردار ہی ولن کا ہوتا ہے۔ورنہ ہیرو ہیروئن مل کر بھی ایک کہانی میں اتنی جان نہیں ڈال سکتے جتنا ایک ولن ڈالتا ہے۔میں بھی وہی ولن بننا چاہتی ہوں جس کے بغیر کہانی بلکل بے جان لگے۔"

www.novelsclubb.com

اُس کی لمبی وضاحت پر زیان کی آنکھوں میں نا سمجھی اُبھری۔

"مطلب یہ ہے کہ میں اپنی کہانی میں ایک ولن بن چکی ہوں۔اور ولن کا اینڈ کبھی بھی خوشگوار نہیں ہوتا۔"

بے تاثر چہرہ سرد لہجہ وہ زیان کو کھٹکنے پر مجبور کر چکی تھی۔لہجے کے ساتھ ساتھ اُس کا چہرہ بھی بلکل سرد تھا۔ سختی سے دونوں لب آپس میں بھینچے وہ زیان کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری باتیں نجانے کیوں مجھے کسی بڑے خطرے کی طرف متوجہ کروا رہی ہیں۔سچ بتاؤ نور تم کیا کرنے والی ہو؟"

زیان کی بات پر اُس کے ہونٹ طنزیہ انداز میں ڈھلے۔

"اپنے دماغ پر زیادہ زور مت دو زیان میر۔میں اب کچھ بھی غلط نہیں ہونے دوں گی۔"

"مگر نور میں تمہارے ساتھ ہمیشہ رہنا چاہتا ہوں۔میں جانتا ہوں میں نے جو بھی کیا وہ بہت غلط تھا۔اور اِس لیے میں اب ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔پلیز مجھے ایک موقع دو نور۔تمہارے بغیر میں ختم ہوتا جا رہا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"یو نو واٹ مجھے اِس طرح کے چیپ ڈائیلاگز ہرگز نہیں پسند۔اور ایک اور بات جب بیوہ عورت اور یتیم بچے زندہ رہ سکتے ہیں ناں تو زیان صاحب کوئی بھی کسی کے جانے سے نہیں مرتا۔چلتی ہوں خدا حافظ۔"

سنجیدگی سے کہتی ذیمل اپنا بیگ اُٹھاتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔ نجانے کب تک اب اِس سرد جنگ نے جاری رہنا تھا۔ یانا معلوم کب ذیمل نے سچے دل سے زیان کو معاف کرنا تھا۔ زیان نے گہرا سانس لیتے سلائیڈنگ ڈور سے نظریں ہٹائیں جہاں سے زیمل ابھی گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈرتے ڈرتے اُس نے اپنے پیر آہستگی سے زمین پر رکھے۔ ٹھنڈی زمین پر قدم رکھتے ہی خوشگوار ٹھنڈک کا احساس اُسے اپنے اندر تک اُترتا محسوس ہوا۔ دونوں ہاتھوں سے ویل چیئر کو مضبوطی سے تھامے وہ کانپتی ہوئی کھڑی ہوئی۔ اتنے عرصے بعد اپنے پیروں پر دوبارہ کھڑا ہونا اُس کیلئے کافی مشکل تھا۔ دیوار کا سہارا لیے ایک قدم بڑھایا ہی تھا کہ وہ

www.novelsclubb.com

لڑکھڑا کر بُری طرح ویل چیئر پر گری۔اندر آتے بہرام نے اُسے گرتے دیکھا تھا۔ماتھے پر بل ڈالے وہ ہانیہ کے قریب آیا۔

"یہ کیا کر رہیں ہیں آپ؟"

"کککچھ نہیں بس چلنے کی کوشش کر رہی تھی۔"

ہانیہ نے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"ہانی آپ کو ابھی وقت لگے گا دوبارہ اپنے پیروں پر چلنے کیلئے۔آپ کو ابھی خود کو تکلیف پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

بہرام اُس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ کر نرمی سے اُسے سمجھا رہا تھا۔اور وہ بس خاموشی سے اُسے دیکھے جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو پھر آپ مجھ سے شادی کر کے خود کو تکلیف کیوں پہنچانا چاہتے ہیں؟"

"میں سمجھا نہیں۔"

"مسٹر بہرام آپ کسی معذور لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں جس کا پہلے ایک رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔"

بات کرتے آنسو اُس کی گال پر لڑکھڑاتا ہوا گرا۔ بہرام نے گہرا سانس لیتے اُس کی طرف دیکھا۔

"ہانیہ ہر انسان کی زندگی میں ایک وقت ایسا ہوتا ہے جو اُس کیلئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔اور وہ اُسے چاہ کر بھی نہیں بُھلا پاتا۔ لیکن تکلیف دہ لمحہ یاد رکھنے سے تکلیف کم تو نہیں ہوتی نا۔اِس لیے بھول جائیں سب کچھ۔ کیونکہ بعض اوقات تکلیف دہ لمحوں کو بُھلانا ہی ہمارے لیے بہتر ہوتا ہے۔"

ہلکی سی مسکراہٹ سجائے وہ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"اور ہاں جہاں تک بات شادی کی ہے۔ تو پہلی بات کہ آپ اِس ویل چیئر پر بس چند دن کی مہمان ہیں اور دوسری بات وہ رشتہ آپ کی وجہ سے نہیں ٹوٹا تھا۔ آپ میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ میرا ماننا ہے کہ اصل رشتہ وہی ہوتا ہے جو نکاح سے جڑے۔ تو میرا آپ کے

اُس نقلی رشتے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔آپ بھی اپنے چھوٹے سے نازک دماغ پر زیادہ زور نا دیں اور تیار ہو جائیں چند دن بعد آپ میرے نکاح میں ہوں گیں۔تب آپ کو معلوم ہو گا کون سا رشتہ اصل رشتہ ہوتا ہے۔"

ہانیہ کی طرف سے رُخ موڑے وہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔جبکہ اُس کے جانے کے بعد ہانیہ بھی اپنے آنسو صاف کرتی کھل کر مسکرائی تھی۔ذہن میں موجود سارے خدشات جھٹ سے غائب ہو گئے تھے۔بس اب نئی زندگی کا آغاز کرنا تھا۔سب کچھ بھول کر ایک نیا خوبصورت مکمل آغاز.....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"کیا مسئلہ ہے روحافاطمہ تم مجھے اگنور کیوں کر رہی ہو؟"

سبحان نے تیزی سے اُس کا راستہ روکا۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی عائشہ بیگم اور جواد علی مارکیٹ تک گئے تھے۔اِس وقت گھر پر وہ اکیلی تھی۔وہ کچن میں خود کیلئے چائے بنا رہی تھی جب سبحان نے اُس کا راستہ روکا۔اُس کو اچانک سامنے دیکھ کر وہ بُری طرح سے خوفزدہ ہوئی۔

"تم... تم اندر کیسے آئے؟"

اپنی سانسیں بحال کرتے اُس نے سوال کیا۔

"تمہیں کیا لگا روحا بیگم تم مجھے اگنور کرو گی، میری کال ریسیو نہیں کرو گی، یہاں تک کہ مجھ سے بات کرنا بھی بند کر دو گی اور میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔

یہ تمہاری بھول ہے کہ تم سبحان ملک کو اگنور کر سکتی ہو۔"

چھلانگ لگا کر وہ کیچن کی شیلف پر بیٹھا۔ساتھ پڑی فروٹس کی باسکٹ میں سے سیب نکال کر دانتوں سے کترنے لگا۔روحا نے دانت پیس کر اُسے گھورا۔جو بِنا اجازت کے سیب کھا رہا تھا۔

"کیا گھور رہی ہو اپنے سُسر کی کمائی سے آئے سیب کھا رہا ہوں تمہاری نہیں۔ جو یوں ڈیلے نکال کر مجھے گھور رہی ہو۔"

روحا کے مسلسل گھورنے پر اُس نے میٹھا میٹھا طنز کیا۔ جس پر وہ سر جھٹکتی چائے کی طرف متوجہ ہوئی۔ دل میں اُس نے بھی پورا ارادہ کر لیا تھا کہ شادی تک سبحان سے کوئی بات نہیں کرنی۔ تاکہ تھوڑا سبق سبحان صاحب کو وہ بھی سیکھا سکے۔ مگر یہ صرف اُس کی بھول ہی تھی کیونکہ سبحان ملک کو اگنور کرنا اپنا جینا حرام کرنے کے مترادف تھا۔

"پانی کم ڈالنا چائے میں۔ مجھے خالص چائے پسند ہے۔"

ایک بار پھر سے روحا کو خود کی طرف متوجہ کرانے کی کوشش کی گئی۔ جسے اُس نے بڑے آرام سے اگنور مارا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ ہاں یاد آیا شادی کے سارے ڈریسز میں آرڈر کر آیا ہوں۔ تم پیسے دے دو تاکہ میں تمہارے کپڑے بھی لیتا آؤں۔"

سبحان کی بات پر وہ ایک جھٹکے سے مڑی۔

"تم... تم اب کپڑوں کے پیسے بھی مجھ سے لو گے ؟اور تو اور سارے ڈریسز بھی اپنی پسند کے مطابق لاؤ گے۔ سبحان صاحب شادی صرف آپ کی نہیں ہے۔ میری بھی ہے۔اور میں اپنی شادی پر اپنی پسند کے کپڑے پہنوں گی۔اور کان کھول کر سُن لو پیسے بھی تم ہی لگاؤ گے سمجھے کنجوس آدمی۔"

آگ بگولا ہوتے اُس نے چائے کی پتیلی ماربل کی بنی شیلف پر پٹخی۔ جس کے باعث چائے کی چند بوندیں باہر شیلف پر جھلک گئیں۔ سبحان نے اپنی دونوں آنکھیں بچوں کی طرح میچیں۔

"ریلیکس روحا فاطمہ ریلیکس۔ میں تو بس تم سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"مطلب کپڑے نہیں لیے تم نے؟"

www.novelsclubb.com

"قسم سے نہیں۔ تمہارے بغیر لے سکتا ہوں۔"

روحا کے پوچھنے پر وہ تیز تیز نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"میں تمہارے بغیر شادی کی شاپنگ کر بھی نہیں سکتا کیونکہ تم نے پے منٹ جو کرنی ہوتی ہے۔"

ایک جھٹکے سے وہ شیلف سے کودتا کچن سے باہر کی طرف دوڑا۔کیونکہ روحا کے جو سخت ترین تاثرات اُس کی پہلی بات سُن کر صحیح ہوئے تھے۔وہی تاثرات اُس کی اگلی بات سُن کر بگڑے۔اُس نے گھور کر کچن کے دروازے کو دیکھا۔

"ویسے روحا بیگم ابھی کیلئے کچھ پیسے اُدھار مل سکتے ہیں شادی کے کارڈ چھپوانے ہیں؟"

دروازے سے جھانکتے ہوئے اُسے چڑانے کی خاطر وہ دانت نکال کر بولا۔روحا نے پاس پڑا چمچ اُس کی جانب پھینکا جسے بڑے مزے سے اُس نے دونوں ہاتھوں سے کیچ کیا۔اُسے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے دیکھ کر روحا بھی مسکرانے پر مجبور ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج وہ بِلاوجہ ہی آفس سے جلدی نکل آئی تھی۔ڈرائیور نے اُسے دیکھتے ہی آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا مگر وہ ہاتھ سے منع کرتی آگے بڑھی۔دسمبر کے آغاز کی سرد ہوائیں بہت بھلی لگ رہیں تھیں۔ڈائی شدہ بال پونی ٹیل میں مقید تھے۔بھورے رنگ کا گھٹنوں کو چھوتا کوٹ سردی سے بچاؤ کیلئے ناکافی تھا۔تبھی گلے کے گرد بھورے ہی رنگ کا اونی سٹولر اچھی طرح لپیٹا ہوا تھا۔چلتے چلتے وہ کافی آگے آچکی تھی۔یہاں آس پاس چند کھانے پینے کی دکانیں موجود تھیں۔وہیں ایک دکان کے قریب تین کم عمر لڑکے اُس پر نظریں جمائے کھڑے تھے۔جسے اُس نے فوراً اگنور کیا۔

"اِس ٹھنڈ کے موسم میں تو برف بھی بھوری رنگ میں حسین لگنے لگتی ہے کیوں بے۔"

اُن میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ پر تالی مارتے ہوئے اُونچی آواز میں کہا۔ذیمل کے تیزی سے اُٹھتے قدم رُکے۔اُس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔آس پاس کے دکانداروں نے بھی اُس لڑکے کی بات سُنی تھی مگر کسی نے بھی اُسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ذیمل اُلٹے قدم چلتی اُس لڑکے کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔

"جو بولنا ہے منہ پر بولو۔پیٹھ پیچھے آوازیں کسنا سخت زہر لگتا ہے مجھے۔"

سینے پر ہاتھ باندھے وہ بے تاثر لہجے میں بولتی اُس لڑکے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے نڈر کھڑی تھی۔جبکہ آس پاس کے سب لوگ بھی اپنے اپنے کام روک کر اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہو کچھ غلط کہہ دیا؟اوہ سوری مجھے تو ڈرنا چاہیے نا تم جیسے لڑکوں سے۔سہم کر سر جھکا کر چلنا چاہیے۔"

وہ ابھی بھی سرد نگاہوں سے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"پتہ ہے کیا یہاں موجود ہر شخص نے تمہاری گھٹیا بات سنی ہے مگر کسی نے بھی تمہیں نہیں روکا۔کیوں کیونکہ تم ایک لڑکے ہو اور میں ایک لڑکی۔اور یہاں موجود کوئی بھی میری مدد کیلئے نہیں آئے گا۔پھر اگر میں تمہیں تمہاری بدتمیزی پر ایک تھپڑ سے نوازوں گی تب تمہاری نام نہاد غیرت جاگ جائے گی۔اور پھر کسی نامعلوم مقام پر تم میرے منہ پر تیزاب پھینک دو گے رائٹ۔"

وہاں موجود ہر شخص خاموشی سے اُسے سُن رہا تھا۔جو بِنا کوئی تاثر چہرے پر لائے بولے جا رہی تھی۔

"ویسے یہ ٹرینڈ بہت پُرانا ہو گیا ہے۔اِس میں تھوڑی تبدیلی کی ضرورت ہے۔کیوں نا میں تمہارے چہرے پر تیزاب پھینک دوں؟کیسا؟"

اُس کی بات پر تینوں کے چہرے پر ہوائیاں اڑ گئیں۔

"ہمم نے تو اپنی بات کی تھی باجی۔آپ کو تو ککچھ بھی ننننہیں کہا۔"

وہی لڑکا جس نے ذیمل کو دیکھ کر جملہ کسا تھا خوفزدہ لہجے میں بولا۔ذیمل کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آئی۔

"مجھے نہیں کسی اور کو تو کہو گے۔ذلت اور رسوائی صرف لڑکیوں کو ہی کیوں نا اُٹھانی پڑے۔جب ایک لڑکے کے منہ پر تیزاب پھینکا جائے گا تب اصل انصاف ہو گا۔تب سب کو سبق ملے گا کہ لڑکیاں کمزور نہیں ہوتیں۔تب دنیا کو پتہ چلے گا کہ لڑکیوں کو بھی اپنی عزت نفس پیاری ہوتی ہے سمجھے۔آئندہ اگر کسی لڑکی کو کچھ کہنا تو پھر نتائج کیلئے بھی

تیار رہنا۔ مرد ہو کر بھی تم لوگ محافظ نہیں بن سکتے تو لعنت ہو تم سب کو اپنے مرد ہونے پر۔ خاموش رہ کر سب تماشا دیکھتے ہو ایک کام کرو چوڑیاں پہن کر گھر بیٹھ جاؤ۔ آئے بڑے ہم نے تو اپنی بات کی تھی باجی آپ کو تو کچھ نہیں کہا۔"

غصیلی نگاہ سب پر ڈالتے اُس نے لڑکے کی آخری بات دہرائی۔ سر جھٹکتی تیز تیز قدم اُٹھاتی وہ وہاں سے نکل گئیں۔ اُس کی بات پر وہاں موجود ہر شخص کا شرمندگی سے سر جھک گیا۔ واقع اگر سبق ایک کو سیکھایا جائے تو لاکھوں لڑکیاں ذلت اور رسوائی سے بچ سکتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"ارے تم یہاں کیسے؟"

"شششش آواز مت نکالو اور اندر آنے دو مجھے۔"

وہ سامنے والے کو دھکیلتا اندر گھسا اور تیزی سے دروازہ بند کیا۔

"تم ایسے کیسے یہاں آئے ہو جبکہ تمہیں تو...."

"زیادہ بک بک مت کرو۔ جاؤ میرے لیے کچھ کھانے کو لاؤ۔ اور ہاں میری بات غور سے دونوں کان کھول کر سنو۔ میری یہاں موجودگی کے بارے میں کسی کو بھی معلوم نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ تمہارا قتل میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا سمجھے۔"

ایک ایک لفظ چبا کر بولتا وہ غرّایا۔

"ٹھیک ہے نہیں بتاتا کسی کو مگر تم جیل سے بھاگے کیسے اور میرے ہی گھر میں کیوں گُھس آئے ہو آریان؟"

اکمل خان جھنجھلا کر بولا۔ اُس کی بات پر آریان کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ چسپاں ہوئی۔

"کیونکہ آخری وار کرنے کا وقت آگیا ہے۔ اب ذیمل بی بی کو معلوم ہو گا اُس نے کس بلا کو دعوت دی ہے۔"

اُس نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"اچھا ٹھیک ہے تم بیٹھو میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

وہاں سے نکلتے اکمل خان تیزی سے کچن میں گیا۔احتیاط سے یہاں وہاں دیکھتے اُس نے اپنا فون نکالا اور مخصوص نمبر ملایا۔

"ہیلو۔"

"مجھے بہت اہم خبر دینی ہے۔"

"آریان جیل سے فرار ہو گیا ہے اور اِس وقت میرے گھر میں بیٹھا اپنے اگلے وار کا منصوبہ بنا رہا ہے۔"

آہستہ آہستہ اب وہ تمام تفصیلات سے سامنے والے کو آگاہ کر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بہرام... یہ دیکھو۔"

عشال بیگم نے ٹیبل پر پڑے کارڈ اُٹھا کر بہرام کی طرف بڑھائے۔ جسے اُس نے مسکراتے ہوئے تھاما۔اِس وقت میر ولا میں الگ ہی محفل جمی تھی۔سب لاؤنج میں بیٹھے شادی اور نکاح کے کارڈ ڈیسائیڈ کر رہے تھے۔چونکہ روحا اور سبحان کے والدین حیدر میر کو اپنا بڑا بھائی سمجھتے تھے اور اپنے فیصلوں میں اُنہیں آگے رکھتے تھے تبھی وہ شادی کے سارے کام ایک ساتھ کر رہے تھے۔فریحہ میر اور باقی خواتین بھی کچھ دیر پہلے شادی ہی شاپنگ کر کے لوٹی تھی۔

"یار مجھے تو گولڈ کا کارڈ بنوانا ہے۔"

www.novelsclubb.com

ہمیشہ کی طرح الٹی اور عجیب بات کرنا تو جیسے سبحان ملک کا فرض تھا۔

"ہاں تم تو جیسے دن رات محنت کر کے پیسے کما رہے ہو نا جو شہزادے سلیم کو سونے کا کارڈ بنوانا ہے ہنہہ۔"

روحامنہ بنا کر بولی۔

"کیاہواجو میں شہزادہ سلیم نہیں ہوں..... کیاہواجو میں شہزادہ سلیم نہیں ہوں.... ارے واہ واہ بھی کہو نا۔"

سبحان نے گنگناتے ہوئے سب سے کہا۔ جس پر فائق اور بہرام نے واہ واہ کہہ کر اُس کی تائید کی۔

"کیاہواجو میں شہزادہ سلیم نہیں ہوں.... کیاہواجو میں شہزادہ سلیم نہیں ہوں.... مگر تم ہی میری انار کلی اور لاٹری کی ٹکٹ ہو۔"

اُس کی بے تُکی بات کو روحانے ہوا میں اُڑایا۔

"اسلامُ علیکم کیسے ہیں آپ سب؟"

اونچی سی پونی ٹیل بنائے وہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ بھورے رنگ کا کوٹ اُتار کر صوفے پر ترتیب سے رکھا پھر گلے میں جھولتے سٹولر کو ڈھیلا کر کے وہ سیدھا فہد میر کے ساتھ جا کر بیٹھی۔ اُن کے بازو پر اپنا سر ٹِکا کر ذیمل نے اپنی آنکھیں موند لیں۔

"واعلیکم السّلام بچے۔کہاں غائب تھیں آپ اب تک؟"

فہد میر نے نرمی سے اُس کے بال سہلائے۔

"بابا میں اپنی ٹکٹ بُک کروانے گئی تھی۔"

ذیمل کی بات پر وہاں موجود ہر شخص چونکا۔زیان بھی فوراً سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"تو پھر کب کی فلائٹ ہے میری گڑیا کی؟"

فہد میر نے نرم مسکراہٹ سے سوال کیا۔

"ایک منٹ...ایک منٹ کہاں جا رہی ہو اب تم نور؟"

اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اقراء میر جلدی سے اُٹھ کر اُس کے قریب آئی۔ذیمل نے مدد طلب نظروں سے فہد میر کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ماما وہ میں..."

"ذیمل مجھے سب سچ سچ بتاؤ۔اب کیا چل رہا ہے تمہارے اِس عجیب سے دماغ میں۔"

وہ سخت لہجے میں بولی۔

"کیا ہو گیا اقراء آرام سے۔"

فہد میر اُن کے سخت لہجے پر بولے۔

"آپ تو اب بلکل چُپ رہیں فہد۔بہت سر چڑھا لیا ہے اِسے۔جائز ناجائز ہر خواہش پوری کی ہے اِس کی مگر یہ ہے کہ ہماری عزت مٹی میں ملانے پر تُلی ہے۔بس اب میں کیسا بھی رشتہ دیکھ کر تمہاری شادی کر دو گی۔"

پورے لاؤنج میں اقراء میر کی آواز گونج رہی تھی۔اُن کی بات سنتے ہی ذیمل کا چہرہ بلکل سپاٹ ہو گیا۔اُن کے مقابل کھڑے ہوتے وہ عجیب سے انداز میں مسکرائی۔

"تو پھر انتظار کس بات کا ہے؟ڈھونڈیں کوئی بھی رشتہ بلکہ ایک کام کرتے ہیں دو بئ سے واپسی پر میں کسی کو ساتھ لیتی آؤں گی۔پھر آپ ہماری شادی کروا دیجیے گا کیسا؟"

"ذیمل..."

چٹاخ کی آواز سے زوردار تھپڑ اُس کی گال پر رسید ہوا۔اقراء میر غصّے سے ہانپتی ہوئی اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔جبکہ ذیمل گال پر ہاتھ رکھ کر آنکھوں میں نمی سموئے تلخی سے مسکرائی۔وہاں موجود باقی لوگ بھی یہ عجیب سا منظر دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ذیمل نے اپنی آنکھیں میں موجود آنسوؤں کو انگلیوں کے پوروں سے صاف کیا اور آگے بڑھ کر اقراء میر کے دونوں ہاتھ چوم کر اپنی آنکھوں سے لگائے۔

"اِن ہاتھوں پر میری جان قربان ماما۔اگر آج اِس بات پر آپ مجھے تھپڑ نا مارتی نا تو شاید میری یہ زبان بڑوں کا ادب اور ہماری خاندان کی عزت و تہذیب سب بھول جاتی۔"

کالی کانچ کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوبی تھیں۔ہونٹوں پر مدھم سی مگر اذیت سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔اِس وقت اُس کی حالت ایسی تھی جیسے کسی مرنے والے کو اُس کی عزیز ترین چیز دے کر فوراً چھین لی جائے۔اور وہ بے بسی کے مارے کچھ کر بھی نا سکے۔

"میں کچھ دن کیلئے اکیلی رہنا چاہتی ہوں۔اِس لیے کل صبح کی پہلی فلائٹ سے دوبئ جا رہی ہوں۔بس یہی کچھ دن کی مزید مہلت مجھے دے دیں۔اُس کے بعد پاکستان کی سرزمین پر

قدم رکھتے ہی میں آپ کے ہر حکم پر خاموشی سے سر جھکا دوں گی۔ مگر مجھے یہ کچھ دن اپنے لیے جینے دیں۔"

آنکھ سے گرتے آنسو کو اُس نے انگلی سے رگڑا۔اور بھرپور مسکراہٹ سجائے صوفے سے اپنا کوٹ اُٹھاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ہانیہ کے قریب سے گزرتے ہوئے وہ ایک پل کیلئے رُکی۔

"تم فکر مت کرو ہانی تمہارے نکاح پر تمہاری بہن خاص تمہارے اور بہرام بھائی کے لیے موجود ہو گی۔اور تم چاروں بھی بے فکر رہو میں بہت جلد تم سب کے ساتھ ہوں گیں۔"

تیز تیز قدم اُٹھاتی وہ چند ہی منٹوں میں سب کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔اُس کے جانے کے بعد اقراء میر بے دم ہو کر صوفے پر ڈھے گئی۔

www.novelsclubb.com

"حوصلہ کرو اقراء سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

فہد میر اپنی پریشانی چُھپاتے ہوئے اُن کو حوصلہ دینے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ٹھک ٹھک ٹھک"

باہر سے آتی دروازے کی آواز پر اُس کی نظر سب سے پہلے گھڑی کی طرف اُٹھی۔ جو سوا دو کا ہندسہ پار کر چکی تھی۔ دوبئی ویسے تو رونقوں سے بھرپور بھرپور شہر تھا مگر رات کے اِس پہر اُس کے فلیٹ میں کوئی نہیں آتا تھا۔ اپنی سوچوں کو جھٹکتی جلدی سے پیروں میں جوتی ڈالے وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

"جی فرمایئے۔"

سامنے کھڑی انجان لڑکی کو دیکھ کر وہ انگریزی زبان میں بولی۔ جس پر سامنے والے کی مسکراہٹ پر اُسکے گالوں کے دونوں اطراف خوبصورت سے گڑھے مزید گہرے ہوئے۔ اور کالی آنکھیں مزید چمکیں۔

"آپ غالباً عروہ شاہ ہیں؟"

وہ اُردو میں بولی۔

"جی میں ہی عروہ ہوں پر آپ کون ہیں؟"

اب کی بار عروہ حیرانی سے بولی۔

"میں آپ کی خیر خواہ ہوں۔ چلیں اندر چل کر بات کرتے ہیں۔"

اُسے حیرت زدہ چھوڑتی وہ سائیڈ سے نکلتی اندر کی طرف بڑھی۔اِس سے پہلے عروہ اُسے روکتی اُس نے جھک کر اُس کے کان میں سرگوشی کی۔ جس پر عروہ کا چہرہ خوف سے تاریک ہوا۔ فوراً سے راستہ چھوڑتے عروہ نے اُسے اندر آنے کی جگہ دی۔ وہ اطمینان سے مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فائق کب سے دانیہ کو گھور رہا تھا جو مجال ہے منہ سے ایک لفظ نکالے۔بس خاموشی سے نظریں جُھکائے کھڑی تھی۔ایک....دو....تین.....اور بس یہیں فائق کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

"دانیہ میڈم چُپ کا روزہ رکھ کر آئیں ہیں کیا؟"

وہ جل کر بولا۔مگر دانیہ بجائے جواب دینے کے آنکھوں میں آنسو لائے سر مزید جُھکا گئی۔

"یار اب رونا تو بند کرو زیان ہمیں ہی دیکھ رہا ہے۔"

چند قدم کے فاصلے پر بنے سیمنٹ کے ستون سے ٹیک لگائے زیان میرِ انہی دونوں کی طرف ہی پوری طرح سے متوجہ تھا۔دراصل فائق نے زیان سے التجا کی تھی کہ ایک بار بس اُسے دانیہ سے بات کرنے دے پھر نکاح تک کوئی بات نہیں ہو گی۔جس پر زیان اِس شرط پر راضی ہوا تھا کہ وہ دونوں اُس کے سامنے بس پانچ منٹ بات کریں گیں۔مگر یہاں چھت پر پہنچ کر وہ چند قدم دور جا کر کھڑا ہو گیا تھا مگر نظریں اب بھی دونوں پر جمی تھیں۔

"آپ....آپ اُس دن بہت غصّے میں..."

"ارے اُس دن کی بات چھوڑو۔ مت یاد کرو۔ مجھے بعد میں سمجھ آگئی تھی کہ تمہاری بات ٹھیک تھی۔ میں واقع غلطی پر تھا۔"

فائق نے اُس کی بات درمیان سے اُچک لی۔ دانیہ نے اپنی شہد رنگ کی آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اُس کی طرف اُٹھائیں۔

"تو آپ ناراض نہیں ہیں؟"

"بلکل نہیں۔"

"اور غصّہ؟"

"وہ بھی نہیں ہوں۔"

اُس کی بات پر دانیہ نے سُکھ کا سانس لیا۔ اور فوراً اپنی آنکھیں صاف کیں۔

"تو پھر یہاں کیا کر رہے ہیں؟ بھاگیں یہاں سے میں ابھی مایوں بیٹھی ہوں۔"

اپنی بات کہتی وہ تیزی سے وہاں سے نکلی۔ جبکہ فائق اُسکی چالاکی پر منہ کھولے صدمے سے کھڑا تھا۔اُس کے جاتے ہی زیان سکون سے دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے فائق کے قریب آیا۔

"زیان میر کی بہن کو ہلکا مت لینا فائق مراد۔"

طنزیہ مسکراہٹ اُس کی طرف اُچھالتا زیان بھی دانیہ کی طرح وہاں سے چلا گیا۔

"زیان میر کی بہن کچھ دن بعد فائق مراد کی بیوی بن جائے گی زیان میر۔ پھر دیکھتا ہوں کون کس کو ہلکے میں لیتا ہے۔"

وہ دل ہی دل میں کلس کر بولا۔ دونوں بہن بھائی ایک سے بھر کر ایک نمونے تھے۔ کم از کم فائق کی نظر میں تو دونوں نمونے ہی تھے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پانی کے اِس بڑے سے فوارے کو دیکھتی وہ اپنی سوچوں میں غرق تھی۔یہ دوبئ کا سب سے بڑا فاؤنٹین تھا۔جو گانے کی دُھن کے ساتھ ساتھ رقص میں محو تھا۔ارد گرد لوگوں کا کافی ہجوم تھا۔ہر کوئی کسی نا کسی سرگرمی میں مصروف تھا۔کوئی سیلفیاں بنا رہا تھا تو کوئی آپس میں گپ شپ لگاتا پانی کے فوارے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ایک وہی تھی جو سب سے بے خبر آنے والے وقت کی منصوبہ بندی میں مصروف تھی۔

"آخری وار تو اب میں کروں گی اور تم دیکھو گے آریان احمد۔"

اپنی سوچوں میں وہ آریان سے مخاطب تھی۔پانی کے عکس پر وہ آریان کو تصور کرتی اپنے دماغ میں اگلا منصوبہ بنا رہی تھی۔کہ اچانک اُس کی نظر دائیں جانب اُٹھی۔جہاں سے سُرمئی رنگ کے لباس میں ملبوس وہ اُس ہی کی طرف آ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آیئے تشریف رکھیے عروہ شاہ۔آپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا۔"

اُس کے کہنے پر عروہ سر ہلاتی سامنے فاؤنٹین کی طرف متوجہ ہوئی۔

"تو پھر تیار ہو آخری جنگ عظیم کیلئے؟"

ذیمل پوری طرح اُس کی طرف مڑی۔ جس پر عروہ بھی پیروی کرتے ہوئے ذیمل کی طرف مڑی۔اور اپنا دائیاں ہاتھ اُس کی طرف بڑھایا۔

"پوری طرح سے اور تم۔"

سوال کیا گیا۔ جس پر ذیمل مسکرائی۔

"ہمیشہ سے۔"

ایک پُر سکون مسکراہٹ کے ساتھ ذیمل نے اُس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔بس اب آخری جنگ کا اعلان ہونا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اِس جنگ میں کون جیتے گا اور کون ہارے گا.... مگر آریان کا اِس بار منہ کے بل گرنا تو یقینی تھا نا.... کیونکہ اِس بار ذیمل کا نہیں آریان کا ماضی اُس کے مقابل آیا تھا...اور جب آخری وقت میں حالتِ جنگ کے دوران ماضی مقابل آجائے تب انسان کی یار یقینی ہوتی ہے.....اور اِس بار آریان احمد کا ماضی اُسے ہارانے کیلئے میدان میں اُتر آیا تھا..... جس کی وجہ سے اُسے بُری طرح شکست ہونے والی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آنکھوں میں بے پناہ اُداسی سموئے وہ اپنی اور ذیمل کی دو سال پرانی تصویر دیکھ رہی تھی۔ جس میں دونوں بہنوں نے ہم رنگ انگوری رنگ کا گھٹنوں کو چھوتا فراک زیب تن کیا تھا۔ یہ دو سال پہلے عید الفطر پر کھینچی گئی تصویر تھی۔ جس میں دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتیں ہنس رہیں تھیں۔ ہوا کچھ یوں تھا کہ ہر لمحے کو کمرے میں قید کرنا ہانیہ کا پسندیدہ کام تھا۔ اُسے تصویریں بنانے کا بے حد شوق تھا۔ اور یہ تو پھر عید کا موقع تھا تو وہ کیسے چھوڑ دیتی۔ تبھی ذیمل اُس کے بے حد اصرار پر صرف ایک تصویر بنانے پر رضامند ہوئی تھی۔ تصویر زیان کھینچ رہا تھا جبکہ دانیہ اُن دونوں کو اچھا پوز بنانے کیلئے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کو کہہ رہی تھی۔ مگر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہی ہانیہ اور ذیمل دونوں کی ہنسی چھوٹ گئی اور یہ خوبصورت منظر کیمرے کی آنکھ نے محفوظ کر لیا۔

"خاموش تصویر کو تکتے رہنے سے کیا سب پہلے جیسا ہو جائے گا ہانی؟"

عام سا مگر بہت گہرا سوال کیا گیا۔

"اگر ایسا ہو جاتا تو میں مسلسل پلک جھپکے بغیر خوشی سے یہ کام سرانجام دیتی۔"

ہانیہ نے اُس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تو پھر کیوں خود کو تکلیف دی رہی ہو؟"

وہ اُس کے ساتھ کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔

"تم جانتے ہو زیان۔ ذیمل میرے وجود کا ہی ایک ٹکڑا ہے۔ ہم میں سے جب کسی ایک کو تکلیف پہنچتی ہے تو اُس کا احساس دوسرے کو بھی ہوتا ہے۔ ذیمل جس اذیت میں تھی مجھے بھی وہ تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ مگر آج..... آج مجھے کچھ محسوس نہیں ہو رہا۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی نے مجھ سے میرے تمام احساسات چھین لیے ہیں۔ نا میں خوش ہوں اور نا ہی غمگیں، نا مجھے غصّہ آ رہا ہے اور نا ہی مجھے کوئی تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ دیکھو آج میں اپنے قدموں پر کھڑی ہوں۔ مگر میں خوش نہیں ہوں۔"

بات کرتے کرتے اُس کا سانس پھولنے لگا تھا۔آنکھوں سے تیز دھار کی صورت میں اشک بہہ رہے تھے۔مگر وہ بِناپرواہ کیے بولے جا رہی تھی۔

"ہانی..."

زیان نے اُسے ٹوکنا چاہا مگر اُس نے اَن سُنی کیے اپنی بات جاری رکھی۔

"مجھے اپنی بہن واپس چاہیے زیان میر۔مجھے اپنی پھولوں سی کِھلکھلاتی بہن واپس چاہیے۔وہ بھی ابھی اور اِسی وقت سنا تم نے زیان۔خدا کیلئے مجھے میری نور واپس لا دو۔"

وہ زیان کا کالر جکڑے ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔اُس کے آواز سُن کر میر ولا کے تمام افراد اپنے اپنے کمروں سے باہر نکل آئے۔

"ہانیہ کیا کر رہی ہو چھوڑو اِسے۔"

فہد میر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اُس کو ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔اُن کے کھینچنے سے ہی وہ جیسے ہوش میں آئی۔فہد میر کے گلے لگ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"بابا مجھے میری نور واپس چاہیے۔مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا مجھے لگ رہا جیسے میرا وجود کا بہت اہم حصّہ مجھ سے جدا ہو گیا ہے۔مجھے بس نورا بھی نور چاہیے۔"

ہانیہ جو بہت ہی نرم اور ٹھنڈے مزاج کی لڑکی تھی اُس کی یوں بے بسی دیکھ کر سب کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔

"فہد ہانیہ سہی کہہ رہی ہے میرا دل بھی صبح سے بہت بے چین ہے۔مجھے اپنی بچی سے ملنا ہے۔آپ اُسے کہیں فوراً واپس آجائے۔یہاں میری آنکھوں کے سامنے رہ کر جہاں گھومنا ہے گھومیں میں اُسے کچھ نہیں کہوں۔بس وہ واپس لوٹ آئے۔"

اقراء میر نم آنکھوں سے التجائی لہجے میں فہد میر سے بولیں۔مگر وہ خاموش رہے۔کہتے بھی کیا؟آج صبح سے اُن کا خود کا دل بھی ذیمل کیلئے تڑپ رہا تھا۔اور اب اقراء میر اور ہانیہ بھی اُسی کیفیت سے گزر رہے تھے۔یہ سب اتفاق تو نہیں ہو سکتا نا۔نجانے قسمت اب کون سی چال چلنے والی تھی۔اُنھوں نے بے اختیار اوپر کی طرف دیکھ کر ذیمل کی خیریت کی دعا مانگی۔

www.novelsclubb.com

"ذیمل آج رات تک پہنچ جائے گی۔میری ابھی تھوڑی دیر پہلے اُس سے بات ہوئی ہے۔آپ لوگوں نے تو یونہی نمکین جھیلیں بھرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔"

زیان نے بات کو مذاق کا رُخ دیتے ہوئے ذیمل کی آمد سے آگاہ کیا۔

"تم سچ کہہ رہے ہو بیٹا؟"

فہد میر نم لہجے میں بولے۔

"جی ہاں چاچو میرا یقین کریں۔"

اُس کی بات سن کر فہد میر نے شکر ادا کیا۔ہانیہ بھی فوراً اپنے آنسو پونچھتی خوشی سے تیار ہونے چلی گئی۔باقی سب ذیمل کی آنے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔بہت دن بعد میر ولا میں پھر سے وہی چہل قدمی دکھائی دے رہی تھی۔زیان نے اپنی دونوں آنکھیں بند کیں۔ذیمل آتو رہی تھی مگر آگے کیا ہونے والا ہے یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ذیمل نے اپنے آنے کا خود ہی زیان کو فون کر کے بتایا تھا۔اور زیان کیلئے یہ بات بہت تشویش ناک تھی۔نجانے اب قسمت کون سا کھیل کھیل رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بادلوں سے ڈھکے آسمان کو دیکھتی آنے والے وقت کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔ کچھ ہی گھنٹوں میں اُس کا جیٹ پاکستان کی سرزمین پر لینڈ ہونے والا تھا۔ اپنی واپسی کی خبر وہ پہلے ہی زیان کو سنا چکی تھی۔ لہٰذا اب وہ اطمینان سے سیٹ بیلٹ لگائے سفر کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ ایئر ہوسٹس اُس کیلئے کافی کا مگ لائی۔ جسے اُس نے شکریہ کے ساتھ تھام لیا۔ گرم بھاپ اُڑاتی کافی کا ایک گھونٹ پیتے ہی اُسے اپنی زبان جلتے ہوئے محسوس ہوئی۔ مگر یہ جلن اُس جلن سے کئی گنا کم تھی جو اُس کے دل میں ہمہ وقت ہوتی تھی۔

www.novelsclubb.com

اچانک اُسے یاد آیا کہ عروہ تو کب کی پاکستان پہنچ چکی ہو گی۔ کیونکہ پلین کے مطابق عروہ نے پاکستان ایک دن پہلے پہنچنا تھا پھر ذیمل نے اگلے پہنچ کر آریان کی شکست پر آخری کیل ٹھوکنا تھا۔ یعنی اب سے چند گھنٹے بعد آریان احمد پوری دنیا کے سامنے ذلیل ہونے والا تھا۔ یہ سوچ کر ہی ذیمل کھل کر مسکرائی۔ اچانک جیٹ نے ایک زوردار جھٹکا مارا۔ کپ میں موجود گرم کافی جھلک کر اُس کے کپڑوں پر گری۔

"کیپٹن اِز ایوری تھنگ آلرائٹ؟"

ذیمل نے وہی سے اُونچی آواز میں پوچھا۔ اتنے میں ایک ائیر ہوسٹس گھبرائی ہوئی باہر آئی۔

"ذیمل میم کیپٹن کہہ رہے ہیں جیٹ کے انجن میں اچانک کچھ خرابی ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے جیٹ آؤٹ آف کنڑول ہو رہا ہے۔ آپ گھبرائیں مت وہ کنڑول کر رہے ہیں۔"

ابھی وہ کہہ ہی رہی تھی کہ جیٹ نے ایک اور زوردار جھٹکا کھایا۔یوں لگا جیسے آسمان پر زلزلہ آگیا ہو۔ذیمل نے فوراً اپنی سیٹ بیلٹ کھولی اور اندر کی طرف بڑھی۔جہاں کیپٹن اور ایک پائلٹ جیٹ کو کنڑول کرنے کی جدوجہد کر رہے تھے۔

"مِس ذیمل مجھے لگتا ہے کہ ہم جیٹ کو زیادہ دیر تک کنڑول نہیں کر سکیں گیں۔ہمارے پاس اِس وقت ایک ہی پیراشوٹ پڑا ہے۔آپ ہماری ذمہداری ہیں۔آپ کی جان بچانا ہمارے لیے بہت اہم ہے۔اِس لیے آپ پیراشوٹ پہنے اور کود جائیں۔ہم اِس وقت تقریباً کراچی کے اِرد گرد ہیں۔میں جیٹ کو لینڈ نہیں کر سکتا نیچے شاید کچی آبادی ہے۔میں اِسے دوسری جگہ پر موڑنے کی کوشش کرتا ہوں جہاں آبادی کو کوئی خطرہ نا ہو۔آپ پیراشوٹ کے ذریعے آرام سے زمین تک پہنچ جائیں گیں۔جائیں دیر مت کریں۔"

www.novelsclubb.com

کیپٹن کی بات پر ذیمل میں نفی میں سر ہلایا۔

"سوری کیپٹن مگر میں اتنی بے حس نہیں ہوں کہ اپنی جان بچالوں اور آپ سب کو مرنے کیلئے چھوڑ دوں۔اگر قسمت میں موت واقع ایسے لکھی ہے۔تو اِسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔میں آپ سب کو چھوڑ کر ہر گز کہیں نہیں جاؤں گی۔اور یہ ذیمل نور میر کا آخری فیصلہ ہے۔"

وہ حتمی لہجے میں بولی۔جیٹ نے مزید زوردار جھٹکا کھایا۔جیٹ آہستہ آہستہ مکمل طور پر آؤٹ آف کنڑول ہوتا جارہا تھا۔کیپٹن نے ایک دفعہ پھر التجائی طور پر اُسے دیکھا۔

"میرا فیصلہ اٹل ہے کیپٹن۔آپ اپنا کام کیجیے۔میں آپ سب کو موت کے منہ میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔اگر موت کا یہی وقت مقرر ہے تو اِسے کوئی نہیں بدل سکتا۔"

موت سامنے کھڑی صاف دِکھائی دے رہی تھی۔اُسے باری باری سب گھر والوں کے چہرے یاد آئے۔فہد میر کا شفقت بھرا لہجہ،اقراء میر کی ڈانٹ،حیدر میر کا ہمیشہ اُس کی سائیڈ لینا،فریحہ میر کا سمجھانا،دانیہ کی شرارتیں،ہانیہ کا بے لوث پیار،سبحان اور روحا کی نوک جھوک،فائق کا بڑے بھائی ہونے کا فرض نبھانا،بہرام اور عشال بیگم کا احسان اور

زیان.....زیان کی محبت جو آج بھی اُس کی دل میں موجود تھی۔ہاں وہ آج بھی زیان میر سے اتنی ہی محبت کرتی تھی جتنی آج سے ایک سال یا شاید اُس سے بھی پہلے کرتی تھی۔زیان کی محبت تو کبھی ختم ہوئی ہی نہیں تھی۔یہ تو بس چند غلط فہمیوں نے دونوں کے درمیان دوریاں پیدا کر دی تھی۔ورنہ وہ آج بھی وہی نور تھی جو اپنے ذی سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو چکی تھیں۔ہر لمحہ اُس کی آنکھوں کے گرد رقصاں تھا۔

"میرے خیال سے ہمیں کلمہ پڑھ لینا چاہیے سر۔شاید ہمارا آخری وقت آچکا ہے۔"

کیپٹن کے ساتھ موجود پائلٹ نے جیٹ کو مکمل طور پر آؤٹ آف کنڑول ہوتے دیکھ کر دھیرے سے کہا۔ذیمل نے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں۔اور زیرِ لب کلمہ پڑھنے لگی۔آنسو یکے بعد تیزی سے بند آنکھوں سے اُس کی گالوں پر بہہ رہے تھے۔بس اب کوئی معجزہ ہی اُنہیں بچا سکتا تھا۔کیونکہ موت تو سامنے کھڑی قہقہے لگا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آریان ایک بات پوچھوں؟"

وہ ٹیک لگا کر سکون سے صوفے پر بیٹھا ٹی وی کے چینل بدل رہا تھا۔ جب اکمل خان اُس کے چہرے پر بے پناہ سکون سے متعجّب ہو کر بولا۔

"ہمممم"

بِنا اُس کی طرف دیکھے اُس نے بات کرنے کی جیسے اجازت دی۔

"تم نے آخری وار کیا کرنا ہے؟ میرا مطلب تم نے مجھے ابھی تک اپنے نئے لائحہ عمل سے باخبر نہیں کیا۔"

www.novelsclubb.com

اُس کی کھوجتی نظریں آریان کے چہرے پر جمی تھیں۔ جواب بھی سکون سے ٹی وی کی طرف متوجہ تھا۔

"میں اپنی چال چل چکا ہوں وہ دیکھو۔"

شیطانی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے وہ پُر جوش انداز میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔اکمل خان نے اُس کی نظروں کا تعاقب کیا اور.....اور جیسے وہ ایک دم رُکا۔آنکھیں حیرت کے مارے پوری کھل گئیں۔حواس باختہ ہو کر اُس نے آریان کی طرف دیکھا جو جیت کے نشے میں چور ہو کر اب زور زور سے قہقہے لگا رہا تھا۔

"ہاہاہاہاہاہاآج میں یہ جنگ جیت گیا۔مبارک ہوں تمہیں آریان احمد اپنی جیت ہاہاہاہاہاہا۔"

اکمل خان سے مزید اُس کی مکروہ چہرہ نا دیکھا گیا تو اُس نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل دیا۔ایک دفعہ پھر اُس کی نظریں ٹی وی کی بڑی سی سکرین پر جا ٹکیں۔جہاں اینکر چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ:

"ناظرین ہم آپ کو ایک دفعہ پھر سے نہایت افسوس سے بتا رہے ہیں کہ مشہور بزنس مین حیدر میر کی بھتیجی اور فہد میر کی صاحبزادی ذیمل نور میر آج اپنے پرائیویٹ جیٹ میں

دوبئی سے پاکستان تشریف لا رہیں تھیں کہ غیر متوقع حادثے کی وجہ سے اُن کا جیٹ کریش ہو گیا ہیں۔جی ہاں ناظرین ہمیں افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جس ذیمل نور نے انصاف کا پرچم لہراتے ہوئے آریان جیسے درندے کو قانون کے حوالے کروایا تھا وہی ذیمل نور آج ہمارے درمیان نہیں رہیں۔ہمارے ذرائع کے مطابق آپ دیکھ سکتے ہیں جیٹ کی حالت بہت زیادہ خراب ہو چکی ہے۔مگر ڈیڈ باڈی ابھی تک نہیں مل سکی۔کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ڈیڈ باڈی شاید جیٹ میں جل چکی ہے۔مگر تلاش ابھی بھی جاری ہے مزید تفصیلات کیلئے ہمارے ساتھ رہیں....."

اکمل خان نے نگاہیں جُھکا لیں کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ آریان اُس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے۔جبکہ آریان تو ابھی تک خوشی سے جھومتا ہوا قہقہے لگا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو یہ تھا تمہارا آخری وار؟یعنی تم نے مقابل کو شکست دینے کی بجائے مارنا مناسب سمجھا۔مگر تم تو ذیمل سے محبت کرتے تھے نا؟"

اپنی لڑکھڑاتی آواز پر قابو پاتے وہ عام سے لہجے میں بولا۔اگر آریان اپنی جیت کے نشے میں پاگل نا ہوتا تو شاید اکمل خان کے لہجے میں کچھ الگ ضرور محسوس کرتا۔

"محبت ہاہاہاہاہاہا۔وہ مغرور لڑکی صرف آریان احمد کو تب تک پسند تھی جب تک وہ چپ تھی۔مگر ذیمل نے میرے خلاف بول کر اپنی موت کو دعوت خود دی ہے۔میرے سارے راز اُس نے میڈیا کے سامنے فاش کر دیے۔یہاں تک کہ مجھے جیل بھیجوا دیا۔اب مزا آئے گا جب اوپر بیٹھ کر اپنی ہار پر آنسو بہا رہی ہو گی ہاہاہاہاہاہا۔"

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔یہی تھا اُس کا اختتام۔ٹل گئی مصیبت۔لو ختم ہوئی جنگ۔"

زوردار قہقہہ لگاتا وہ صوفے پر دونوں باہیں پھیلا کر گرا۔اکمل خان نے افسوس سے اُس فرعون کو دیکھا جو خدا کی لاٹھی سے بے نیاز ابھی اپنی فتح کے نشے میں چور تھا۔مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا خدا نے جو اُسے ڈھیل دی ہوئی ہے اُس کی مدت کسی لمحے بھی ختم کو سکتی ہے۔اور پھر زوال جب فرعون کو آتا ہے تو وہ آنے والے نسلوں کیلئے عبرت کا نشان بن کر رہ جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ذیمل کے جیٹ کریش ہونے کی خبر نے پورے شہر میں قہرام برپا کر دیا تھا۔جو یہ خبر سنتا وہی جوان موت کا سن کر آنسو بہاتا۔میر ولا کے در و دیوار یہ خبر سُن کر لرز اُٹھے تھے۔ایک قیامت برپا تھی میر ولا میں تو۔اقراء میر یہ سنتے ہی بیہوش ہو چکی تھیں۔جبکہ فہد میر بلکل سکتے میں چلے گئے تھے۔باقی سب کا حال بھی مختلف نا تھا۔کسی کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ شام کو گھر کی دہلیز پر قدم رکھنے والی ذیمل اب کبھی واپس نہیں آئے گی۔ڈیڈ باڈی بھی ابھی تک گمشدہ تھی۔مگر اُس کی تلاش اب بھی جاری تھی۔زیان زمین پر بلکل ساکت بیٹھا تھا۔جیسے کوئی پتھر کی بنی مورتی ہو۔اُس کی ذیمل اُس کی نور جا چکی تھی۔وہ کیسے اتنی بڑی بات پر یقین کر لیتا۔ابھی چند لمحے پہلے ہی تو ذیمل نے اُسے کال کی تھی۔اب تو سب کچھ سہی ہونے والا تھا۔پھر قسمت نے اُس کے ساتھ یہ کیسا مذاق کیا تھا۔

"تم جانتے ہو زیان میر میں کبھی بھی ہیروئن نہیں بننا چاہتی۔ بلکہ میں ولن بننا چاہتی ہوں۔ایسی ولن جس کے بغیر ہمیشہ کہانی بے جان لگتی ہے۔ کبھی غور کر کے دیکھو۔ہر کہانی میں ہیرو ہیروئن کے علاوہ ایک ولن ضرور ہوتا ہے۔اور دیکھا جائے تو اصل کردار ہی ولن کا ہوتا ہے۔ورنہ ہیرو ہیروئن مل کر بھی ایک کہانی میں اتنی جان نہیں ڈال سکتے جتنا ایک ولن ڈالتا ہے۔میں بھی وہی ولن بننا چاہتی ہوں جس کے بغیر کہانی بلکل بے جان لگے۔"

ذیمل کی باتیں ہتھوڑے کی طرح اُس کے دماغ میں برس رہیں تھیں۔تو کیا وہ سچ میں زیان کی کہانی میں ولن بن کر اُسے تنہا رہنے کی اذیت میں چھوڑ کر جا چکی تھی۔

"ذیمللللل"

www.novelsclubb.com

ہانیہ ہذیانی انداز میں چِلا رہی تھی۔عشال بیگم اور فریحہ میر اُس کو سنبھالنے کی کوشش کر رہیں تھیں۔ابھی تو وہ کومے سے اُٹھی۔اتنا بڑا صدمہ برداشت کرنا اُس کیلئے ناقابلِ قبول تھا۔زیان نے اذیت سے اپنی آنکھیں میچیں۔پورا میر ولا ہانیہ کی چیخوں سے گونج رہا

تھا۔روحانے وحشت سے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ دیا۔دانیہ کونے میں خوفزدہ بیٹھی تھی۔فائق اور سبحان ابھی ڈیڈ باڈی کی تلاش میں وہیں تھے۔جبکہ بہرام توہانیہ کے قریب جاکر اُسے تسلی دینے کی ہمت بھی نہیں کر پا رہا تھا۔

"آہہہہہ ذیمل تم نے ہم سب کو اصل معنوں میں ہِلا کر رکھ دیا ہے۔ صحیح انصاف کیا ہے تم نے بہت اچھا بدلا لیا ہے تم نے ہم سب سے اپنے ساتھ ہوئی زیادتی کا۔اب ہر شخص ہر روز تمہارے لیے تڑپے گا۔روز تم سے ملنے کی التجائیں کرے گا مگر تم..... تم تو سب کچھ چھوڑ کر سکون سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئی ہو۔سب سے خفا ہو کر چلی گئی ہو۔کیوں ذیمل کیوں....."

اُس کی آنکھیں خطرناک حد تک سُرخ ہو رہیں تھیں۔آنسو بے تابی سے باہر گرنے کو تیار تھے۔مگر وہ رو نہیں سکتا تھا۔کیونکہ وہ ایک مرد تھا۔اور مرد سب کے سامنے نہیں رو سکتے۔آنکھیں رگڑتا وہ ہانیہ کی طرف بڑھا۔آخر ہانیہ نے بھی تو اُس کی طرح اپنی نور کو کھویا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ذیمل کو گزرے ہوئے آج تیسرا دن تھا۔ یہ تین دن میر ولا کے لوگوں کیلئے تین سو برس سے بھی بھاری تھے۔ بہرام، فائق اور سبحان تینوں ڈیڈ باڈی کے سلسلے میں بھاگ بھاگ کر آدھے ہو چکے تھے۔ جیٹ کراچی کے نزدیک کسی کچی آبادی سے برآمد ہوا تھا۔ اُس علاقے میں کوئی بھی رہائش پذیر نہیں تھا۔ تبھی وہاں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ مگر جیٹ بہت بُری طرح آگ کی لپیٹ میں آیا تھا۔ آگ کے وجہ سے پھیلتے دھوئیں نے لوگوں کو اِس طرف متوجہ کروایا۔ یہاں تک کہ بات پھیلتے پھیلتے پولیس تک جا پہنچی تھی۔ فائر بریگیڈ زنے فوراً سے آکر آگ بجھانے کا کام سرانجام دیا۔ جیٹ کا جائزہ لینے پر بھی کچھ نا ملا کیونکہ آگ نے پورے جیٹ کو بُری طرح جلا دیا تھا۔ صرف ایک آدھا جلا ہوا پاسپورٹ

ملا۔ جس پر صرف نام نور میر نظر آ رہا تھا۔اور یہاں تصدیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ذیمل نور میر کا جیٹ ہی کریش ہوا ہے۔

"آپ بات کو سمجھنے کی کوشش کریں زیان صاحب۔ہو سکتا ہے ڈیڈ باڈیز جل گئیں ہوں۔کیونکہ جیٹ میں سب کچھ بُری طرح جل کر راکھ ہو گیا تھا۔"

انسپکٹر داؤد کب سے زیان کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ اب ڈیڈ باڈیز کا ملنا ناممکن ہے۔وہ مان لے کہ ذیمل اِس دنیا سے جا چکی ہے۔مگر زیان یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ اُس کی نور جا چکی ہے۔اُس کا کہنا تھا کہ وہ تب تک یقین نہیں کرے گا جب تک وہ خود اپنی آنکھوں سے ذیمل کو نہیں دیکھ لیتا۔

"زیان کیوں بِلاوجہ کی ضد کر رہے ہو بیٹا؟"

www.novelsclubb.com

حیدر میر تھکن آلودہ آواز میں بولے۔اِس وقت سب ہی میر ولا کے لاؤنج میں اکٹھے تھے۔پورے لاؤنج سے صوفے ہٹھا دیئے گئے تھے۔زمین پر سفید رنگ دریاں بچھائیں

گئیں تھیں۔روشنیوں سے جگمگاتا میر ولا اِس وقت ماتم سے بھرپور وحشت زدہ لگ رہا تھا۔

"وہ زندہ ہے آپ سب کو سمجھ کیوں نہیں آرہا۔اِس بار بھی وہ شاید کسی کو بچا رہی ہو گی۔ہاں آریان.....وہ بھی تو جیل سے بھاگ گیا ہے۔شاید ذیمل نے اُسے پکڑنے کا کوئی منصوبہ بنایا ہو۔اِس لیے اُس نے یہ موت کا ڈرامہ کیا ہو گا۔"

"موت ڈرامہ نہیں ہوتی مسٹر زیان میر۔"

پیچھے سے آتی آواز پر وہ بے ساختہ پیچھے مڑا۔کالے رنگ کی بڑی سی چادر میں لپٹی وہ سب کی نظروں کا مرکز بن چکی تھی۔چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی۔عشال بیگم کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک اُبھری۔وہیں بہرام بھی اُسے ایک نظر دیکھ کر چونکا۔وہ کسی کی بھی طرف دیکھے بغیر سیدھا انسپکٹر داؤد کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

"آپ کا تعارف؟"

انسپکٹر داؤد نے سرسری سا سوال کیا۔جس کے جواب میں وہ تلخی سے مسکرائی۔

"تعارف تو پانچ سال پہلے ہی چھین لیا گیا تھا مجھ سے۔ مگر پھر بھی مجھے عروہ شاہ کہتے ہیں۔"

اُس کی بات سنتے ہی عشال بیگم اور بہرام بلکل سُن ہو گئے۔ عروہ شاہ.....وہ کیسے اِس نام کو بھول سکتے تھے۔ یہی نام تو تھا جس کو سننے کیلئے اُن کے کان ترس گئے تھے۔

"عروہ میری بچی..."

عشال بیگم تڑپ کر اُس کی طرف بڑھی۔ مگر وہ آنکھوں میں اجنبی تاثرات سجائے ایک قدم پیچھے ہوئی۔

"سوری میں آپ کو نہیں جانتی۔"

عروہ کے کہنے پر عشال بیگم لڑکھڑائی۔ بہرام نے جلدی سے آگے بڑھ کر اُنہیں تھاما۔

"انسپکٹر مجھے یہاں ذیمل نے بھیجا تھا۔ تاکہ میں آخری بازی کھیل کر جنگ کی فتح کا اعلان کر سکوں۔ مگر مجھے نہیں معلوم تھا کہ آخری داؤ کھیلتے کھیلتے ذیمل خود اپنی زندگی ہی ہار جائے گی۔"

وہ انسپکٹر داؤد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھرپور اعتماد سے بات کر رہی تھی۔

"کیسی بازی؟ میں کچھ سمجھا نہیں۔"

"بیٹھ جائیں آرام سے کہانی بہت لمبی ہے۔"

اُس کے کہنے پر وہ سب لوگ وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔ مگر سب ہی یہ بات جاننے کیلئے بے چین تھے۔ کہ آخر کون سی بازی کھیلنے کیلئے ذیمل نے اُسے خصوصی طور پر یہاں بھیجا تھا۔

"میرا نام عروہ شاہ ہے۔اور بد قسمتی سے میری کہانی بھی کہیں نا کہیں آریان سے جا کر ملتا ہے۔اور اِسی کہانی کی بِنا پر آریان احمد کو پھانسی دی جا سکتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ رُکی۔

"آپ جاری رکھیں اپنی بات ہم ہمہ تن گوش ہیں۔"

انسپکٹر داؤد کے کہنے پر اُس نے ایک گہرا سانس لیا۔اور واپس سے اُن کٹھن یادوں میں جانے کیلئے خود کو تیار کیا۔

(ماضی)

(بابر شاہ اور عشال شاہ کی شادی بڑوں کی باہم رضامندی سے ہوئی تھی۔اُن کی دو اولادیں تھیں۔بہرام اور عروہ دونوں میں تین سال کا فرق تھا۔مگر دونوں بہن بھائی ایک دوسرے سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔بہرام ڈاکٹر بننے والا تھا۔جبکہ عروہ ابھی بی-ایس-سی کے آخری سال میں تھی۔اُسی یونیورسٹی میں جہاں زیان، فائق اور آریان بھی پڑھتے تھے۔آریان لڑکیاں سمگلنگ کرنے کے کام میں نیا نیا ملوث ہوا تھا۔جب اُس کی ملاقات عروہ شاہ سے ہوئی۔عروہ اپنے کام سے کام رکھنے والی سادہ سی لڑکی تھی۔وہ نا کسی سے زیادہ بات کرتی تھی اور نا ہی کسی سے دوستی کرتی تھی۔جس پر بہرام نے اُسے کتابی

کیڑے کے لقب سے نوازا ہوا تھا۔ آریان شاید اسی سادہ مزاجی کی وجہ سے اُس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ اُس نے عروہ کا نام بھی سمگلنگ کرنے والی لڑکیوں میں لکھ دیا۔ اُس کی زیادہ کوشش یہی ہوتی تھی کہ وہ کسی طرح عروہ کا اعتماد جیتے۔ مگر عروہ شاہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی۔ وہ اپنی حدود میں رہنا جانتی تھی۔

ایسے ہی ایک دن چھٹی کے وقت عروہ کا ڈرائیور لیٹ ہو گیا۔ یا شاید جان بوجھ کر لیٹ کروایا گیا تھا۔ ساری یونیورسٹی خالی ہو چکی تھی۔ آریان یہ موقع کیسے ہاتھ سے جانے دے سکتا تھا۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر عروہ کو اغواء کرنے کا منصوبہ بنایا۔ وہ ابھی رکشہ یا ٹیکسی کے ذریعے گھر جانے کا سوچ ہی رہی تھی۔ اِسی سوچ میں وہ سڑک کی دوسری جانب کھڑی ہو گئی کہ اتنے میں ایک سفید رنگ کی وین اُس کے سامنے رُکی۔ جس میں سے تین آدمی ماسک پہن کر باہر نکلے اور پلک جھپکنے سے پہلے اُسے گاڑی میں ڈالتے وہاں سے رفو چکر ہوئے۔ دیکھنے والوں کو یہی لگا کہ وہ خود اُس وین میں بیٹھ کر گئی

ہے۔وہاں موجود سی سی ٹی وی کیمروں میں بھی اِسی طرح کا منظرِ دکھائی دے رہا تھا۔کہ عروہ شاہ خود چل کر سڑک کے اُس طرف گئی۔اُس کے سامنے ایک سیکنڈ کیلئے وین رُکی۔اور وین کے جاتے ہی وہ خود بھی غائب تھی۔کسی نے بھی یہ نا سوچا کہ وہ اغواء ہو سکتی ہے۔سب نے یہی معنی اخذ کیا کہ بابر شاہ کی لاڈلی بیٹی دن دہاڑے سفید رنگ کی وین میں بیٹھ کر بھاگ گئی ہے۔یہ بات ہر طرف آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔بابر شاہ کے کانوں تک جب یہ بات پہنچی تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئے۔وہ جانتے تھے کہ اُن کی بیٹی کبھی بھی اُن کا غرور نہیں توڑ سکتی کیونکہ "عروہ شاہ جان تو دے سکتی تھی مگر اپنے باپ کی عزت،ماں کی تربیت اور بھائی کے مان پر کوئی آنچ نہیں آنے دے سکتی تھی۔"اِسی وجہ وہ پولیس کے پاس گئے۔مگر جس طرح پولیس نے اُن کی باکردار بیٹی پر انگلیاں اُٹھائیں اُس سے وہ بہت دلبرداشتہ ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"ایک باپ سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر اپنی بیٹی کے کردار پر کیچڑ اُچھلتے کبھی نہیں دیکھ سکتا۔"

اِسی غم میں وہ کار ڈرائیو کر کے واپس جا رہے تھے کہ راستے میں ہارٹ اٹیک ہوا۔ گاڑی سیدھا کھمبے سے جا کر ٹکرائی۔ لوگ اکھٹے ہوئے۔ اُنہیں ہاسپٹل لایا گیا۔ ایمرجنسی وارڈ میں جب اُنہیں لایا گیا تو اُس وقت ڈیوٹی پر بہرام شاہ موجود تھا۔ باپ کی حالت دیکھ کر وہ ساکت رہ گیا۔ عروہ کے بارے میں اُس نے بھی سنا تھا مگر وہ اپنی ڈیوٹی کی وجہ سے ہاسپٹل سے نہیں نکل پایا تھا۔ بابر شاہ نے جب بہرام کو دیکھا تو اکھڑتی سانسوں میں بس اتنا بولے۔

"عروہ کو ڈھونڈ لاؤ بہرام.....وہ معصوم ہے....."

اِس کے بعد اُنہیں مزید کچھ کہنے کی مہلت نا ملی۔ اور وہ اِس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

دوسری طرف عروہ کی جب آنکھ کُھلی تو اُس نے خود کو ایک بند کمرے میں پایا۔ جہاں اُس کے علاوہ بھی پانچ چھ لڑکیاں بے حس و حرکت پڑیں تھیں۔ عروہ گھبرا کر وہاں سے اُٹھی اور باہر نکلنے کی جگہ تلاشنے لگی۔ شاید اُس کی قسمت اچھی تھی یا پھر اُس کی کوئی نیکی کام آگئی

تھی کہ وہاں موجود پیچھے کا دروازہ بوسیدہ سا تھا۔جو تین سے چار زوردار ٹھوکروں کے بعد کھل گیا۔وہاں موجود آدمی آگے والے دروازے کے باہر پہرا دے رہے تھے۔اِس لیے پیچھے سے نکلتی عروہ اُنہیں دیکھائی نہیں دی۔اور یوں عروہ شاہ اپنی عزت بچا کر وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب رہی۔وہاں سے نکلنے کے بعد عروہ خوفزدہ سی بھاگ رہی تھی۔انجان شہر انجان لوگ دیکھ کر وہ مزید گھبرا گئی۔کسی سے پوچھنے پر اُسے معلوم ہوا کہ وہ اِس وقت دوبئ میں ہے۔یہ سنتے ہی اُس کا دماغ بلکل سُن ہو گیا۔اِس سے پہلے کہ وہ بیہوش ہو کر گرتی اور گاڑی سے ٹکراتی۔وہ گاڑی ایک جھٹکے سے رُکی۔پچھلی سیٹ سے سوٹ بوٹ میں ملبوس پینتیس چالیس سال کی عمر کا شخص باہر نکل کر اُس کی طرف بڑھا۔

"بیٹی آپ ٹھیک تو ہیں نا؟"

www.novelsclubb.com

حیدر میر فکر مندی سے بولے۔اُن کا فکر مند لہجہ سُن کر عروہ کی آنکھیں جھلک پڑیں۔اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اُس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ چکرا کر گری۔حیدر میر گھبرا گئے۔وہاں آس پاس موجود عورتوں کی مدد سے اُسے گاڑی میں ڈالا اور ہاسپٹل

لے گئے۔ہوش میں آنے کے بعد عروہ نے مختصر روداد اُنہیں سنائی۔کہ کچھ لوگ اُسے اغواء کر کے یہاں لائے ہیں اور وہ بامشکل وہاں سے بھاگ نکلی ہے۔اِس کے علاوہ اُس نے کچھ بھی بتانا مناسب نہیں سمجھا۔حیدر میر کو اِس چھوٹی سی لڑکی پر ترس آیا تھا۔

"آپ فکر مت کریں میں آپ کے ساتھ ہوں۔آپ میری بیٹی کی طرح ہو۔اِس لیے آپ کو آپ کے گھر پہنچانا میری ذمہداری ہے۔"

حیدر میر نے اُسے تسلّی دی۔اتنے میں اُن کا فون بجا۔دوسری طرف کی بات سُن کر حیدر میر کے چہرے پر پریشانی اور دُکھ کے تاثرات اُبھرے۔

"کیا ہوا انکل سب ٹھیک ہے نا؟"

عروہ اُن کے غمگیں تاثرات دیکھ کر بے ساختہ بولی۔

"ہاں بیٹا ہمارا ایک دوست تھا اُس کا تین دن پہلے انتقال ہو گیا ہے۔"

"اوہ بہت افسوس ہوا۔اللہ پاک اُن کی مغفرت کریں۔"

عروہ نے سچے دل سے دعا کی۔

"آمین جانتی ہو اُس کی بیٹی گھر سے بھاگ گئی تھی۔ بہت محبت کرتا تھا اپنی بیٹی سے۔ بیچارہ بابر اتنا بڑا غم سہہ نہیں سکا اور اِس دنیا سے ہی چلا گیا۔"

اور عروہ کو لگا کہ وہ اب اگلی سانس نہیں لے پائے گی۔

"ککککون بابر؟"

لڑکھڑاتی آواز میں وہ بولی۔ اُس نے دل میں شدت سے خواہش کی کہ جیسا وہ سوچ رہی ہے ویسا بلکل نا ہو۔

"میرا دوست بابر شاہ۔ میں اُس کی فیملی کو تو نہیں جانتا پر بے چاروں پر قیامت برپا ہو گئی گی۔ پتہ نہیں یہ لڑکیاں گھر سے بھاگتے ہوئے اپنے ماں باپ کے بارے میں کیوں نہیں سوچتیں۔"

وہ کہتے ہوئے باہر چلے گئے۔ مگر عروہ بلکل سُن ہو گئی۔ اُس کا باپ اُس کا سائبان چلا گیا تھا۔ وہ یتیم ہو گئی تھی۔ مگر وہ رو نہیں سکتی تھی۔ سب اُس کے کردار پر انگلیاں اُٹھا رہے

تھے۔کسی نے بھی ایک بار نہیں سوچا کہ وہ مصیبت میں ہو سکتی ہے۔کیا اُس کے باپ نے بھی اُس کا یقین نہیں کیا؟اور وہ تو ایسی بد قسمت تھی آخری بار اپنے باپ کا چہرہ بھی نا دیکھ سکی۔آنسو ایک کے بعد ایک اُسکی آنکھوں سے گر رہے تھے۔وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر رو رہی تھی۔وہ نہیں چاہتی کہ کوئی بھی اُسے بد کردار یا اپنے ہی باپ کا قاتل سمجھے۔

اُس دن کے بعد عروہ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ واپس نہیں جائے گی۔اغواء شدہ لڑکیوں پر کس طرح کیچڑ اُچھالا جاتا ہے وہ باخوبی جانتی تھی۔اُس نے ایک دن گھر کے نمبر پر کال ملا کر بِنا اپنی شناخت بتائے بہرام شاہ اور عشال بیگم کے بارے میں پوچھا تھا۔نجانے فون کی دوسری طرف کون تھا جو ہر چیز کا الزام عروہ کو دے رہا تھا۔اور یہ بھی کہہ رہا تھا کہ عروہ شاہ مر چکی ہے۔اِسی وجہ سے عروہ واپسی کی طرف قدم نا بڑھا سکی۔حیدر میر بھی اُس کا صرف نام جانتے تھے۔اُنھوں نے عروہ کی بہت مدد کی۔اپنے دوبئ والے آفس میں اُسے جاب دلوائی۔اور ایک فلیٹ بھی دیا۔جہاں وہ اب بھی رہتی تھی۔)

اپنی بات مکمل کر کے عروہ نے چادر کے کنارے سے پلک پر اٹکا آنسو پونچھا۔عشال بیگم اور بہرام شاہ کا سر شرمندگی سے جھکا ہوا تھا۔کتنا غلط کرتے ہیں نا ہم لوگ۔بِنا کسی چیز کی جانچ پڑتال کیے ہم ہمیشہ قصوروار لڑکیوں کو ہی بنا دیتے ہیں۔کیا غلطی تھی عروہ شاہ کی جو اُس پر گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کا دھبہ لگا دیا گیا تھا۔صرف اِس خوف کے بِنا پر وہ واپسی کی طرف قدم نہیں بڑھا سکی کہ لوگ کیا کہیں گیں؟وہ کیسے سب کا سامنا کرے گی؟اگر یہیں ذرا سا اعتماد اُسے ملا ہوتا کہ غلط اُس کے ساتھ ہوا ہے اُس نے کچھ غلط نہیں کیا۔تو کیوں وہ اپنے پانچ سال باہر کی خاک چھاننے میں گزارتی۔

www.novelsclubb.com

"انسپکٹر صاحب بس یہی میری روداد ہے۔میں آریان احمد پر اغواء کا مقدمہ درج کروانا چاہتی ہوں۔بس اتنی سی بات کہنے کیلئے مجھے پانچ سال لگ گئے۔"

وہ اپنا لب بے دردی سے کچلتی تلخی سے مسکرائی۔

"اگر ذیمل مجھے آئینہ نا دیکھاتی تو مجھے کبھی انصاف نہیں ملنا تھا۔ کاش اِس وقت وہ میرے سامنے کھڑی ہو کر مجھے اپنے لیے آواز اُٹھاتے دیکھ سکتی۔"

اُس کی بات پر سب کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔ بات تو یہی تھی کہ کاش وہ ہوتی.....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آؤ اکمل خان تم بھی میرے ساتھ یہ لذیذ گوشت نوش فرماؤ۔"

"نہیں شکریہ آریان صاحب آپ ہی کھایئے یہ لذیذ گوشت۔"

اکمل خان نے ایک نظر آریان کے مکروہ چہرہ پر ڈالی۔

"صاحب باہر پولیس آئی ہے۔"

ملازم کے اطلاع دینے پر دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اگر تو نے پولیس تک میری معلومات پہنچائی ہے اکمل خان۔ تو آج تُو زندہ نہیں رہے گا۔"

آریان سُرخ آنکھوں سے غرایا۔

"مجھے بعد میں مارنا پہلے پولیس کے آنے کا مقصد تو معلوم ہو۔"

وہ بھی اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اطمینان سے بولا۔

"ہم خود ہی بتا دیتے ہیں اکمل صاحب کہ ہم یہاں کس مقصد سے آئیں ہیں۔"

www.novelsclubb.com

انسپکٹر داؤد کو دوسرے حوالداروں کے ساتھ اندر آتا دیکھ کر آریان کے چہرے کا رنگ اُڑا۔ جبکہ اکمل خان کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"ارے ہم تو اکمل خان سے ملنے آئے تھے۔ یہاں آریان احمد سے بھی ملاقات ہو گئی۔ بھئی کیا اتفاق ہے۔"

انسپکٹر داؤد نے طنز کیا۔

"وہ انسپکٹر میں.... وہ..."

"ارے ارے آریان ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اِس بار ہم تمہیں جیل نہیں لے جائیں گیں۔"

آریان کے گھبرانے پر انسپکٹر داؤد سکون سے بولا۔

"کیا ہوا سمجھ نہیں آئی؟"

انسپکٹر داؤد نے آریان کو ایک نظر دیکھ کر اکمل کو دیکھا وہ بھی ایسے ہی حیران نظروں سے اُنہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

"ارے بھئی آریان اِس بار تمہیں سیدھا کورٹ جانا پڑے گا۔ کیونکہ وہاں کے جج کو تمہاری شدت سے یاد آرہی ہے۔اُس سے ملاقات کے بعد پتہ چلے گا کہ آپ نے واپس جیل جانا ہے یاااااا...."

اُنھوں نے "یا" کو ذرا لمبا کھینچا۔

"یا...یا کیا؟"

آریان تھوک نگل کر بولا۔

"یا اوپر جانا ہے۔لگاؤ ہتھکڑی اِسی جلدی۔ چلیں آریان احمد اگر آپ کی اجازت ہو تو؟"

حوالداروں کو حکم دیتا وہ شرارت سے آریان کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔جہاں غصّہ گرم لاوے کی طرح اُبل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ سب تم نے کیا ہے نا؟"

اُس کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ غصّے سے بولا۔

"اگر میں نے کیا بھی ہے تو مجھے اِس پر کوئی پچھتاوا نہیں ہے۔ کیونکہ غلط کا ساتھ دینا بھی غلط ہوتا ہے۔"

اکمل خان سکون سے بولا۔اِس سے پہلے آریان کے ہاتھ اُس کے گریبان تک پہنچتے۔انسپکٹر داؤد نے ایک زوردار جھٹکا اُس کی ہتھکڑی کو دیا۔ جس سے وہ چند قدم پیچھے ہوا۔اور اپنے بندوں سے اُسے باہر لے جانے کا اشارہ کیا۔

"آریان کے یہاں ہونے کی خبر صرف ذیمل کو تھی۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو کس نے بتایا ہے؟اور کیا ذیمل زندہ ہے؟"

آریان کے منظر سے ہٹتے ہی وہ بے چینی سے داؤد سے پوچھنے لگا۔

"لمبی کہانی ہے اکمل۔ذیمل نے مجھے کچھ نہیں کہا۔ناہی میں جانتا ہوں کہ ذیمل زندہ ہے یا نہیں۔مجھے جس نے یہ بتایا ہے وہ اِس وقت کورٹ میں ہے۔وہیں چل کر دیکھ لینا۔"

گہری سانس لے کر اُس نے اکمل کا کندھا تھپتھپایا۔اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیاہوا یہاں کیوں رُک گئے ہو؟"

اُسے درمیان میں جماد دیکھ کر فائق بولا۔

"مجھ پر یہاں کورٹ میں ہمیشہ کوئی نا کوئی نیا راز آشکار ہوتا ہے۔اِس لیے ذرا ڈر رہا ہوں۔"

زیان سنجیدگی سے بولا۔

"ڈرو مت آج یہاں ذیمل نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

فائق اُس کا موڈ سہی کرنے کیلئے بولا۔

"سہی کہا آج یہاں ذیمل نہیں ہے۔"

زیان ہلکا سا ہنسا۔درد بھری ہنسی جس کی شدت اُس کی آنکھوں سے واضح ہو رہی تھی۔

"ہاں ناذیمل میڈم ہر بار کوئی نا کوئی بلاسٹ کر دیتی تھی۔اگر وہ یہاں ہوتی تو ضرور آج بھی کوئی نیا دھماکہ ہونا تھا۔"

فائق اُسے یاد کرتے ہوئے ہنسا۔زیان کو بھی پچھلی پیشی یاد آگئی جب وہ اچانک کمرہ عدالت میں داخل ہوئی تھی اور سب کو حیران کر دیا تھا۔وہ منظر یاد کرتے زیان ایک بار پھر سے مسکرایا۔

"کاش آج بھی وہ اچانک سے آکر سب کو حیران کر دے۔"

زیان کے دل نے سرگوشی میں اپنی خواہش ظاہر کی۔

"بھائی بابا کہہ رہے ہیں آپ دونوں جلدی اندر آئیں۔جج صاحب آنے والے ہیں۔"

دانیہ کی آواز پر وہ یادوں سے باہر نکلا۔سر ہلا کر وہ دانیہ کے پیچھے ہی اندر داخل ہوا۔جبکہ فائق موبائل پر آنے والے میسج کی وجہ سے رُک گیا۔زیان کا موبائل فائق کے پاس ہی تھا۔اور میسج رفیق صاحب کی طرف سے تھا۔میسج پڑھ کر وہ قدرے حیران ہوا۔

"ذیمل کے اکاؤنٹ سے اتنی رقم کس نے نکالی ہے اور کیوں؟"

رفیق صاحب نے ذیمل کے اکاؤنٹ کی تفصیلات بھیجی تھی۔ جس کے مطابق ذیمل کے اکاؤنٹ سے آج صبح ایک بھاری رقم نکالی گئی تھی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ گھر میں سے کسی نے بھی اُس کا اکاؤنٹ کبھی استعمال نہیں کیا تھا۔ پیشی کے بعد زیان کو اِس کے متعلق بتانے کا فیصلہ کرتا وہ بھی اُن کے پیچھے اندر داخل ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سب سے پہلی رو میں عروہ، ہانیہ، بہرام اور سبحان بیٹھے تھے۔ دوسری رو میں اُن کے پیچھے زیان، فائق، دانیہ اور روحا بیٹھے تھے۔ جبکہ حیدر میر، فہد میر، اقراء میر اور فریحہ میر اُن کے پیچھے تیسری رو میں تھے۔ عشال بیگم ایمرجنسی کیس آنے پر یہاں حاضر نہیں ہو سکی تھی۔ باقی سب بھی پیچھے ہی بیٹھے تھے۔ جج صاحب بھی آ چکے تھے۔ مگر میر خاندان کا وکیل آج پھر غائب تھا۔

"جج صاحب مجھے تو لگتا ہے میر خاندان کے وکیل ہمیشہ ایسے ہی دیر کرتے ہیں۔ جیسے یہ لوگ خود کیس درج کروانے میں دیر کرتے ہیں۔"

عدنان نے طنز کیا۔اِس بار بھی آریان کا کیس لڑنے والا عدنان ہی تھا۔اُس کا اشارہ عروہ کے پانچ سال پہلے اغواء ہونے والے کیس پر تھا۔

"اور مجھے لگتا ہے آپ کو ہارنے کی اُتنی ہی جلدی ہوتی ہے جتنی ذیمل نور میر کو جیتنے کی۔"

پیچھے سے آتی آواز پر سب کی نظریں بیک وقت پیچھے مڑیں۔سفید رنگ کے کُھلے ٹراؤزر اور ٹخنوں کو چھوتی سفید رنگ کی فراک پر گلے میں کالا سٹولر ڈالے اور کالے ہی رنگ کا کوٹ پہنے وہ اپنے مغرور انداز میں کھڑی تھی.....ہاں وہ وہیں تھیں...وہ سب کے ساتھ تھی....کالی آنکھیں میں چمک تھی....گالوں کے دونوں طرف گڑھے واضح تھے....ہاں وہ وہی تھی....مغرور شہزادی جنگ فتح کرنے آچکی تھی....ذیمل نور میر آگئی تھی۔

"آج تو میں وقت پر آئی ہوں نا جج صاحب؟"

بِنا کسی چیز کا اثر لیے وہ متوازن چال چلتی جج کے سامنے کھڑی ہوئی۔آریان پھٹی پھٹی نظروں سے اُس کے چہرے کو گھور رہا تھا۔یہی حال باقی سب کا بھی تھا۔باقی سب بھی بے یقین نظروں سے ذیمل کو دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہیں آپ سب؟ کہیں کوئی بھوت تو نہیں دیکھ لیا؟"

سب کو مسلسل اپنی طرف دیکھتے پا کر وہ جھنجھلا کر بولی۔

"ذیمل صاحبہ آپ تو.....پھر آپ یہاں....."

جج صاحب نے جھجھکتے ہوئے اپنی بات اُدھوری چھوڑی۔

"ارے نہیں ذیمل نور میر اپنا کام اُدھورا چھوڑ کر اتنے جلدی نہیں مڑنے والی تھی۔چلیں میں بتاتی ہوں کہ ہوا کیا تھا دراصل....."

(ماضی)

(جیٹ مکمل طور پر آؤٹ آف کنڑول ہو چکا تھا۔ذیمل نے زیرِلب کلمہ پڑھتے اپنی آنکھیں بند کر دیں تھیں۔کیونکہ موت بلکل آنکھوں کے سامنے تھی۔

"ذیمل میڈم مجھے لگتا ہے اگر ہم کوشش کریں تو جیٹ لینڈ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گیں۔"

پائلٹ کی آواز پر ذیمل نے فوراً آنکھیں کھولیں۔

"تو....تو کیپٹن آپ کریں نا کوشش۔کس بات کا انتظار ہے؟"

"بات دراصل یہ ہے ذیمل میڈم جیٹ کا ایندھن بھی اب آگ پکڑنے کے قریب ہے۔جیسے ہی جیٹ لینڈ ہو گا یہ فوراً بلاسٹ ہو جائے گا۔ہم اِس میں کچھ نہیں کر سکتے۔"

کیپٹن کی بات پر وہ سوچ میں پڑ گئی۔اُس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔

"کیپٹن کیا یہ جیٹ آٹو پائلٹ پر نہیں لگ سکتا؟"

"لگ تو جائے مگر وقت کے دورانیے کی کوئی خبر نہیں ہے میڈم۔"

"میرے پاس ایک آئیڈیا ہے کیپٹن۔ کیوں ناجب جیٹ لینڈ ہونے کے قریب ہو تو ہم اِسے آٹو پر لگا کر کود جائیں؟ کیا ایسا ممکن ہے؟"

ذیمل کی بات پر پائلٹ نے فوراً جواب دیا۔

"آئیڈیا تو اچھا ہے۔ اِس طرح ہماری جان بھی بچ جائے گی۔ مگر زمین کے اتنے قریب اِسے آٹو پر لگانا اور پھر کودنا بہت مشکل ہے۔"

"اگر جان بچانی ہے تو سب ممکن ہے۔ سسٹر آپ پلیز جٹ کا دروازہ کھولیں۔ کیپٹن آپ اِسے آٹو پر لگائیں۔"

اُس کی بات پر عمل کرتے ہوئے جیٹ کا دروازہ کھولا گیا۔ زمین ابھی کافی فاصلے پر تھی۔ جیسے ہی جیٹ زمین کے قریب آیا اُنھوں نے اُسے آٹو پائلٹ پر لگایا۔ اور ایک کے بعد ایک نیچے کودتے گئے۔ اُن سے کچھ فاصلے پر جیٹ ایک زوردار دھماکے سے زمین سے ٹکرایا۔ وہ سب بچ تو گئے مگر اونچائی سے کودنے کی وجہ سے کافی چوٹیں آئیں تھیں۔ اِس

لیے لوگوں کی مدد سے اُنہیں ہاسپٹل لے جایا گیا۔ذیمل نے باقی سب کو بتانے سے منع کیا تھا کہ وہ ابھی زندہ ہے۔اُس نے جب سنا کہ آریان کو کورٹ لے جایا گیا ہے۔تو وہ جنگ کا اختتام کرنے سیدھا کورٹ پہنچ گئی۔)

"میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ سب کو میری وجہ سے بہت تکلیف ہوئی۔مگر جج صاحب میرے اِس حادثے کی پیچھے بھی آریان کا ہاتھ تھا۔"

وہ اب سنجیدگی سے بولی۔

"کیا ثبوت ہے مِس ذیمل آپ کے پاس اِس سب کا؟ہو سکتا ہے آپ کی جھوٹی موت کی طرح یہ بھی جھوٹ ہو۔"

عدنان اُس کے سامنے آتے ہوئے بولا۔

"عدنان صاحب آج یہاں کیس میرا نہیں لڑا جارہا تواِس بات کو بعد نیں کرتے ہیں۔میں یہاں عروہ شاہ کیلئے انصاف کا تقاضا کرنے کیلئے آئی ہوں۔"

وہ چلتی ہوئی جج کے سامنے عین وسط میں کھڑی ہو گئی۔

"جج صاحب بات دراصل یہ ہے کہ جب ہمارے معاشرے میں کوئی لڑکی جب اغواء ہوتی ہے۔تو معاشرے کی نظر میں وہ بد کردار کہلاتی ہے۔کوئی لڑکی اگر انصاف چاہتی ہے تو وہ بے حیا کہلاتی ہے۔ایسے ہی اگر کوئی لڑکی حق بات پر بولتی ہے تواُسے بد تمیز،بدزبان، بے حیااور نجانے کیا کیا کہہ کر خاموش کروادیا جاتا ہے۔

جج صاحب عروہ شاہ گھر سے خود نہیں بھاگی تھی۔مگر پھر بھی وہ سب کی نظروں میں بد کردار بن گئی۔اُس کا باپ اپنی بیٹی پر کیچڑ اُچھلتے نا دیکھ سکااِس لیےاِس دنیا سے ہی چلا گیا۔بھائی نے ڈھونڈنے کی کوشش کی تواُسے غیرت کے تانے دے کر خاموش کروادیا گیا۔ماں الگ اپنی بیٹی کے غم میں نڈھال ہوتی رہی۔مگراِس ظالم معاشرے کو سکون نا

ملا۔ترس نا آیا۔یہاں تک کہ بدنامی کے خوف سے عروہ کے گھر والوں کو اُسے مرنا پڑا۔سب کی نظر میں عروہ شاہ مر چکی تھی۔اور اب بھی اُسے مردہ ہی سمجھا جاتا اگر وہ واپس آ کر اپنے لیے آواز نا اُٹھاتی۔

آریان جیسے درندے ہم لڑکیوں کا جینا حرام کر دیتے ہیں۔ہاں ہم لڑکیاں ڈرتی ہیں اپنے کردار پر انگلیاں اُٹھتی دیکھ کر ڈرتی ہیں۔کیونکہ ہمیں بچپن سے یہی سیکھایا جاتا ہے کہ لڑکیوں کے دامن پر لگے داغ ساری زندگی نہیں دُھلتے۔اِسی بات کی وجہ سے ہم لڑکیاں ہر قدم پھونک پھونک کر اُٹھاتیں ہیں۔مگر ہمیں کبھی بھی یہ نہیں کہا جاتا کہ بیٹا اگر آپ کے ساتھ غلط ہو تو اُس کے خلاف آواز اُٹھائیں۔نا کہ دنیا کی باتوں سے ڈر کر خاموش ہو جاؤ۔

www.novelsclubb.com

جج صاحب آریان نے نا صرف میری، ہانیہ کی یا عروہ کی زندگی برباد نہیں کی۔اِس نے ایسی کئی لڑکیوں کی زندگی برباد کی ہے۔ عروہ تو قسمت سے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ مگر باقی لڑکیوں کے ساتھ نجانے کیا حال کیا گیا ہو گا۔جج صاحب ہم انصاف کیلئے یہاں موجود ہیں اور ہمیں انصاف آپ ہی دِلا سکتے ہیں۔

میرے پاس کچھ ثبوت موجود ہیں جس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ میرا جیٹ کریش کرنے میں بھی اِسی درندے کا ہاتھ ہے۔"

ذیمل نے ایک یو-ایس-بی دی۔اِس یو-ایس-بی میں وہی ریکارڈنگ تھی جس میں آریان اپنے منہ سے اکمل خان کے سامنے ذیمل کو مارنے کا اعتراف کر رہا تھا۔اُس کے علاوہ عروہ کے وہ ڈاکومنٹ دیکھائے جو حیدر شاہ نے دوبئ میں بنوائے تھے۔

"عدنان صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گیں؟"

جج صاحب نے خاموش کھڑے عدنان صاحب کو کہا۔

"جج صاحب میں یہاں آریان کا کیس لڑنے آیا تھا۔ مگر ذیمل میڈم کی بات نے میرے سوچنے کا انداز بدل دیا ہے۔ میرے گھر پر بھی میری بیٹیاں ہیں اور میں ڈرتا ہوں اُس وقت سے جب کوئی میری بیٹی پر انگلی اُٹھائے گا۔ میں جانتا ہوں آریان کو سزا دلانے کیلئے یہی ثبوت ہی کافی ہے۔ اِس لیے میں بس یہی کہنا چاہتا ہوں جج صاحب غلط ہمیشہ بیٹیاں نہیں ہوتیں۔ ہمیں اُن کی وضاحت بھی سُن لینی چاہیے۔ اور میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔"

عدنان صاحب بِنا آریان کی طرف دیکھے اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے۔ آریان کا چہرہ شدید غصّے سے سُرخ ہو رہا تھا۔ اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سامنے کھڑی ذیمل کو شوٹ کر دے۔

"تو ٹھیک ہے تمام گواہوں اور ثبوتوں کی بنیاد پر آریان احمد واقع ایک مجرم ثابت ہوتا ہے۔ اور ذیمل صاحبہ ویسے تو آپ نے نقلی ڈگری سے کیس لڑا ہے۔ جس پر آپ کو بھی سزا ہو سکتی تھی۔ مگر چونکہ آپ نے انصاف حاصل کرنے کیلئے کیا ہے تو عدالت آپ کو

www.novelsclubb.com

پہلی اور آخری بار معاف کرتی ہے۔اور آریان احمد کو کل صبح نو بجے پھانسی کی سزا سنائی جاتی ہے۔دا کورٹ اِز آور۔"

اپنا فیصلہ سناتے ہی جج صاحب نے قلم کی نِب توڑی۔اُن کے جانے کے بعد سب ذیمل کی طرف بڑھے جو آنکھوں میں آنسو بھرے اپنی جیت پر مسکرا رہی تھی۔جبکہ آریان سُن کھڑا تھا۔آخر اللہ نے انصاف کر دیا تھا۔اللہ کے فیصلوں میں دیر ہوتی ہے اندھیر نہیں۔

"تو تم نے قسم کھائی ہے اپنے ماں باپ کو تنگ کرنے کی۔"

فہد میر نم آنکھوں سے بولے۔

"سوری بابا بس یہ لاسٹ ٹائم تھا۔اب پکا پرامس میں کچھ نہیں کروں گی۔"

وہ آنکھوں میں آنسو بھرے اُن کے گلے لگ گئی۔عشال بیگم بھی آ چکی تھی۔

"ذیمل تم واقعی ایک انمول ہیرا ہو۔تمہاری وجہ سے آج مجھے انصاف ملا ہے۔میں تمہاری احسان مند ہوں۔اور آج تو میں بہت عرصے بعد میں دل سے پُر سکون ہوئی ہوں۔"

عروہ مسکرا کر بولی۔اور آگے بڑھ کر عشال بیگم کے گلے لگ گئی۔

"مجھے معاف کر دیں ماما۔میں بس ڈر گئی تھی۔جس کی وجہ سے واپس نہیں لوٹ سکی۔"

"ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے میری جان۔اب ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔"

بہرام نے بھی آگے بڑھ کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھا۔سب کچھ ایک دم مکمل سا لگ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"نور...."

www.novelsclubb.com

وہ باہر سن شیڈ کے نیچے کھڑی تھی جب زیان نے اُسے پکارا۔

"ہمممم"

باقی سب بھی ساتھ ہی کھڑے تھے۔ذیمل چلتی ہوئی اُس کے قریب آئی۔

"تم نے سب کو انصاف دلایا ہے۔زیان میر کو انصاف کب ملے گا؟"

وہ بے بسی سے مسکرایا۔ذیمل چند لمحے اُس کے چہرے کو دیکھتی رہی پھر ایک دم مسکرائی۔

"ایک اعتراف تم نے کورٹ میں سب کے سامنے کیا تھا۔اپنی غلطی مان کر۔ایک اعتراف آج ذیمل نور میر کرے گی۔اپنی انا توڑ کر۔"

وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی بلند آواز میں بولی۔

"مسٹر زیان میر میں نے آپ کو تبھی ہی معاف کر دیا تھا جب آپ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا تھا۔آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے آپ سے نفرت ہے۔اگر ایسا ہے تو شاید آپ نے کبھی بھی اِس پر غور نہیں کیا۔"

www.novelsclubb.com

اُس نے اپنی بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی اُس کے سامنے کی۔جہاں سلور کلر کی خوبصورت سی ایک نگ والی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔

"کیا اب بھی نہیں سمجھے؟"

اُسے نا سمجھی سے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ بولی۔

"ارے زیان بھائی یہ تو وہی انگوٹھی ہے جو آپ نے اپنی منگنی کیلئے ذیمل آپی کیلئے خریدی تھی۔"

دانیہ اُس انگوٹھی کو پہچانتے ہوئے فوراً بولی۔اُس کے کہنے پر زیان کو بھی یاد آیا۔

"ذیمل تم...."

"باقی باتوں کیلئے آپ پلیز میرے والدین سے رابطہ کریں۔ مشرقی لڑکیاں یوں منہ پھاڑ کر اپنی شادی کا اعلان کرتی اچھی لگتی ہیں کیا؟"

اپنی مسکراہٹ چُھپاتے اُس نے اقراء میر کی طرف دیکھا۔

"چلو یہ لڑکی ہر کام کر سکتی ہیں۔ منہ پھاڑ کر عدالت میں بول سکتی ہے کُھلے عام لڑ سکتی ہے مگر شادی کی بات کرتے اِنہیں مشرقی لڑکی یاد آجاتی ہے۔ نا بھئی تم وہ بھی کر لو۔ بلکہ ایک کام کرو شادی کے کارڈ بنوا کر ہمیں بھیج دینا ہم آجائیں گیں۔ ٹھیک ہے بی بی۔"

اور وہی ہوا جس کا ذیمل کو اندازہ تھا۔اقراء میر نے نادائیں دیکھانا بائیں۔بس شروع ہو گئیں۔اُن کی بات پر سب کا مشترکہ قہقہ گونجا۔سامنے سے پولیس کے شکنجے میں جکڑے آریان نے نفرت بھری نگاہوں سے سب کے ہنستے چہروں کو دیکھا۔انتقام کے شعلے اُس کی آنکھوں میں بھڑک رہے تھے۔پولیس وین کے قریب پہنچ کر وہ رُکا۔اُس نے ایک نظر اپنے ہاتھوں کو دیکھا جو ہتھکڑی میں قید تھے۔اور دوسری نظر ساتھ چلتے انسپکٹر داؤد کے ہاتھ میں پکڑی پستول پر ڈالی۔ایک سیکنڈ کی دیر کیے بغیر اُس نے ہتھکڑی لگے ہاتھوں سے وہ پستول چھین لی۔اور سیدھا ذیمل والوں کی طرف دوڑ لگائی۔

"ذیمل نور میر"

آریان کی گرجدار آواز پر وہ پلٹی۔سڑک کے بیچوں بیچ ہاتھ میں پستول تھامے وہ اپنی سُرخ نگاہوں سے ذیمل کو گھور رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"خبردار اگر کوئی آگے آیا۔میں گولی چلادوں گا۔"

پولیس کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ چلایا۔

"خود کو بہت بڑی گیم چینجر سمجھتی ہوں نا تم ذیمل صاحبہ۔لاسٹ مومنٹ پر بازی پلٹ دینا تمہارا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ مگر میں آریان احمد ہوں۔ چھ سال کا تھا جب پہلی بار چوری کی تھی۔وہ بھی اپنے باپ کے کہنے پر۔"

غصّے کی وجہ سے اُس کی ناک کی نتھیں پھول رہیں تھیں۔ہر شخص وہاں دم سادھے اُسے سُن رہا تھا۔

"تمہاری طرح میں اِن عالی شان بنگلوں میں نہیں پلا۔یہاں تک پہنچنے کیلئے بہت پاپڑ بیلے ہیں میں نے۔بہت کچھ گنوایا ہے۔میرا باپ ایک چرسی تھا۔شرطیں لگاتا تھا وہ۔اُسی شرط میں وہ ہمارا گھر تک ہار گیا۔ماں کے زیورات ہار گیا۔ مگر پھر بھی اُسے چین نا آیا۔میری ماں سے پیسے مانگتا تھا۔ماں نے منع کیا تو میری ماں کو ہی مار دیا۔ہاں میں اُس باپ کا بیٹا ہوں جس نے میری اپنی سگّی ماں کا قتل کیا تھا۔اور پھر مجھے بھی اِن عذابوں کے دلدل میں دھکیل کر خود مر گیا۔"

آریان کی آنکھوں میں کئی آنسو اکھٹے ہو چکے تھے۔ مگر وہ ضبط کیے بولتا رہا۔

"یہ جس لڑکیاں سمگلنگ کرنے کے کام کو تم لوگ گناہ بولتے ہو ہم جیسوں کیلئے یہی بھوک مٹانے کا ذریعہ ہوتا ہے۔اور جب انسان کا خالی پیٹ اُسے کاٹتا ہے نوچتا ہے تو اُس کیلئے کوئی گناہ ثواب معنی نہیں رکھتا۔پیٹ کی دوزخ بھرنے کیلئے ہم دوسروں کی دنیا دوزخ بنادیتے ہیں۔"

وہ رُکا۔

"تمہیں دیکھتے ہی مجھے پہلی بار..... پہلی بار مجھے اپنائیت کا احساس ہوا تھا۔مجھے لگا تم میری منزل بنو گی تو شاید میرا سفر آسان ہو جائے گا۔مگر میں سالا یہ بھول گیا تھا کہ ولن تو کبھی ہیرو بن ہی نہیں سکتے۔ہم جیسے تو پیدا ہوتے ہی صرف حرام زندگی جینے کیلئے ہیں۔"

اُس کا ہاتھ کپکپا رہا تھا۔وہاں کھڑا ہر شخص اُس کو ترس بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو آریان کوئی بھی حرام زندگی جینے کیلئے پیدا نہیں ہوتا۔انسان اپنے لیے صحیح راہ کا انتخاب خود کرتا ہے۔اگر تم چاہتے تو تم بھی ایک اچھے انسان بن کر ایک اچھی اور سادہ زندگی گزار سکتے تھے۔مگر تم نے..... تم نے اپنے لیے غلط راہ کا انتخاب کیا۔تم نے نا

صرف اپنی زندگی برباد کی ہے بلکہ کئی لڑکیوں کی زندگیوں سے بھی کھیلا ہے۔ جس کیلئے تو تمہیں اللہ بھی معاف نہیں کرے گا۔ مگر ہم دعا کریں گیں کہ اللہ پاک تمہیں معاف کر دیں اور تمہیں ہدایت دیں۔"

ذیمل سادہ لہجے میں بولی۔ اُسے خود بھی آریان کی کہانی سُن کر افسوس ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ انسان کو اِس دنیا میں بھیج دیتے ہیں پھر یہ انسان پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ اپنے لیے غلط راہ چُنے یا صحیح۔ آریان اگر چاہتا تو اپنے لیے صحیح راہ چُن سکتا تھا مگر وہ کہتے ہیں ناگناہوں کی کشش نیک اعمالوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ انسان خود باخود بُرے کاموں کی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے اور اُسے علم بھی نہیں ہوتا۔

"ہاہاہاہاہاہا تمہیں لگتا ہے میں تمہاری اِن باتوں پر یقین کروں گا۔ ذیمل نور میر تیار ہو جاؤ اوپر جانے کیلئے۔ اب وہیں جا کر میرے لیے دعائیں کرنا۔"

پاگلوں کی طرح قہقہہ لگاتے اُس نے پستول پر اپنی گرفت مضبوط کی۔ اور ٹریگر پر انگلی رکھی۔ زیان فوراً ذیمل کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اِس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا ایک

گاڑی اپنی پوری رفتار سے اُسے کچلتے ہوئے وہاں سے فرار ہو گئی۔ وہ جو فرعون بن کر ذیمل کو اُس کے انجام تک پہنچانے کے دعوے کر رہا تھا خدا نے خود ہی اُسے اُس کے انجام تک پہنچا دیا تھا۔ سڑک کے بیچوں بیچ وہ خون میں لت پت پڑا تھا۔ آنکھیں آدھ کُھلی تھی۔ قریب کھڑے آدمی نے اُس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر پوری بند کر دی۔ یہ ہوتی ہے انسان کی اوقات۔ ہر پل بڑے بڑے دعوے کرتا پھرتا ہے مگر اپنی ہی اگلی سانس کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

(دو ہفتوں بعد....)

میر ولا میں ہر طرف روشنیاں جگمگا رہیں تھیں۔یوں لگتا تھا جیسے پوری دنیا کو چھوڑ کر ساری رونقیں میر ولا میں بس گئیں ہوں۔لان کو سفید اور لال گلابوں کی مدد سے بے انتہا خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔آج میر ولا کی شہزادیوں کی بات پکی تھی۔جس کی وجہ سے اتنا اہتمام کیا گیا تھا۔یہاں سے سیدھا اوپر والی منزل کے تیسرے کمرے میں داخل ہوں تو اُس میں بڑے سے شیشے کے سامنے زیان میر کھڑے تیار ہو رہے ہیں۔بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ پچھلے ایک گھنٹے سے تیار ہو رہے ہیں۔

"ارے زیان بس بھی کرو خدا کا واسطہ ہے۔آج تمہاری بارات لے کر نہیں جا رہے۔جو 'سجنا ہے مجھے سجنا کیلئے' والا حال کیا ہے تم نے۔"

دروازے سے اندر جھانک کر سبحان جھنجھلا کر بولا۔وہ پچھلے ایک گھنٹے سے دس چکر لگا چکا تھا زیان کو بُلانے کیلئے مگر زیان تھا کہ آج شیشے کے سامنے سے ہلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"آ رہا ہوں کیا ہو گیا ہے۔اچھا یہ بتاؤ نور آ گئی ہے نیچے؟"

سفید رنگ کا کُرتا اُس نے زیب تن کر رکھا تھا، بالوں کو پیچھے کی طرف جل لگا کر سیٹ کیا ہوا تھا۔ چوڑے شانے، ہلکی سی بیئرڈ، کالی آنکھیں جو اِس وقت خوشی سے چمک رہیں تھیں۔ وہ بلاشبہ بہت خوبصورت تھا۔

"ہاں جی بھائی جی آپ کی نور بھی کب سے آ گئیں ہیں۔ بس آپ کا ہی انتظار ہو رہا ہے۔"

سبحان نے شرارتاً "آپ کی نور" پر زور دیا۔ جس پر وہ کھل کر مسکرایا۔ اُس کی نور۔ ہاں اب وہ اُسی کی تو نور تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"میری بیٹی تو بلکل شہزادی لگ رہی ہے۔"

عشال بیگم نے محبت بھری نظروں سے عروہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو اِس وقت پِستہ رنگ کی شلوار قمیض میں سر پر ہم رنگ دوپٹہ اُوڑھے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ عروہ نے بہرام

شاہ اور عشال بیگم کو معاف کر دیا تھا اور وہ دونوں بھی عروہ کو واپس پا کر بے حد خوش تھے۔

"آخر بیٹی کس کی ہوں۔"

وہ کِھلکھلا کر ہنسی۔ چند قدم فاصلے پر کھڑے انسپکٹر داؤد نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔ آج تو داؤد صاحب کے بھی انداز نرالے تھے۔ ہلکے آسمانی رنگ کی شلوار قمیض پہنے عام روٹین سے ہٹ کر وہ پورے منظر پر چھایا ہوا تھا۔

"آہم... آہم داؤد صاحب ذرا سنبھل کر۔ یہ راہ بڑی مشکل ہے جس کی طرف آپ کے قدم مڑنے کی ضد کر رہے ہیں۔"

اُس کے ساتھ کھڑے کریم رنگ کے کُرتے میں ملبوس بہرام نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

"ارے کیسی باتیں کر رہے ہو بہرام میں تو بس دیکھ رہا تھا اِن کی ہنسی کتنی پیاری ہے۔"

وہ ایک دم ہڑ بڑا کر بولا۔اُس کے ہڑ بڑانے پر ساتھ کھڑے سُرمئی رنگ کے کُرتے اور سفید شلوار میں ملبوس فائق کی ہنسی چھوٹ گئی۔جبکہ بہرام بھی مسکرانے لگا۔

"اوبھائی تو جس کی ہنسی کی تعریف کر رہا ہے نا اُسکا بھائی تیرے سامنے ہی کھڑا ہے۔"

فائق نے ہنستے ہوئے بہرام کی طرف اشارہ کیا۔جس پر داؤد مزید شرمندہ ہوا۔

"دیکھو یار مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔مگر پھر بھی ایک مرتبہ سوچ لینا کیونکہ پہلے جو ہنسی پیاری لگتی ہے شادی کے بعد وہی ہنسی بہت ہی زیادہ خوفناک لگتی ہے۔"

بہرام ہنستے ہوئے بولا۔جس پر داؤد تھوڑا ریلکس ہوا۔اُسے واقع عروہ شاہ بھا گئی تھی۔اوپر سے اُس کا سادہ سا انداز داؤد کی دل کی دنیا بدلنے کیلئے کافی تھا۔

"اچھا بچو یہ بات ہے میں ابھی جا کر ہماری بھابھی مطلب ہانی کو بتاتا ہوں تاکہ وہ بھی ایک مرتبہ اور سوچ لے۔"

کالے رنگ کے کُرتے میں ملبوس سبحان جوابھی زیان کے ساتھ اُن کے قریب پہنچا تھا۔ بہرام کی آخری بات سُن کر شرارت سے چھلانگ لگاتا سامنے کی جانب بھاگا۔ جہاں ہانیہ سفید رنگ کے پیروں کو چھوتے فراک میں ملبوس بلکل گڑیا لگ رہی تھی۔

"سبحان رُک جا.... شٹ یہ تو آج مجھے مروا کر رہے گا۔"

بہرام بھی اُس کے پیچھے بھاگا۔

"ہانی تم جانتی ہو بہرام بھائی کہہ رہے تھے کہ....."

"کچھ نہیں بکواس کر رہا ہے یہ۔"

اِس سے پہلے وہ اُس کا راز فاش کرتا بہرام جلدی سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"جاؤ سبحان تمہیں روحائبلا رہی ہے۔"

سبحان کو وہاں سے بھیجتا وہ پوری طرح ہانیہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں ہانی۔"

وہ مسکرا کر بولا۔

"میں ذیمل ہوں ہانیہ اُس طرف ہے۔"

معصومیت سے پلکیں جھپکتے اُس نے دائیں طرف اشارہ کیا۔ جہاں اُس کے جیسے ہی سیم سفید رنگ کے پیروں کو چھوتے فراک میں وہ بلکل اُس کے جیسے ہی گڑیا لگ رہی تھی۔

"اوہ سوری۔"

شرمندگی سے سر کُھجاتا وہ اُس کی طرف بڑھا۔ بہرام کے جاتے ہی اُس کی ہونٹوں پر شرارت بھری مسکراہٹ آئی۔

"ہانی بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

بہرام اُس کے سامنے جا کر ایک دفعہ پھر سے مسکرا کر بولا۔ جبکہ اُس کی کالی گہری آنکھوں میں حیرانی اُبھری۔

"مجھے لگتا ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے بہرام بھائی۔ میں ذیمل ہوں ہانیہ تو وہاں کھڑی ہے۔"

ذیمل حیرت سے بولی۔ جبکہ بہرام نے ایک دفعہ پھر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ جہاں اب ہانیہ کھڑی ہنس رہی تھی۔

"یار کیا ہے تم دونوں کو۔ مانا کہ جڑواں ہوں۔ دِکھتے بھی ایک جیسے ہو۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ تم دونوں کپڑے بھی ایک جیسے پہن لو۔ اور اِس ہانیہ سے تو میں پوچھتا ہوں۔ آئی بڑی مجھے ہی اُلو بنا دیا۔"

بہرام دانت پیس کر جھنجھلا کر بولتا واپس ہانیہ کی طرف بڑھ گیا۔ بے چارہ کب سے ہانیہ کو ڈھونڈ رہا تھا۔ اور اب جب وہ ملی ہے تو اُس کے مذاق ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"شکر ہے مجھے اچھے معلوم ہوتا ہے کہ کون ہانیہ ہے اور کون میری نور۔ ورنہ میرا بھی یہی بہرام والا حال ہونا تھا۔"

بہرام کی حالت پر ذیمل کو ہنستا دیکھ زیان نے بے اختیار شکر کیا۔

"آپ تو بس ہی کیجیے زیان صاحب۔"

ذیمل نے آنکھیں گُھمائی۔

"ایک منٹ ایک منٹ کیا میرے گناہگار کانوں نے تمہارے منہ سے آپ سنا ہے؟"

زیان نے مصنوعی حیرت سے ایک آئیبرو اچکائی۔

"زیادہ آور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ماما نے آپ کہنے کو بولا تھا سمجھے۔"

اُففففف ایک تو یہ مغرور شہزادی کسی کو دو منٹ خوش فہمی میں رہنے ہی نہیں دے سکتی تھی۔زیان اُسے دیکھ کر ہنسا۔

"تمہیں کبھی کسی کا دل رکھنا نہیں آتا میری مغرور شہزادی۔"

www.novelsclubb.com

وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"اگر اِس مغرور شہزادی کو کسی کا دل رکھنا نا آتا ہوتا تو آج آپ بھی یہاں موجود نا ہوتے شہزادے صاحب۔"

اُس کی آنکھوں میں دیکھتی وہ اعتماد سے بولی۔بس اِسی اعتماد کے آگے تو زیان میر ہمیشہ ہار جاتا تھا۔اب بھی وہ اُس کو مسکراتا دیکھ کر خود بھی مسکرانے لگا۔

"ویسے بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"

"زیان تمہارے نزدیک خوبصورتی کیا ہے؟"

وہ سنجیدگی سے بولی۔زیان نے ناسمجھی سے اُسے دیکھا۔

"مطلب میں سمجھا نہیں۔"

"تمہیں معلوم ہے میرے نزدیک خوبصورتی کیا ہے؟خوبصورتی وہ ہوتی ہے جو آپ کے دل میں موجود ہوتی ہے۔یہ ظاہری خوبصورتی اور دلکشی کا کیا کرنا؟یہ سب تو خاک ہے جو اِس عارضی دنیا کی طرح بلکل عارضی ہے۔اصل خوبصورتی تو انسان کے دل میں موجود ہوتی ہے۔اگر آپ کا دل خوبصورت ہے تو آپ دنیا کے سب سے خوبصورت انسان ہو اور اگر آپ کا دل ہی بدصورت ہے تو پھر چاہے آپ جتنے مرضی حسین ہو۔بدصورت دل کے ساتھ آپ کا ظاہری حسن بے کار ہے۔"

اُس کی اتنی لمبی وضاحت پر وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔ذیمل نے ایک گہرا سانس لیا۔

"جانتے ہو زیان میں گلاب کے اُس پھول کی طرح ہوں جو بظاہر تو سب کو اپنی خوبصورتی اور دلکش خوشبو سے معطر کرتا ہے مگر اندر سے کہیں نا کہیں وہ اپنے مرجھا جانے کے خوف سے لرزتا رہتا ہے۔اور میں ایک دفعہ پھر سے مرجھانے سے ڈرتی ہوں۔"

کالی آنکھوں میں اُداسی اُبھری۔زیان کو اُس کی بات کی سمجھ اب آئی تھی۔وہ ڈر رہی تھی دوبارہ بھروسہ کرنے سے۔

"نور میں وعدہ تو نہیں کر سکتا کہ میں ساری زندگی کوئی غلطی نہیں کروں گا۔کیونکہ میں ایک عام انسان ہوں۔اور غلطی تو ہر انسان سے ہوتی ہے۔مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارا بھروسہ اب کبھی نہیں توڑوں گا۔ہمیشہ تمہارا ساتھ دوں گا انشاءاللہ۔"

www.novelsclubb.com

"مجھے یقین ہے آپ پر ذی۔"

کالی آنکھیں کالی آنکھوں سے ٹکرائی۔اب کوئی شکوہ باقی نہیں رہا تھا۔وہ مسکرائی تھی۔کیونکہ اُس نے زیان کے آنکھوں میں سچائی دیکھی تھی۔نور کو اُس کا ذی واپس مل چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا بات بھئی آج کل تو بڑے بڑے لوگ ہمیں لفٹ ہی نہیں کروا رہے۔"

روحا اور دانیہ کو ساتھ سے گزرتا دیکھ کر سبحان جان بوجھ کر اُونچی آواز میں فائق سے بولا۔روحا نے بلیک فراک جبکہ دانیہ نے گلابی رنگ کی فراک زیب تن کی ہوئی تھی۔فائق نے اُس کی بات پر سر اُٹھا کر دیکھا جہاں دانیہ اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیا کر سکتے ہے یار۔بڑے لوگ جو ہیں۔"

فائق نے بھی اُس کا ساتھ دیا۔

"ہاں ہم بڑے لوگ ہیں نا تو اگلی بار اپوائنٹمنٹ لے کر ملنا چلو دانیہ۔"

دانیہ کا بازو پکڑتی روحا سبحان کو گھور کر بولتی وہاں سے غائب ہو گئی۔

"صبر کرو بچے صبر۔"

داؤد دونوں کے حیرت سے کُھلے منہ دیکھ کر ہنستے ہوئے بولا۔

"داؤد بھائی آپ کو حیدر انکل بُلا رہے ہیں۔"

عروہ جو وہاں سے گزر رہی تھی اُسے انفورم کرتی وہاں سے چلی گئی۔ جبکہ اب ہنسنے کی باری سبحان اور فائق کی تھی۔

"کوئی نہیں بھائی صبر کرو صبر۔"

www.novelsclubb.com

اُسی کا جملہ اُسی پر لٹاتے وہ دونوں پاگلوں کی طرح ہنس رہے تھے۔

"ویسے ایک راز کی بات بتاؤ۔ میری امی بھی رشتہ کی بات کر دیں گیں۔ پھر وہ مجھے بھائی نہیں کہے گی۔"

داؤد اطمینان سے بولا۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی اُس نے اپنی ماں سے عروہ کا تعارف کروایا تھا اور اُنہیں رشتے کی بات عشال بیگم سے کرنے کی خاص تاکید کی تھی۔ عروہ اُسے پسند تھی۔اور اپنی پسند گی کا اظہار کرنے کی سب سے خوبصورت صورت نکاح تھی۔ تبھی اُس نے اِس معاملے میں زیادہ تاخیر نہیں کی۔

"جب تک رشتہ نہیں ہوتا تب تک تو بھائی ہی کہے گی نا۔"

سبحان کچھ دیر سوچنے کے بعد ایک دم سے فائق کے ہاتھ پر تالی مار کر بولا۔ جبکہ داؤد خفگی سے دونوں کو گھورتا حیدر میر کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"دانیہ میر..."

فائق کی آواز پر وہ بے اختیار مڑی۔

"کیا اب بات کر سکتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو؟"

فائق نے سادہ سے انداز میں پوچھا مگر دانیہ کو وہ طنز ہی لگا۔

"دیکھیں آپ اب مجھے بار بار ساس کی طرح طعنے مت دیں۔"

وہ منہ پُھلا کر بولی۔ جبکہ فائق کا منہ کھل گیا۔

"میں نے کون سا ساس والا طعنہ دیا ہے؟"

وہ حیرت سے بولا۔

"یہ تو آتے جاتے طنزوں کے تیر چلاتے ہیں کہ دانیہ میڈم آپ کی اجازت ہو تو بات کر سکتا ہوں۔ نہیں مطلب اگر میں منع کروں گی تو آپ کون سا بعض آجائیں گیں۔"

www.novelsclubb.com

اُس کی نقل اُتارتے وہ ایک ہاتھ قمر پر ٹِکا کر بولتی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ فائق نے اپنے ہاتھ کی مُٹھی بنا کر ہونٹوں پر رکھی تاکہ اُس کی مسکراہٹ نظر نا آسکے۔ مگر وہ بھی دانیہ میر تھی زیان میر کی بہن۔ فوراً سے اُس کی مسکراہٹ دیکھ لی۔

"اچھا تو اب آپ مجھ پر ہنس رہے ہیں حد ہے ویسے۔ میں ابھی بھائی کو بتاتی ہوں۔ وہ خود بتائیں گیں آپکو۔ ایویں دانیہ میر کو ہلکا لیتے ہیں سب۔"

زمین پر پاؤں پٹختے وہ زیان کو ڈھونڈنے چلی گئی۔ جبکہ فائق آنکھیں کو پورا کھولے دانیہ میڈم کے انداز دیکھ رہا تھا۔ سبحان نے صحیح کہا تھا آج تو واقع اِن سب شہزادیوں کے انداز بدلے ہوئے ہیں۔

"اوئے رُک تو سہی بھائی کی پری۔ میری پوری بات تو سُن لو۔"

وہ دُھائی دیتا اُس کے پیچھے بھاگا۔ اِس سے پہلے وہ زیان کو شکایت لگاتی فائق نے اُسے روکنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ویسے ایک بات مجھے ابھی تک ہضم نہیں ہو رہی۔"

وہ سارے دائرہ بنا کر ایک ٹیبل کر گرد بیٹھے تھے۔جب سبحان سوچنے کے انداز میں بولا۔

"تمہیں کبھی کچھ ہضم ہوتا بھی ہے۔"

روحا اور اُس کے بات میں دخل نادے۔یہ کچھ ناممکن سی بات تھی۔

"بچپن کا پیار تم تو چُپ ہی رہو۔ویسے بھی مجھے تمہارے پیسے آرام سے ہضم ہو جاتے ہیں۔"

اُسے چیڑانے کی خاطر وہ مسکرایا۔اور حسبِ معمول وہ فوراً چڑ کر منہ پھیر گئی۔

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ ذیمل میڈم باقی سب تو سمجھ آ گیا ہے ذرا یہ تو بتاؤ تم نے ہماری بچھڑی ہوئی بہن مطلب عروہ کو کیسے ڈھونڈا ہے؟"

سبحان نے دیر سے ہی مگر سب کے دل کی بات کہہ دی تھی۔ذیمل جو ہانیہ کے کندھے پر سر ٹِکا کر بیٹھی فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"وہ....وہ میں۔"

سب کی توجہ کا مرکز بن کر وہ اصل بات بولنے سے کترا رہی تھی۔

"کیا گلے میں کچھ اٹک گیا ہے ذیمل میڈم۔"

سبحان نے پھر سے طنز کیا۔ جس پر ذیمل نے اُسے گھوری سے نوازا۔

"وہ میں نے بہرام بھائی کے لیپ ٹاپ میں عروہ کی پکچر دیکھی تھی۔اور چونکہ میں کچھ عرصے پہلے تایا ابّو کے ساتھ دوبئ والی میٹنگ اٹینڈ کر چکی تھی۔اِس لیے میں نے عروہ کو آرام سے پہچان لیا تھا۔بس کچھ جد وجہد کے بعد عروہ کا ایڈریس بھی ڈھونڈ لیا۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ عروہ بہرام بھائی کی بہن ہے۔مجھے لگا کہ وہ...."

ذیمل نے اپنا لب کچلتے بات اُدھوری چھوڑی۔

"اور تمہیں لگا کہ وہ میری کوئی گرل فرینڈ ہے یا شاید کوئی محبوبہ۔"

بہرام سنجیدگی سے اُسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ایسی بات نہیں ہے بہرام بھائی۔بس میں اِس بار اپنی بہن کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دے سکتی تھی۔اِسی وجہ سے میں نے سارے معاملے کی تحقیق کی اور عروہ تک پہنچی۔مگر دیکھیں نا میری ہی وجہ سے آپکو آپکی بہن مل گئی۔"

وہ ہانیہ کے گرد گھیرا تنگ کرتی ہلکا سا مسکرائی۔

"میں اِس بات کیلئے تمہارا احسان مند ہوں۔اور تم بے فکر رہو ذیمل۔پہلے تمہاری بہن کے ساتھ پہلے بہرام شاہ نہیں تھا اب اُس کے ساتھ بہرام شاہ ہے۔جو کبھی کچھ غلط نہیں ہونے دے گا۔"

اُس نے سر جھکا کر بیٹھی ہانیہ کو دیکھا۔

"ہاں اور برتن بھی دھودے گا۔"

www.novelsclubb.com

سبحان کے ہوتے ہوئے ماحول کبھی سنجیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔وہ ایسی سنجیدگی سے بولا جیسے کوئی بہت کام کی بات ہو۔

"اور کپڑوں کی فکر بھی نا کرو وہ بھی بہرام شاہ دھودے گا۔"

فائق بھی سنجیدگی سے بولا۔

"اور جوتے بھی پالش کر دے گا۔"

داؤد نے بھی دونوں کا ساتھ دیا۔

"او بھائی میں ڈاکٹر ہوں۔ کچھ میرے پیشے کا ہی لحاظ کر لو۔"

وہ تینوں سے اپنی درگت بنتے دیکھ کر بے چارگی سے بولا۔

"لو پھر تو دوائیاں بھی مفت میں مل جائیں گیں۔"

زیان کے بات پر وہ تینوں جو کب سے ضبط کر کے بیٹھے تھے قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔اُن کو دیکھتے بہرام سمیت باقی سب بھی ہنسنے لگے۔آسمان پر موجود تاروں نے مسکرا کر چاند کو دیکھا۔جو بادلوں میں چُھپتا اپنی ہنسی چُھپا رہا تھا.....

www.novelsclubb.com

آؤ یاروں سناؤں ایک کہانی

ہر کردار کی آپ بیتی میرے زبانی

رہتی تھی کہیں دور ایک مغرور سی شہزادی

دل پر زخم کھائے بیٹھے تھی وہ دیوانی

وہیں کہیں رہتا تھا ایک رحم دل سا اُسکا شہزادہ

اُجاڑ دی اُسکے دل کی دنیا، تھی بس ایک غلط فہمی

اپنی انّاؤں میں جیتے دونوں میں آ گئے کئی فاصلے

www.novelsclubb.com

شروع ہوئی جو اک جنگ تو آشکار ہوئے کئی راز

ایک ہی منزل کے ملے کئی مسافر ہمراہ

سبھی کے تھے ٹوٹے دل سبھی کے تھے خالی ہاتھ

منزل سے اپنی بے خبر روٹھے ہوئے تھے سب یار

اپنی راہوں میں بھٹکتے وہ ایک دوسرے سے تھے انجان

ملے جہاں وہ سب تھا جنگ کا میدان

بھروسے کی ڈور سے بندھے سبھی رنگ بکھرنے لگے

آنسو چُھپائے سبھی اپنی بازی کھیلنے لگے

داؤ پیچ کھیلتے نجانے کب وہ سیکھنے لگے

www.novelsclubb.com

ہمسفر کو وہ پھر اپنے پہچاننے لگے

محبت کے رنگوں کے مطابق خود کو ڈھالنے لگے

زندگی کو پھر وہ حسین بنا کر گزارنے لگے

پھر کون سا سفر اور کون سا مسافر

منزل پر پہنچ گئے جب سب ہمراہی

فتح پا کر جو وہ سب مسکرائے

زندگی کے سارے غموں کو بُھلائے

مشکل کے ہر لمحوں کے ساتھی

لو یوں ختم ہوئی تیرے منزل کے مسافر کی کہانی

www.novelsclubb.com

ختم شُد~~~